District Incpktr Madras
By Talib Ali 1914 G.K.V.

جلد ۹ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۱۶ نمبر ۹و ۱۰

رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

کا
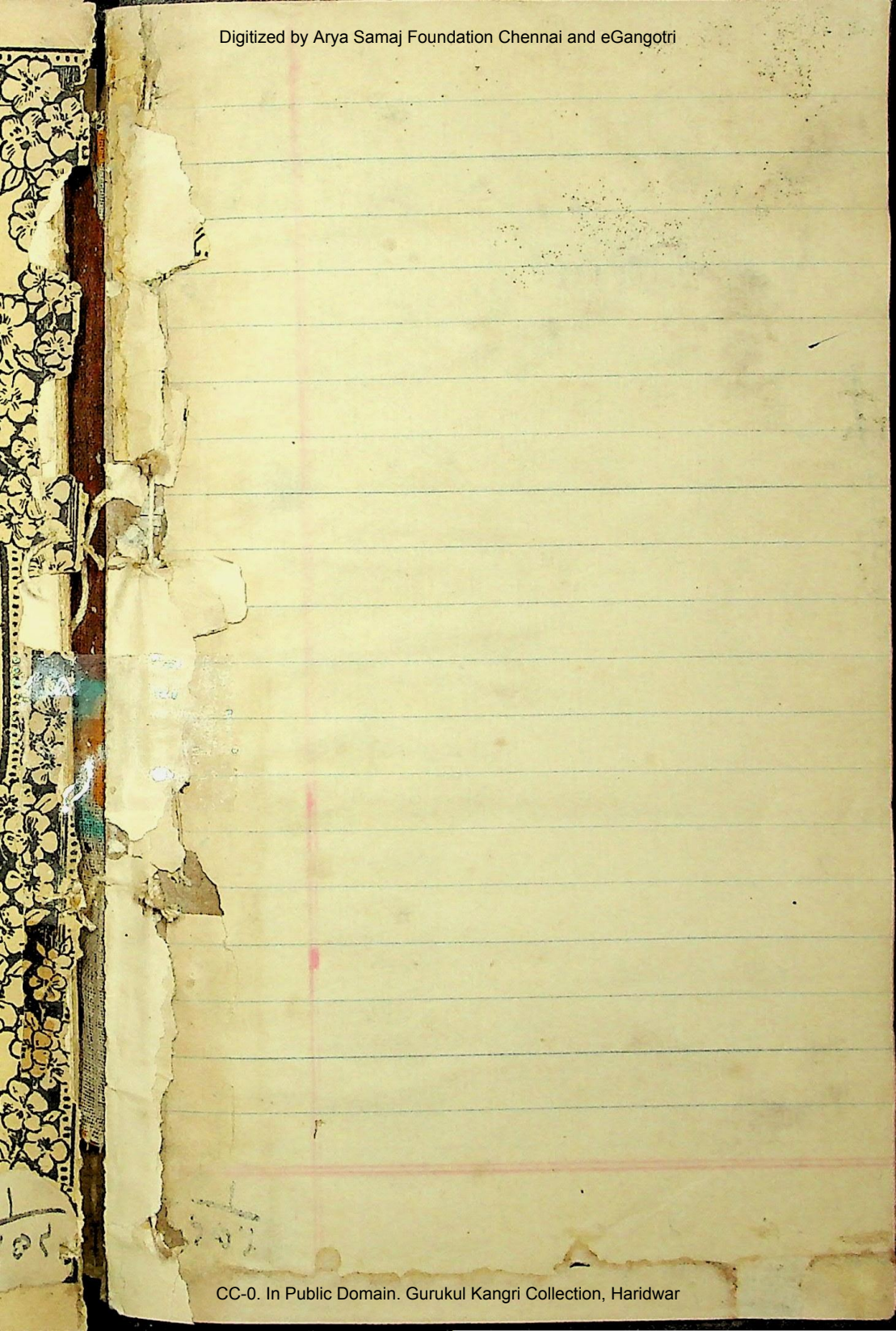
ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نمبر

بابت ماہ ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

جس میں

بائیس صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے نہایت مفید۔ قابل قدر اور دلچسپ مضامین درج ہیں

مرتبہ

منشی طالب علی پابند اڈیٹر رسالہ ہذا

ماسٹر جگت سنگھ مینجنگ پروپرائٹر رسالہ ہذا نے
رہنمائے تعلیم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھاپ کر شائع کیا

اصول و قواعد رسالہ ہذا

(۱) اس رسالہ کے اجرا کی بڑی غرض طالب علموں ۔ استادوں اور د[illegible]
شائقین علم کو تعلیم و تربیت کے اعلےٰ معراج پر پہنچانا اور اخ[illegible]
علمی اور عملی مضامین کی اشاعت ہے ۔

(۲) یہ رسالہ سررشتہ تعلیم اور بالخصوص مدرسین کا ایک اعلےٰ درجہ ک[illegible]
وکیل ہے ۔

(۳) اس کی سالانہ قیمت مدرسین سے عا ر اور طلبا سے عہ لیجاتی [illegible]

(۴) خط و کتابت برائے مضامین وغیرہ اڈیٹر صاحب کے نام اور اجرا[illegible]
وغیرہ کے متعلق بنام مینجر رسالہ ہذا ہونی چاہئے ۔

(۵) جملہ مضامین خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوئے ہو[illegible]
چاہئیں ۔

(۶) ترسیل زر بنام مینجر رسالہ ہذا ہونی چاہئے ۔

مینجر

نرخنامہ اشتہارات اجرتی رسالہ رہنمائے تعلیم لا[illegible]

نرخ اشتہارات	مقدار مدت	صفحہ	½ صفحہ
	ایک بار	للعہ ر ۴	عہ ر ۸
	سہ ماہی	لعہ ۱۱	۶ [illegible]
	ششماہی	عنہ ۲۰	لعہ ۱۱
مینجر رہنمائے تعلیم لاہور	سالانہ	۳۵	عنہ ۲۰

فہرست مضامین

حصہ دوم

حصہ سوم

حصہ چہارم

ہمارا ڈسٹرکٹ انسپکٹر نمبر

اول ہی اول دسمبر ۱۹۱۳ء میں ہمیں یہ خیال آیا تھا۔ کہ جنوری ۱۹۱۴ء کا رسالہ "ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نمبر" کے نام سے ایک خاص نمبر ہو۔ چنانچہ اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے دسمبر ۱۹۱۳ء میں جملہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان مدارس اضلاع پنجاب کی خدمت میں ایک مطبوعہ چٹھی بھیجکر ان سے درخواست کی گئی۔ کہ عنوات مندرجہ میں سے کسی ایک پر خامہ فرسائی فرماکر ہمیں ممنون احسان کریں۔ جس کے جواب میں گو چند صاحبان نے تحریریں بھیجدیں۔ مگر زیادہ تر اصحاب نے یہی لکھا۔ کہ "وسط اپریل تک ڈسٹرکٹ انسپکٹروں کو اسقدر کام ہوتا ہے۔ کہ ان سے کسی مضمون کے لکھنے کی توقع نہیں ہوسکتی" لہذا بدیں امید کہ مئی میں مطلوبہ مضامین آجائینگے۔ ہمنے قرار دیا۔ کہ یہ اسپیشل نمبر جون ۱۹۱۴ء میں نکالیں۔

جن صاحبان نے ہمیں اپریل کے بعد یہ نمبر نکالنے کی صلاح دی تھی ان میں سے بعض نے اس بات کی بھی خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ اس نمبر کے شروع میں عالیجناب آنریبل جے۔ سی گاڈلے صاحب بہادر ایم۔ اے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کی تصویر بھی چسپاں کی جائے۔ مُفتی احمد سعید صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع میانوالی نے تو بالخصوص اس امر پر بہت ہی زور دیا چنانچہ صاحب بہادر موصوف الصدر کی خدمت میں اس امر کی درخواست

کی گئی۔ کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر نمبر میں شائع کرنے کے لئے وہ اپنا فوٹو (مکمل) عنایت فرما کر ہمیں فخر بخشیں۔ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل چٹھی خاکسار اڈیٹر کو موصول ہوئی۔

"ڈیر سر

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ رہنمائے تعلیم لاہور کا ایک خاص نمبر ماہ جون ۱۹۱۴ء میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر میں آپ کی کوئی ایسی مدد جو میں کر سکتا ہوں۔ کر سکوں۔ تو اس سے مجھے بہت خوشی ہوگی۔ مگر مجھے اس امر کا افسوس ہے کہ چونکہ اس وقت میرے پاس میرا کوئی فوٹو موجود نہیں۔ اس لئے میں آپ کی اس درخواست کو کہ میں آپ کو کوئی اپنا فوٹو دوں۔ پورا کرنے کے قابل نہیں ہوں"۔

اس حوصلہ افزاء تحریر سے ہمارا ارادہ اور بھی زیادہ مستحکم ہوگیا۔ اور ہم نے اس نمبر کی اشاعت کے لئے بہت زور سے کوشش کرنی شروع کر دی۔ چنانچہ صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس اور بعد میں بعض صاحبان اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی خدمت میں مطبوعہ اور قلمی چٹھیاں مکرر سہ کرر ارسال کرکے درخواست کی۔ کہ وہ ہمیں اس نمبر کے لئے مضامین عطا کریں۔

صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر کا کام آجکل اسقدر بڑھا ہوا ہے۔ کہ انہیں اپنے فرائض منصبی کی سرانجام دہی سے سر کھجلانے کی بھی فرصت نہیں ملتی حتےٰ کہ دیگر محکموں کے ملازموں کی طرح وہ تمام تعطیلات ایام فصل۔ موسم بہار ایسٹر۔ کرسمسڈے وغیرہ میں بھی مشکل سے آرام کر سکتے ہیں۔ اپنے گھر جانے یا قومی اور دیگر جلسوں میں شامل ہونے کا تو کیا ذکر۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب اس نمبر میں ہم صرف صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے مضامین ہی درج کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو ایک اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے لکھا تھا۔ کہ "یہ ناممکن کے قریب ہے۔ کہ آپ کوئی ایسا خاص نمبر نکالنے پر

قادر ہو سکیں۔ جس کے لئے صرف صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے مضامین ہی کافی ہوں۔ کیونکہ ان افسروں کے پاس ہرگز ہرگز اتنا وقت نہیں۔ کہ وہ پریس میں دینے کے لئے کوئی مضمون لکھ سکیں۔"

پس اس حالت میں جبکہ کسی ایک صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس سے بھی مضمون حاصل کر لینا اعجاز گنا جاسکتا ہے۔ اگر ہم پنجاب کے اٹھائیس صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس میں سے سولہ سترہ صاحبان کے مضامین حاصل کر لیں۔ اور جن چھ سات اسسٹنٹ انسپکٹر صاحبان کو مضمون کے لئے لکھیں۔ ان میں سے بھی نصف سے زیادہ اصحاب کے مضامین ہم کو مل جائیں۔ تو شائد ہمارے لئے اس پر فخر کرنا کچھ بیجا نہ ہوگا۔ مزید برآں اس بات پر بھی ہم جس قدر شکریہ ادا کریں۔ کم ہے کہ صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے ہمارے ان خطوط کے جو ان کو مضامین کے لئے ۱۹۱۴ء میں مختلف اوقات پر لکھے گئے تھے۔ نہایت دلچسپ اور مشفقانہ جواب دیئے۔ بلکہ وہ خط و کتابت ہمارے لئے ایسی قابلِ فخر ہے۔ کہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اسے بعینہٖ چھاپ دیا جائے تاکہ ہمارے ناظرین کرام بھی ہمارے ساتھ اس کا لطف حاصل کرنے میں شامل ہوں۔ اور یہ معلوم کر کے خوش ہوں۔ کہ عموماً صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے دل میں اپنے خادم رہنمائے تعلیم کی کتنی قدر و وقعت ہے۔ مگر اس ڈر سے کہ شائد بعض صاحبان اپنی اس خط و کتابت کو پرائیویٹ سمجھ کر اس کی اشاعت نہ چاہتے ہوں۔ ہم اس خیال سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے معزز ناظرین بھی ہمیں معذور سمجھ کر اصرار نہ کرینگے۔

جن صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے مضامین ارسال فرمائے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

(۱) جناب لالہ نہال چند صاحب بی۔اے سابق ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع لاہور حال اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس قسمت ملتان

(۲) جناب لالہ دیویدتا مل صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گوجرانوالہ

(۳) جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بی اے " " " لاہور

(۴) جناب لالہ خزان چند صاحب بی اے " " " لائل پور

(۵) جناب میر فضل محمود صاحب بی اے " " " مظفر گڑھ

(۶) جناب پنڈت حکم چند صاحب بی اے " " " راولپنڈی

(۷) جناب مولوی عبد اللطیف صاحب بی اے " " " گوجرات

(۸) جناب لالہ شوسرنداس صاحب بی۔اے " " " فیروزپور

(۹) جناب میر عبد الواحد صاحب بی اے " " " میانوالی

(۱۰) جناب پنڈت ہیمراج صاحب بی اے " " " امرتسر

(۱۱) جناب لالہ شودیال صاحب بی اے " " " حصار

(۱۲) جناب مولوی عبد اللطیف صاحب " " " اٹک

(۱۳) جناب لالہ رامچند صاحب بی اے " " " ڈیرہ غازیخان

(۱۴) جناب راجہ احمد خان صاحب بی اے " " " جہلم

(۱۵) جناب لالہ وسندہ رام صاحب بی اے " " " ملتان

(۱۶) جناب لالہ شنکرداس صاحب بی اے " " " شملہ

(۱۷) جناب چودھری حکم چند صاحب بی اے بی ٹی قائمقام " " گوڑگانوہ

جن چھ سات اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان سے مضامین طلب کئے گئے تھے۔ ان میں سے اصحاب ذیل نے مضامین ارسال فرما کر مرہون منت کیا۔

(۱) جناب مفتی احمد سعید صاحب بی اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع میانوالی

(۲) جناب پنڈت رگھبیر چند صاحب بی۔اے " " " حصار

(۳) جناب سوڈھی جگت سنگھ صاحب بی اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع فیروزپور

(۴) جناب بھائی گیان سنگھ صاحب بی اے۔ بی ٹی " " " امرتسر

ان کے علاوہ جناب لالہ چرنجی لال صاحب شرما اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس علی گڈھ (ممالک متحدہ آگرہ واودھ) نے بھی اپنا مضمون بھیجکر ہمیں ممنون کیا ہے۔

شروع شروع میں ہمارا خیال تھا۔ کہ اس نمبر کے لئے صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سے مندرجہ ذیل عنوانوں پر مضامین حاصل کریں۔

(۱) مدرسین کے لئے ضروری ہدایات۔ جو وہ مدرسین کو دینا ضروری خیال کرتے ہوں۔ مثلاً

(ا) مختلف مضامین پڑھانے کے متعلق

(ب) نظم ونسق مدرسہ۔ یعنی سامانِ مدرسہ کو سنبھال کر رکھنے۔ استعمال کرنے باترتیب رکھنے اور سکول کا ضبط قائم رکھنے کے متعلق

(ج) طلباء اور پبلک سے سلوک کے طریقوں وغیرہ کے متعلق

(د) مدرسین کے افسروں سے سلوک وغیرہ کے متعلق

(ہ) فرائض مدرسین

(۲) طلبا کے لئے ضروری ہدایات مثلاً

(ا) سبق پڑھنے۔ یاد کرنے اور مطالعہ کرنے کے متعلق

(ب) سکول میں آنے بیٹھنے۔ اُستادوں وغیرہ کے ساتھ سلوک کے متعلق

(ج) لباس اور بودوباش کے متعلق

(د) ماں باپ۔ اُستادوں اور دیگر بزرگوں کا ادب کرنے اور عام اخلاق کے متعلق

(ہ) طلبا کی کامیابی کی شاہ راہیں اور فرائض طلباء

(۳) پرائمری تعلیم ملک میں کس طرح زیادہ سے زیادہ پھیل سکتی ہے۔

(۴) علم کے فوائد

(۵) کوئی اور ضروری علمی مضمون

چنانچہ دسمبر ۱۹۱۲ء میں جو مطبوعہ چٹھی صاحبانِ موصوف کی خدمت میں بھیجی گئی۔ اس میں یہی عنوان درج تھے۔ لیکن مئی ۱۹۱۴ء میں ہمارے بعض کرمفرماؤں نے تحریک کی۔ کہ صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس سے یہ بھی درخواست کرنی چاہئے۔ کہ وہ اپنے اپنے اضلاع کے تعلیمی کوائف بھی اس خاص نمبر میں شائع کرائیں۔ تاکہ جہاں علمی اور اخلاقی مضامین اور ہدایات متعلقہ معلمین و متعلمین کے اندراج سے مدرسین۔ طلباء اور عام ناظرین مستفید ہوں۔ وہاں تعلیمی کوائف سے ذیل کے فوائد بھی مرتب ہوں۔

(۱) صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس دوسرے اضلاع کی تعلیمی ترقی کا اپنے ضلع کے ساتھ مقابلہ کرسکیں۔ اور ان کی وجوہاتِ ترقی پر غور کرکے اپنے ہاں کی کمی پوری کرنے میں سعی کریں۔ یا اگر ان کا اپنا ضلع اوروں سے بہتر معلوم ہو۔ تو اسے کمال پر پہنچانے کی تجاویز سوچ سکیں۔ اسی طرح جو نئی خوبی دیگر اضلاع میں مروج ہو۔ اسے اپنے ہاں رواج دینے کی تدابیر نکال سکیں۔

(۲) مدرس یہ معلوم کرسکیں۔ کہ دوسرے اضلاع کے معلموں کے مقابلہ میں ان کی حالت کیسی ہے۔ اور اگر اپنے تئیں بہتر پائیں۔ تو مسرور و شکر گذار ہوکر اپنے فرائض کے سرانجام دینے میں دل لگائیں۔ تاکہ اور بھی بہتر حالت اور پوزیشن حاصل کریں۔ بصورت دیگر اور اضلاع کی مثال پیش کرکے اپنی بہتری کا سامان کرسکیں۔

(۳) پبلک بھی دوسرے اضلاع کے تعلیمی حالات کے ساتھ اپنے اپنے اضلاع کا مقابلہ کرسکے۔ اگر نسبتاً اچھی ہو۔ تو اس میں ترقی کے لئے اور بھی مدد کریں۔ ورنہ اپنے اپنے اضلاع کے ڈسٹرکٹ بورڈوں پر

کمی رفع کرنے کے لئے زور دے سکیں۔ اور اس طرح ملک میں سے جہالت کی تاریکی دور کرنے میں کامیاب ہوں۔

پس ہم نے مناسب سمجھا۔ کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان سے اس قسم کے کوائف بھی مانگیں۔ لہذا منجملہ اور باتوں کے ذیل کے چھ سوالات بھی سب صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی خدمت میں ارسال کئے گئے۔ تاکہ وہ اپنے اپنے اضلاع کے تعلیمی حالات ان کے جواب میں تحریر فرما کر مشکور کریں۔

(۱) جب وہ اس ضلع میں تشریف لائے۔ تو اس وقت اس ضلع کے پبلک تعلیمی شوق کی کیا حالت تھی۔ اور اب کیا حالت ہے۔ اسمیں کچھ کمی بیشی ہوئی ہے یا نہیں۔ اور اگر اس میں کچھ کمی بیشی ہوئی ہے۔ تو کن اسباب اور وجوہات یا کوششوں سے ہوئی ہے۔ اور وہ کس طرح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس ضلع میں تعلیمی شوق بڑھا یا گھٹا۔ یا اسی جگہ پر قائم ہے۔ جہانتک ان کے اس ضلع میں تشریف لانے کے وقت تھا۔

(۲) تعلیم کے لحاظ سے اس ضلع میں ان کے تشریف لانے سے کیا کچھ ترقی و تنزل ہوا ہے۔ ان کو اس ضلع کی تعلیمی ترقی میں کیا کیا دقتیں پیش آئیں یا آ رہی ہیں۔ اور انہوں نے اس کا کیا علاج کیا یا کر رہے ہیں۔ یا انکو اس ضلع میں کیا کیا سہولتیں حاصل ہیں۔ اور انہوں نے ان سے کیا کچھ فائدہ اُٹھایا یا اُٹھانے کی کوشش کی یا کر رہے ہیں۔ یا آئندہ کرینگے۔

(۳) ان کے عہد میں اس ضلع کی تعلیم کے ہر شعبہ مثلاً تعداد طلباء تعداد مدارس لوئر۔ اپر۔ سکنڈری ٹرینڈ سرٹیفکیٹڈ اور ان سرٹیفکیٹڈ مدرسین کی تعداد۔ مدرسین کی تنخواہوں اور انکے گریڈوں میں اضافہ

سکولوں کی عمارتوں - سامان مدرسہ - سفرخرچ - سکولوں کے سقوں - خاکروبوں اور چپڑاسیوں وغیرہ کی تنخواہوں - پراویڈنٹ فنڈ - انجمن ہائے معلمین و طلباء صنعتی اور حرفتی سکولوں کے اجراء وغیرہ میں کیا کچھ ترقی اور اضافہ ہوا ہے۔

(۴) انہوں نے اپنے ضلع میں مدرسوں کی جو گریڈ بندی کی ہے۔ اس کی مفصل فہرست درج کریں۔ جس سے بخوبی معلوم ہو سکے۔ کہ کسی درجہ کا مدرس کس تنخواہ سے شروع ہو کر سالانہ کیا ترقی پا کر کس تنخواہ تک پہنچ سکا کریگا۔

(۵) اگر انہوں نے نمبر ۳ کی متذکرہ باتوں کے علاوہ کوئی اور نئی بات اپنے سکولوں میں رائج کی ہو۔ تو وہ بھی تحریر فرماویں۔

(۶) آئندہ ان کا کیا کیا کچھ کرنے کا ارادہ ہے۔ اور اس میں کامیابی کے لئے انہوں نے کیا کیا تجاویز سوچی ہیں۔

مندرجہ بالا سوالات کے مکمل جوابات لکھنے کے لئے چونکہ دفتر کے تمام ریکارڈ (Record.) کی ورق گردانی ضروری تھی اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس مسلسل دورہ کی وجہ سے بالکل عدیم الفرصت ہیں۔ اس لئے مندرجہ بالا سوالات کے جواب سرسری طور پر لکھنے ان کے لئے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھے نیز چونکہ معمولی طور پر سرکاری ملازموں کو اپنے سرکاری کام کاج کے متعلق پریس سے خط و کتابت کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ اس لئے بھی بہت سے صاحبان ایسے مضامین دینے سے جھجکتے رہے۔ باوجودیکہ انکی خدمت میں عرض کر دیا گیا تھا۔ کہ رہنمائے تعلیم کوئی اخبار نہیں ہے۔ اور اس کے سپیشل نمبر کے لئے انکا کوئی مضمون لکھ کر دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی علمی یا اخلاقی کتاب کے مصنف کو کسی مضمون سے امداد دینا ہوتا ہے۔

الغرض ایسی ایسی چند وجوہ سے پنجاب بھر میں سے صرف دس اضلاع سے تعلیمی کوائف موصول ہوئے ہیں۔ البتہ چونکہ بعض اضلاع کے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان نے بھی اس قسم کے مضامین ارسال فرمائے ہیں۔ اس لئے ایسے مضامین کی کل تعداد تیرہ ہو گئی ہے۔ اور اسقدر اضلاع کے حالات بھی خود انکے ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کے قلم سے حاصل کر لینے۔ ہمارے لئے کچھ کم کامیابی نہیں ہے۔

جیساکہ اوپر ذکر آ چکا ہے۔ ہمیں سولہ ضلعوں کے صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے مضامین نمبر ہذا کے لئے حاصل ہوئے ہیں لیکن چونکہ باقی صاحبان کے مضامین ارسال نہ کرنے کی زیادہ تر وجہ ان کی عدیم الفرصتی ہے۔ نہ کہ عدم توجہی۔ اس لئے ہمارے لئے باقی ماندہ تیرہ اضلاع کے صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کا مضامین ارسال کرنا بھی کچھ دلشکنی کا باعث نہیں ہے۔ چنانچہ جن اضلاع کے صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے ہمیں مضامین ارسال نہیں کئے۔ ان میں سے اضلاع ہوشیارپور گورداسپور کانگڑہ۔ جالندھر۔ لدھیانہ۔ رہتک۔ اور جھنگ کے صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی تو ہمارے ساتھ اس بارہ میں بہت امید افزا خط و کتابت بھی جاری رہی ہے۔ جس میں وہ آجتک بار بار مضامین عطا کرنے کی نہ صرف امید دلاتے رہے ہیں۔ بلکہ مضامین جلد تر ارسال کرنے کے وعدے بھی کرتے رہے ہیں۔ لیکن چونکہ بعض وجوہ سے وہ ابتک مضامین ارسال نہیں کر سکے۔ اور ہم اس سے زیادہ عرصہ تک انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے افسوس ہے۔ کہ ہمارا یہ نمبر ان کے مضامین سے خالی رہا۔ لیکن انشاءاللہ امید ہے۔ کہ جلدی ہی وہ بھی اپنے مضامین حسب وعدہ بھیج دینگے۔ اور ہم انکو رسالہ ہذا کے کسی آئندہ نمبر میں شائع کرنے کا فخر حاصل کرینگے۔

لہذا ہم جہاں مضامین عطا کرنے والے اصحاب کا بہت بہت شکریہ

ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے نہایت مہربانی کر کے اپنا کافی عزیز وقت ہمارے لئے ضروری اور مفید مضامین لکھنے پر صرف کیا - وہاں ہم اضلاع جالندھر گورداسپور - کانگڑہ - ہوشیارپور - جھنگ - لدھیانہ - اور رہتک کے صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے بھی ازحد مشکور ہیں - کہ انہوں نے ہمارے ساتھ اس بارہ میں تلطف آمیز خط و کتابت جاری رکھ کر اور مضامین عطا کرنے کے وعدے دے دے کر نہ صرف اپنی اس ہمدردی کا جو وہ ہمارے ساتھ رکھتے ہیں - اظہار کیا - بلکہ وہ اس بارہ میں ہماری بہت کچھ ہمت بندھائے اور حوصلہ افزائی کرنے کا بھی باعث ہوئے -

صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی خدمت میں پہلے جو چٹھی ارسال کی گئی تھی - اس میں پانچ قسم کے مضامین کے عنوان درج تھے - اور اس کے بعد تعلیمی حالات پر مشتمل ایک اور مضمون ارسال کرنے کی درخواست کی گئی تھی - پس ان عنوانوں کے لحاظ سے موصولہ مضامین کو حسب ذیل چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے -

(۱) مضامین مشتمل بر تعلیمی حالات اضلاع پنجاب
(۲) مضامین مشتمل بر ہدایات برائے مدرسین
(۳) مضامین مشتمل بر ہدایات برائے طلباء
(۴) دیگر اقسام کے مضامین

جن جن اصحاب نے تحریریں بغرض اشاعت بھیجی ہیں - ان کے کسی قدر ذاتی حالات ہم نے انکے مضامین کے شروع میں درج کر دیئے ہیں - باقی متفرق حالات جو اس سلسلۂ خط و کتابت میں ہمیں صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کے فرائض - عدیم الفرصتی وغیرہ کے بارہ میں معلوم ہوئے ہیں - انہیں ذیل میں بدیں امید ملخصاً درج کیا جاتا ہے - کہ سررشتہ تعلیم اور اس کے بیدار مغز افسر اعلےٰ ان پر توجہ فرما کر سررشتہ کے ان بڑے

ذمہ وار افسروں کی مدد کرینگے۔

(۱) مختصر الفاظ میں ہم صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی حالت یوں بیان کر سکتے ہیں۔ کہ "ان کی پوزیشن ان کی شان کے مطابق نہیں" جس طرح سول سرجن۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کے شفاخانوں یا پولیس کا ذمہ وار افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بھی ضلع بھر میں تعلیم کا ذمہ وار افسر ہوتا ہے۔ اور اسے بھی اپنا کام بخوبی سرانجام دینے اور ماتحتوں میں اپنا رُعب و رسوخ قائم رکھنے کے لئے ایک خاص قسم کی حیثیت رکھنی پڑتی ہے۔ جس کے لئے ویسی ہی تنخواہ بھی چاہئے۔ اس کے لئے بھی سواری رکھنا۔ اور اس کے لوازم پورے کرنا تو معمولی بات ہے۔ سفر کے زائد اخراجات از قسم کرایہ ریل تنخواہ زائد ملازمان۔ نصف خرچ باربرداری۔ خیمہ وغیرہ وغیرہ معمولی سفر خرچ سے ہرگز ہرگز پورے نہیں ہو سکتے۔ بنابریں اگر یہ کہا جائے۔ کہ اخراجات ضروری کے مقابلہ میں ڈسٹرکٹ انسپکٹروں کی تنخواہ اور الاؤنس بالکل ناکافی ہیں۔ تو یہ کوئی مبالغہ کی بات نہ ہوگی۔

(۲) یہ بات کچھ ڈھکی چھپی نہیں۔ کہ عوام کی نظروں میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کی وہ وقعت نہیں ہے۔ جو ان کی پوزیشن کے لحاظ سے ہونی چاہئے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر نمبردار۔ ذیلدار۔ چوکیدار وغیرہ کسی پولیس سارجنٹ کے آنے پر تو فوراً جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر افسرانِ مدارس کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ ان کا تعلق مدارس اور معلموں سے ہے۔ نہ کہ باقی گاؤں سے۔

اس لئے اگر مندرجہ ذیل تجاویز پر غور ہو۔ تو امید ہے کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر

صاحبان کی پوزیشن کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہی تعلیم کی ترقی بھی دن دوگنی رات چوگنی ہوگی۔

(۱) اس حقیقت سے بالکل انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ تعلیم اور سینی ٹیشن (Sanitation.) یعنی حفظان صحت دو لازمی اور ایک دوسرے سے وابستہ ضروریات زمانہ ہیں۔ اگر ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کو ان دیہات کی سینی ٹیشن (Sanitation.) کے متعلق جن میں سکول جاری ہیں۔ کچھ اختیارات دیئے جائیں تو اس سے نہایت مفید نتیجے برآمد ہوسکتے ہیں۔ اس سے جہاں تعلیم کے ساتھ ضلع بھر کے بڑے بڑے دیہات کے لوگوں کی صحت بھی ترقی کرے گی۔ وہاں اس اختیار کے سبب سے نمبرداران۔ ذیلداران اور چوکیداران دہ کو بھی بروقت معائنہ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ان کے سامنے حاضر ہونا پڑا کریگا۔ اور وہ ان کو مناسب امداد بھی دینگے۔ اور چونکہ جہاں وہ لوگوں کو سینی ٹیشن کے متعلق خاص مقررہ قواعد سمجھائینگے۔ وہاں تعلیم کے فوائد بھی انکے ذہن نشین کرینگے۔ اس لئے جہاں لوگ حفظ صحت کے اصولوں کے عادی ہوتے جائینگے۔ وہاں تعلیم کی طرف بھی دن بدن ان کی توجہ زیادہ ہوتی جلئے گی۔ اور اس طرح سے تعلیم کی ترقی کا سالوں کا کام مہینوں میں ہوگا۔

(۲) کسی مدرسہ کے گرد و نواح میں جس قدر گاؤں ہوں۔ ان سب کے نمبرداروں کے لئے ضروری قرار دیا جائے۔ کہ وہ اپنے کام متعلقہ مدارس کی نسبت صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی رائے سال بھر میں کم ازکم ایک دفعہ حاصل کریں۔ اور پھر اس کی نقل اپنے اپنے تحصیلدار صاحبان کی خدمت میں بھیجدیں۔ تاکہ عدم توجہی کی

حالت میں ان کے خلاف مناسب کارروائی کی جاوے۔

(۳) جو پانچ نمبردار ہر تحصیل سے سال بھر میں سب سے زیادہ تعلیمی معاملات میں شوق لیں۔ اور طلباء مدرسہ میں داخل کرائیں۔ ان کی خاص طور پر قدر کی جائے۔

(۳) صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی ذمہ واریاں اور فرائض منصبی بہت بڑھ گئے اور ابھی دن بدن اور بڑھ رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ ذمہ واریوں اور کام کی زیادتی کے ساتھ ان کی پوزیشن بڑھانے کی طرف ابھی تک بالکل توجہ نہیں دی گئی۔ لیکن برخلاف اس کے جب سے گورنمنٹ ہائی سکول جاری ہوئے ہیں تب سے انکی پوزیشن بمقابلہ ہیڈ ماسٹر صاحبان ہائی سکولز بہت کم ہو گئی ہے۔ کیونکہ ایک تو تنخواہ کے لحاظ سے ہیڈ ماسٹر صاحبان ان سے بہت آگے ہیں۔ دوسرے ان کی یہ امید بھی کہ وہ انسپکشن لائن میں مناسب وقت پر ترقی کرینگے۔ اب بالکل منقطع ہو گئی ہے۔ کیونکہ ٹیچنگ لائن (Teaching line) سے اکثر خوش نصیب اصحاب ان کے اوپر جب افسران اعلےٰ چاہیں مقرر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اب ضروری ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کا عہدہ پراونشل سروس میں کر دیا جائے۔ جو کہ ان کے کام اور ذمہ واری کے لحاظ سے بالکل مناسب ہے۔

(۴) اس وقت ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کے انتظامی اختیارات صفر کے برابر ہیں۔ اگر انکو کسی قدر انتظامی اختیارات بھی دیئے جائیں تو ان کے کام میں بہت کچھ سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ نیز انکا پرسٹیج (Prestige) یعنی رعب و داب بھی قائم رہ سکتا ہے مثلاً

(۱) ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کو کم از کم عـ۱۰ ماہوار تک خود خرچ کر لینے کا

اختیار دیا جائے۔ تو وہ خرچ کنٹنجنٹ مدارس کے متعلق چھوٹی چھوٹی رقوم کے متعلق خط و کتابت کرنے کی بہت سی تکلیف سے بچ سکتے ہیں۔

(۴) پندرہ (ﷲ) روپیہ تک کی اسامی دینے وغیرہ کے اختیارات بھی صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو عطا ہونے مناسب ہیں۔ نیز انکو اختیار ہونا چاہئے۔ کہ وہ مدرسین کو پانچ چھ روز کی رخصت خود ہی دے سکا کریں۔ اور انکا حسب ضرورت تغیر و تبدل بھی کر سکیں۔

(۵) سر رشتہ تعلیم نے مہربانی کر کے پہلے بھی صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے ایام دورہ کم کر دیئے ہیں۔ لیکن اگر ان میں اور بھی کمی ہو جائے۔ تو صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کو اپنے دفتر کے کام اور دیگر انتظامی امور کے لئے کافی وقت مل سکتا ہے۔ لہذا ہم درخواست کرتے ہیں کہ کسی مناسب وقت پر اس تجویز پر غور کی جائے۔ کہ صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے لئے دس دن ماہوار اور صاحبانِ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کے لئے پندرہ دن ماہوار دورہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔

(۶) کئی ایک اضلاع میں ڈپٹی کمشنر صاحبان کے علاوہ کوئی اور صاحب جو عموماً ای۔ اے۔ سی ہوتے ہیں۔ افسر انچارج تعلیم مقرر ہوتے ہیں۔ اور بعض اضلاع ایسے بھی ہیں۔ جن میں تعلیمی انتظامات کے لئے سب کمیٹیاں مقرر ہیں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ عموماً یہ ہر دو انتظامات تعلیمی کام میں نقصان رکاوٹ اور تضیع اوقات کا باعث ہوتے ہیں۔ اور صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر جو آگے ہی ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع اور انسپکٹر صاحب مدارس ڈویژن کے ماتحت ہوتے ہیں اس سہ عملی سے ان کی تکالیف اور مشکلات اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ پس اگر خود صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو معمولی معمولی امور میں پورے پورے اختیارات دے دیئے جائیں۔ تو جہاں ضلع لاہور کی طرح تعلیمی

سب کمیٹیاں اور افسرانِ انچارج تعلیم مقرر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہاں ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کے کام میں بھی سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔

(۷) چونکہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کو وقت بے وقت دورہ کے لئے گھر سے نکلنا اور سفر کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے نہایت مناسب ہے کہ انکو بطور انسپکٹر صاحبان آبکاری ایکٹ اسلحہ سے مستثنےٰ کیا جائے۔

(۸) جیسا کہ اوپر ظاہر کیا جا چکا ہے صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کا کام بہت ہی بڑھ گیا ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس پنجاب کے ساتھ ہماری جو خط و کتابت ہوئی ہے۔ اس میں کوئی ایسا خط کسی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر کا نہ ہوتا تھا جس میں عدیم الفرصتی کی شکایت نہ کی گئی ہو۔ پہلے قریباً جملہ اضلاع پنجاب میں ایک ایک ہی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس مقرر تھا۔ مگر چند سالوں سے اب سوائے ضلع شملہ کے ہر ایک ضلع میں ایک ایک دو دو اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بھی متعین کئے گئے ہیں۔ شائد یہ نئی تجویز اس لئے نکالی گئی ہے۔ کہ دن بدن جو ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کا کام بڑھ رہا ہے۔ اسکو پورا کرنے کے لئے انہیں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹران سے مدد مل جائے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اس سے یہ مقصد پورا نہیں ہوا کیونکہ جہاں ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کا معائنہ کا کام قریباً اتنا ہی ہے جتنا کہ پہلے تھا۔ وہاں تحریر کا کام بڑھانے کا ایک موجب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان بھی ہوتے ہیں۔ اور کسی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کا تحریر کا کام اسی نسبت سے زیادہ ہوتا ہے۔ جس نسبت سے کہ اس کے پاس اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر زیادہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ پہلے تو ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کو صرف اپنے کام کے

متعلق ہی رپورٹیں وغیرہ کرنا اور دیگر خط وکتابت کا کام سرانجام دینا پڑتا تھا۔ مگر اب ان کو اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کی رپورٹوں کی دیکھ بھال اور انکے متعلق خط وکتابت وغیرہ بھی کرنی پڑتی ہے۔

اس تمام مذکور کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹران کے بڑھانے سے کسی ڈسٹرکٹ انسپکٹر کا کام نہیں گھٹتا بلکہ بڑھتا ہے۔ اس لئے جہاں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولوں کی روزافزوں زیادتی کے سبب سے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ وہاں اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹران کا جو دن بدن دفتر کا کام بڑھتا چلا جا رہا ہے اس کے بنٹانے کی بھی کوئی صورت نکالی جائے۔

جہاں تک ہم سمجھتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کے دفتر کا کام اس وقت تک ہلکا نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ انکا دفتر کا عملہ مضبوط نہ ہو۔ اور چونکہ دفتر کا عملہ مضبوط اور عمدہ کرنے میں صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کو یہ روک پیدا ہو رہی ہے۔ کہ انکے دفتر کے کلرکوں کو ڈسٹرکٹ بورڈوں سے تنخواہ ملتی ہے۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈ اتنی گنجائش نہیں نکالتے۔ کہ انکے کلرکوں کو بڑی بڑی تنخواہیں دیں یا ان صاحبان کو اسقدر کلرک ملازم رکھ دیں۔ جو کام کو بنٹا سکیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو ان کے کلرکوں کے لئے بھی گورنمنٹ گرانٹ دی جایا کرے جس سے وہ نہ صرف اپنے عملہ ہی کی حوصلہ افزائی لیاقت۔ قدامتِ ملازمت۔ اور کثرت کار کے لحاظ سے ترقی دیکر کرسکیں۔ بلکہ وہ اپنے دفتروں میں ضرورت کے مطابق تعداد کے محرر بھی مقرر کرسکیں۔

بعض صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی یہ بھی رائے ہے۔ کہ انکے دفاتر کے کلرکوں کی اسامی پنشنیبل (Pensionable) ہونی چاہئے

تاکہ لائق آدمی ان کے دفتروں کی کلرکی کی طرف جھکیں - اور اس طرح سے وہ اپنا عملۂ دفتر مضبوط کر سکیں -

الغرض خواہ کسی تجویز پر عملدرآمد کیا جائے - لیکن یہ ضروری ہے - کہ

(۱) ہر ایک صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر کو اس قدر آفس کلرک (office clerk) یعنی محرر دفتر دیئے جائیں - جس قدر کہ وہ اپنے کام کے اندازہ کے مطابق کافی خیال کریں -

(۲) ہر ایک صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو ایک ایک کیمپ کلرک بھی دیا جائے - جو دورہ میں انکے ساتھ رہے -

(۳) کلرکوں کو کافی تنخواہیں دی جائیں - مثلاً ہیڈ کلرک کی تنخواہ ۵۰ سے کم نہ ہو - اور اس کی اسامی پنشینبل ہو - تاکہ ہیڈ کلرک ایسا لائق اور محنتی مل سکے - کہ وہ اپنے کام کو جان توڑ کر کرے - دوم کلرک کی تنخواہ ۳۰ سے کم نہ ہو - اور اس سے نیچے کے کلرکوں کے بیس سے تیس تک کے گریڈ ہوں - کیمپ کلرک کو علاوہ تنخواہ کے ۱۰ ماہوار الاؤنس سفر بھی ملنا مناسب ہے -

الغرض ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کی پوزیشن انکی شان کے مطابق بنانے کے لئے مندرجہ بالا تجاویز پر عملدرآمد ہونا ضروری ہے - لیکن جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں - یہ کام صرف ان تجاویز پر ہی منحصر نہیں - بلکہ جس طرح دیوار کا مضبوط ہونا اس کی بنیاد کی پختگی پر منحصر ہوتا ہے - اسی طرح صاحبانِ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی مناسب پوزیشن بھی دیہاتی معلموں کی پوزیشن کی عمدگی پر مبنی ہے - اس لئے جہاں یہ مناسب ہے کہ ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم اور گورنمنٹ عالیہ ڈسٹرکٹ انسپکٹروں کی پوزیشن درست کرنے کے وسائل پر غور فرماویں - وہاں یہ بھی انسب ہے کہ مدرسین کی پوزیشن درست اور

عمدہ کرنے کی بھی فکر ہو۔

مدرسین کی پوزیشن کو عمدہ بنانے کے لئے ہمارے خیال میں حسب ذیل تجاویز پر عملدرآمد ہونا ضروری ہے۔

(۱) مدرسوں والے دیہات میں جو پنچائتی کمیٹیاں مقرر ہوں۔ ان میں مدرس بھی لئے جاویں۔

(۲) چوکیدار کی اموات و پیدائش کی کتابیں بجائے پولیس کے اول مدرسین کے پاس رہا کریں۔ جن کا کام اب مدرسین موجودہ ٹائم ٹیبل میں بخوبی سرانجام دے سکتے ہیں۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو اس کام کے لئے جو الاؤنس محرر تھانہ کو ملتا ہے۔ وہ مدرسین کو عطا کیا جائے۔

(۳) مدرسوں کے ساتھ معلموں کے رہنے کے لئے ایسے مکانات بنائے جائیں۔ جو گاؤں کے دیگر لوگوں کے مکانات کے مقابلہ میں صفائی وغیرہ کے لحاظ سے عمدہ ہوں۔

(۴) اگر کوئی مدرس یہ شکایت کرے۔ کہ گاؤں کے کوئی ایک یا زیادہ آدمی اسے تنگ کرتے ہیں۔ یا اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں تو ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان اس کی پوری پوری تحقیقات کر کے ملزموں کو کافی سزا دلائیں۔

عام طور پر بے علم لوگ خواندہ لوگوں کے ساتھ دلی عداوت رکھا کرتے ہیں۔ اور چونکہ مدرسین کا کام یہ ہے۔ کہ وہ تہذیب سکھائیں۔ اس لئے کسی کو انکے ہدایت کر بیٹھنے سے یا کسی معاملۂ حق کی حمایت کر بیٹھنے سے گاؤں کے نمبردار اور دیگر لوگ اکثر انکے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اور ہر وقت شکایت کے موقعہ کے جویاں رہتے ہیں۔ اور جب موقعہ پاتے ہیں۔ ان کی شکایت کرنے سے باز نہیں رہتے

اور چونکہ ایسے شرارتی لوگ چالباز بھی بہت ہوتے ہیں۔ اس لئے جب کوئی افسر تحقیقات کرنے کے لئے جاتا ہے۔ تو وہ اس کو خوشامد اور خدمت سے اپنی راہ پر لے آتے ہیں۔ جس سے بعض مدرس مستوجب سزا قرار پاکر سزایاب ہوجاتے۔

یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر کہیں ایسا واقعہ ہو۔ تو اس مدرسے کا نظم ونسق اور ضبط کسی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اس فرلت کی حالت میں کوئی مدرس اپنے فرائض منصبی کو بلند خیالی اور اطمینان قلب کے ساتھ کسی طرح سرانجام نہیں کرسکتا۔

الغرض اگر مدرس کے برخلاف کسی جگہ کے لوگ شکایت کریں یا کوئی مدرس کسی جگہ کے لوگوں کے برخلاف شکایت کرے۔ تو ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کے لئے دونوں حالتوں میں بخوبی تحقیقات کرکے اس کا ایسا انتظام کردینا مناسب ہے۔ کہ آئندہ کے لئے اس شکایت کا قلع قمع بھی ہوجائے۔ اور لوگوں پر یہ بھی واضح نہ ہو۔ کہ ہماری شکایت سے مدرس کو سزائے جرمانہ معطلی۔ منسوخی۔ تبدیلی وغیرہ مل سکتی ہے۔ تاکہ وہ آئندہ کے لئے دلیر نہ ہوجائیں۔ ورنہ وہ ہمیشہ مدرسین کو تنگ کرینگے اور آخرکار اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔ کہ اس گاؤں کا مدرسہ بند کردیا جائے۔ مدرسین کی عزت کو ٹھیس لگنا نہ صرف انہی کے لئے مضر اور تکلیف دہ ہے۔ بلکہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان اور ان سے اعلےٰ افسران سررشتہ تعلیم کے رعب اور قدر و منزلت کو بھی اس سے نقصان پہنچتا ہے۔

(۵) صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور دیگر تمام افسران معائنہ کے لئے مناسب ہے۔ کہ وہ معائنہ کے وقت مدرس کے ساتھ شفقت اور

عزت کا سلوک کریں۔ عام لوگوں کے سامنے انہیں جھڑکنا اور
بُرا بھلا کہنا تو درکنار ان پر ان کی کوئی غلطی بھی ظاہر نہ کریں۔
البتہ علیحدگی میں ان پر ان کی غلطی ظاہر کر دیں۔ اور مناسب
تنبیہ بھی کر دیں۔ طلباء اور عوام کے سامنے مدرسین کو جھڑکنے
سے ان کی وقعت کم ہو جاتی ہے۔ اور اس سے ان کے کام میں
بہت دقت پیدا ہو جاتی ہے۔
بعض افسر جو اعلےٰ خیالات کے نہیں ہوتے۔ عوام کے سامنے
مدرسین کو زجر و توبیخ کرنا اپنے وقار کا اظہار سمجھتے ہیں۔ حالانکہ
اس سے ان کا رعب و وقار بجائے قائم ہونے اور بڑھنے کے
گھٹ جاتا ہے۔

(۶) اگرچہ نورمل پاس مدرسین کا ۱۵عہ روپے تنخواہ کا گریڈ
سابقہ کی نسبت حوصلہ افزا ہے۔ لیکن چونکہ ضروریات
اب پہلے کی نسبت بہت گراں ہیں۔ اس لئے اس گریڈ
میں اور بھی افزونی کی ضرورت ہے۔ اس لئے مناسب ہے
کہ ابتدائی گریڈ ۲۰عہ روپے مقرر کیا جائے۔ اور
کام سٹیسفکٹری رہنے کی حالت میں عہ سالانہ ترقی دیکر
آخر گریڈ ۳۰عہ روپیہ پر پہنچا دیا جایا کرے۔ اس وقت
جو گریڈ بندی کا سسٹم (system) جاری کیا گیا
ہے۔ اس میں یہ نقص ہے۔ کہ جب تک کوئی اوپر کا گریڈ
خالی نہ ہو۔ مدرسین کو ترقی نہیں مل سکتی۔ چنانچہ ممکن ہے
کہ بارہ برس بلکہ بیس سال تک بھی اوپر کا گریڈ خالی نہ ہو۔
اور کسی مدرس کو اتنے عرصہ تک ترقی سے محروم رہنا پڑے۔
جس کا لازمی نتیجہ مایوسی ہے۔

اسی طرح سائر خرچ بھی کافی ہونا چاہیئے۔ اور جہاں پھاٹکوں کا انتظام ہو۔ وہاں ڈاک خانہ کی طرح پھاٹکوں کے الاؤنس بھی مدرسین کو عطا کئے جائیں۔

الغرض چونکہ مدرسین کی پوزیشن بڑھانے کے لئے ان کی مالی حالت کا درست ہونا ضروری ہے۔ اس لئے افسرانِ اعلےٰ اور بالخصوص ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان ان کی مالی حالت اعلےٰ تنخواہوں اور دیگر الاؤنسوں سے مضبوط کرنے کی سعی فرماویں۔ تو نہایت مناسب ہے۔

آخیر میں ہم پھر ایک دفعہ عالی جناب آنریبل جے۔ سی گاڈلے ایم۔ اے۔ سی۔ ایس۔ آئی ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کا اس مہربانی کے لئے ازحد شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جو آپ نے اپنی چٹھی مرقومہ مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۱۴ء سے ہماری حوصلہ افزائی کرنے سے ہم پر مبذول فرمائی۔ نیز ہم ان ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کا بھی بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے نہایت مہربانی فرماکر ہمارے لئے ضروری اور مفید مضامین لکھنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور اس طرح سے ہمیں اس نمبر کے نکالنے میں کامیاب ہونے کا موقع بخشا۔

ہم آخیر پر یہ بھی امید رکھتے ہیں۔ کہ جملہ مدرسین۔ طلباء اور عوام ناظرین اس نمبر کو غور و خوض سے پڑھ کر اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھائینگے۔ اور اس طرح سے ہماری اس نمبر کے نکالنے کی کوشش کو سپھل

کرینگے ۔

خاکسار اڈیٹر

تعلیمی حالات
اضلاع پنجاب
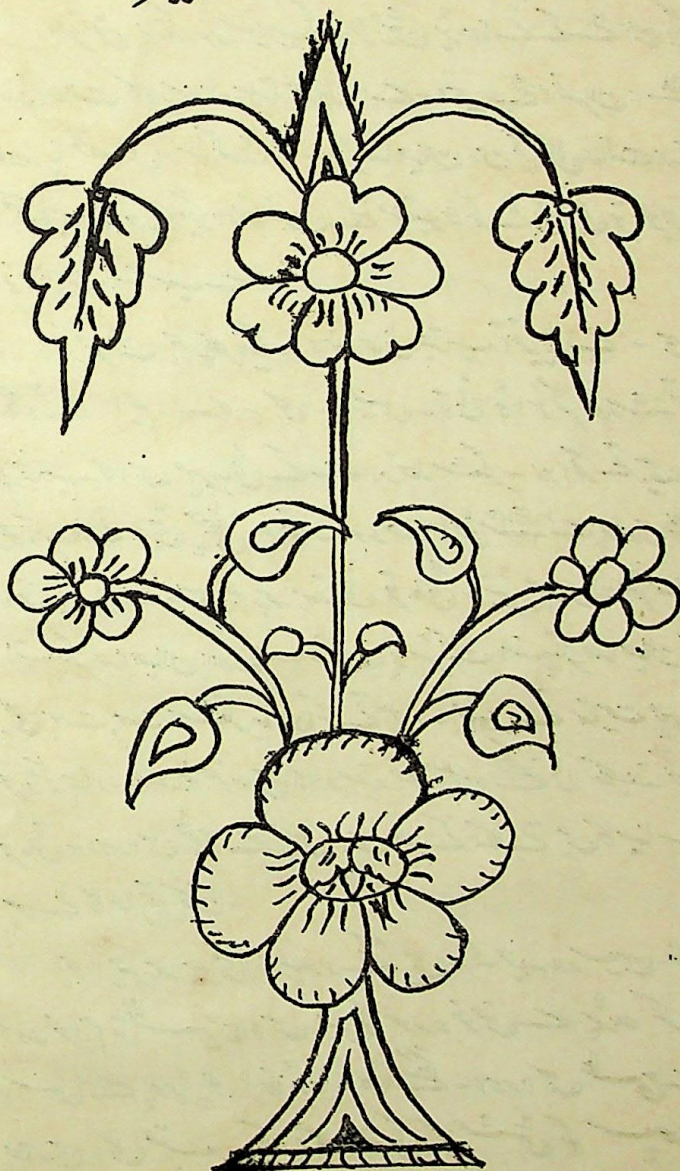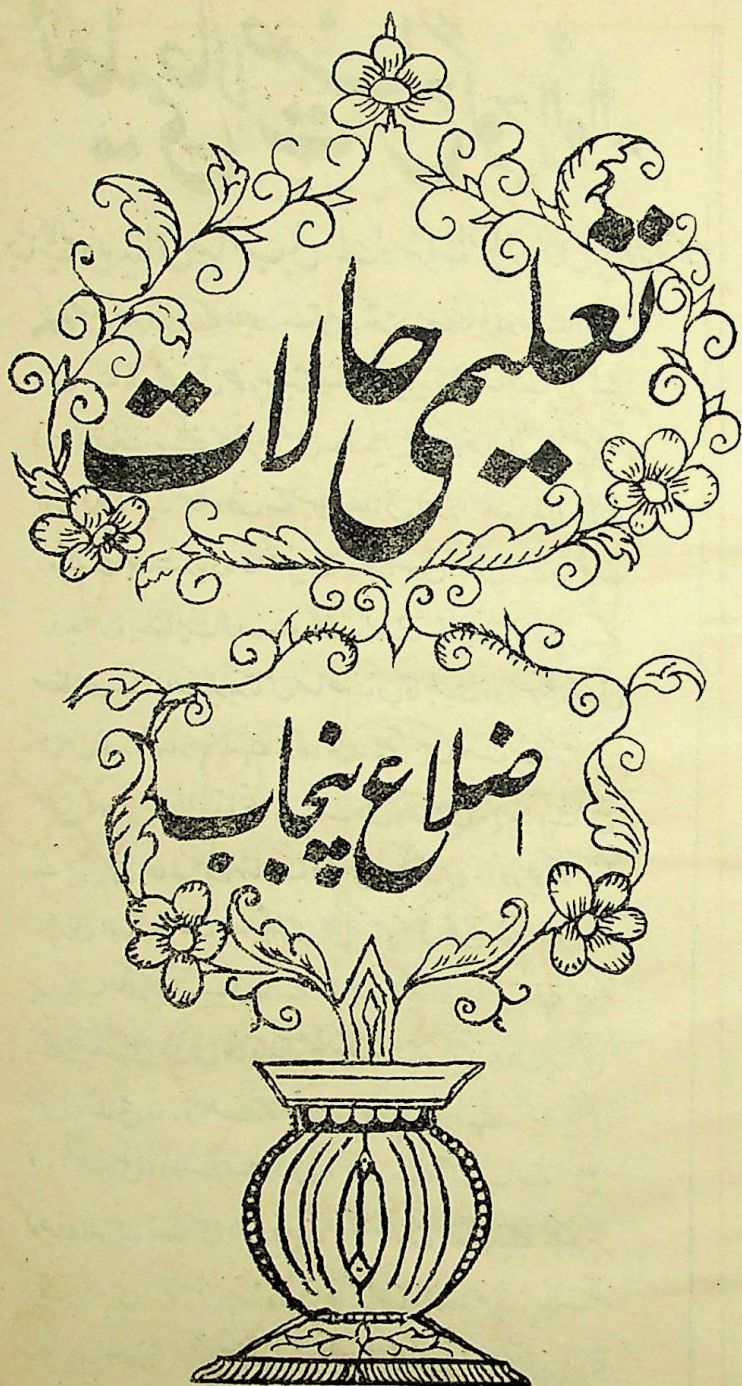
تعلیمی حالات ضلع گوجرانوالہ

ازجناب لالہ دیوید تال صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گوجرانوالہ

کچھ تو ضلع گوجرانوالہ کے لاہور کے قریب ترین ہونے کی وجہ سے اور کچھ اس لئے کہ مجھے ذاتی طور پر جناب لالہ دیوید تال صاحب بی۔اے سے تعارف رکھنے کا فخر حاصل ہے۔ میں ضلع گوجرانوالہ کے تعلیمی حالات اور لالہ صاحب موصوف کے حسن اخلاق اور دانشمندانہ اور پرخلق رویہ سے بہت زیادہ واقفیت رکھتا ہوں۔ اس لئے بلا خوف تردید میں یہ نہایت زور سے کہنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ ذیل کے مضامین سے لالہ دیوید تال صاحب کی قابلیت اور حسن کارکردگی کا جس قدر اظہار ہوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں بہت بڑھ کر خلیق۔ لائق۔ قابل۔ عالی دماغ اور نیک دل افسر ہیں۔ آپ اپنے ضلع کے ہر تعلیمی معاملہ میں نہایت دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور چونکہ آپ کو ٹیچری اور ڈسٹرکٹ انسپکٹری کا بہت کافی تجربہ ہے۔ اس لئے ہر ایک معاملہ میں آپ کی رائے نہایت جید اور صائب ہے چنانچہ مجھے جب کبھی ان کی ملاقات کا موقعہ ملا ہے۔ میرے دل پر انکی حسن اخلاقی اور قابلیت کا بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ کیا یہ آپکی کم دانشمندی اور سلامت رائی کا ثبوت ہے۔ کہ آپ نے ضلع گوجرانوالہ میں آتے ہی اس وقت ۲۴ سکول بند کردیئے۔ جبکہ ہر طرف پرائمری ایجوکیشن پر زور دیا جارہا تھا۔ اور نہ صرف پبلک بلکہ سرکاری حلقوں میں بھی مسٹر گوکھلے کے پرائمری ایجوکیشن بل کا

چرچا نہایت زور شور پر تھا۔ مگر آپ نے باوجود ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ کی مخالفت کے اس اصول کی بنا پر کہ ۶ اور ۸ روپیہ تنخواہ دار مدرسین سے تعلیم دلانا بہ نسبت تعلیم نہ دلانے کے بہت بہتر ہے۔ یہ سکول بند کر کے ہی چھوڑے۔ اور پھر اس روپیہ سے جو اس طرح سے بچت میں آیا۔ دیگر پرائمری سکولوں کے مدرسین کی حوصلہ افزائی کی۔ تاکہ وہ اپنے فرض منصبی کو تندہی سے سرانجام دیں۔ اور باقی سکولوں کی حالت کو بہتر بنا کر پھر آپ نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ چنانچہ اب آپ نے بہت سے نئے سکول جاری کر دیئے ہیں۔

آپ کے صائب رائے ہونے کے ثبوت میں میں اس امر واقعہ کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جب ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع گوجرانوالہ میں صنعتی تعلیم کے اجراء کے معاملہ پر گفتگو شروع ہوئی۔ تو آپ نے بورڈ موصوف کو سکولوں میں درزی کی کلاسیں جاری کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن بہت سے ممبران نے اس کی مخالفت کی۔ اور مشورہ دیا۔ کہ ترکھان کے کام کی کلاسیں کھولی جائیں۔ کیونکہ زمینداروں کو گڈے وغیرہ گھڑوانے کی زیادہ ضرورت رہتی ہے۔ اس پر لالہ صاحب نے کہا۔ کہ یہ خیال بالکل خام ہے۔ اس طرح سکولوں کے پڑھے ہوئے طالب علم دیہات میں بیٹھ کر گڈے ہرگز نہیں گھڑینگے بلکہ شہروں کے کارخانوں میں جا کر روپیہ کمائینگے۔ ان سے زیادہ ضرورت درزیوں کی ہے۔ اور پھر اس کے ثبوت میں ایسے دلائل دیئے کہ سب کو قائل ہونا پڑا۔ اور آخر کار آپ کی رائے مانی ہی گئی۔

آپ کے یہ اوصاف بھی کہ آپ کی طبیعت میں تعصب۔ ضد۔ ہٹ اور خودستائی بالکل نہیں ہے۔ کچھ کم قابل تعریف نہیں۔ میں نے

یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ کی توجہ جس نقص یا خرابی کی طرف منعطف
کرائی جاوے۔ آپ اس پر پوری پوری توجہ دیکر اس کا کماحقہٗ انسداد
کردیتے ہیں ورنہ اکثر افسر انکے انتظام کی غلطی جتانے پر الٹے بگڑ جاتے
ہیں۔ اور شاکی کے اُلٹے دشمن بن جاتے ہیں۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ اگر ڈسٹرکٹ بورڈ روپیہ منظور نہ کرے۔ تو
ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کچھ نہیں کر سکتے۔ مگر اس بات سے کبھی بھی
چشم پوشی نہیں ہوسکتی۔ کہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے روپیہ بھی صرف لائق
اور مدبّل آدمی ہی منظور کرا سکتے ہیں۔ کیونکہ اکثر ممبرانِ ڈسٹرکٹ بورڈ
تعلیمی کاموں میں روپیہ صرف کرنا بے فائدہ سمجھتے ہیں۔ اور بعض تو روپیہ
کی منظوری میں بہت مخل ہوتے ہیں۔ پس جن جن بھی اضلاع
کے اخراجات تعلیمی بڑھ گئے ہیں۔ اس کو وہاں کے صاحبان ڈسٹرکٹ
انسپکٹر کی قابلیت اور لیاقت کی وجہ سے ہی سمجھنا چاہئے۔

آپ کی ہردلعزیزی کا یہ عالم ہے۔ کہ ضلع بھر کے لوگ آپ سے محبت
رکھتے ہیں۔ اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنے کے لئے ہر وقت تیار
رہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے مضمون سے معلوم ہوگا۔ کہ نئے سکول
کھولنے کے لئے آپ کو پبلک کس قدر شوق کے ساتھ ہر قسم کی امداد
بہم پہنچاتی ہے۔ جو کہ آپ کی ہردلعزیزی کا غایت درجہ کا ثبوت ہے
بارہ بارہ ہزار روپیہ چندہ اور پانچ پانچ ایکڑ زمین مفت حاصل کرنا
ہر کسی کا کام نہیں ہوسکتا۔ یہ وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو نہایت
قابل۔ زمانہ شناس۔ اپنے فرائض منصبی کو پوری محنت اور جانفشانی
سے ادا کرنے والا اور صد درجہ کا ہردلعزیز ہو۔

اخیر پر میں نہایت عمدہ مفید اور دلچسپ "مضمون" "مدرسین کے لئے
چند ضروری باتیں" جو کسی دوسری جگہ پر درج ہے۔ اور ذیل کا مضمون

تحریر فرما کر ارسال کرنے کے لیئے اور ان قدردانیوں کے لیئے جو آپ
رہنمائے تعلیم کی فرماتے رہتے ہیں بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں
اور دعا کرتا ہوں کہ آپ جلدی ہی موجودہ سے اعلے گریڈ اور اسامی
پر سرفراز دیکھنے میں آئیں - آمین

اڈیٹر

مکرم بندہ۔ تسلیم

آپ کی چھپی ہوئی چٹھی کے استفسارات نمبر ۴ و ۵ کا جواب مختصر طور
پر میرے محرر مدارس صاحب نے دے دیا ہے - اور ساتھ ہی انہوں نے
ایک ایسا نقشہ بھی دے دیا ہے۔ جس سے ضلع ہذا کے متعلق متذکرہ بالا
نمبروں کے استفسارات کے جوابات بخوبی واضح ہو جاتے ہیں - میں
آپ کو اس بارے میں اور کچھ لکھکر اپنے مُنہ میاں مٹھو بننے کو پسند
نہیں کرتا - محرر مدارس صاحب نے جو کچھ امورات درج کئے ہیں وہ
تو درست ہیں - مگر اُن کا کریڈٹ انہوں نے خواہ مخواہ مجھکو دیدیا ہے
کیونکہ مدرسین کی تنخواہوں میں اضافہ - وظیفوں کی تعداد اور مقدار
میں بیشی - اس ضلع کا تعلیمی خرچ پہلے کی نسبت دوگنا ہو جانا وغیرہ
وغیرہ ڈسٹرکٹ بورڈ اور گورنمنٹ پنجاب کی خاص توجہ اور مہربانی کا
نتیجہ ہے - نہ کہ میری کوشش کا - البتہ اگر میں اتنا عرض کردوں تو
شائد بے جا نہ ہوگا کہ میں مدرسین کی حالت بہتر کرنے اور خوش دل
عملہ کے ساتھ تعلیم کی حالت درست کرنے کی نہ صرف فرض سمجھ کر
ہی کوشش کرتا ہوں - بلکہ اس میں ملک کی بہتری اور اچھے شہری
بنانے کی کوشش کو نسل انسان اور سرکار کی سچی خیر خواہی سمجھتا
ہوا شوق سے اس کام میں لگا رہتا ہوں - آپ کی چٹھی کے دیگر نمبروں
کا جواب مختصر طور پر ذیل میں درج ہے۔

(۱) پبلک کا تعلیمی شوق میرے آنے کے بعد بہت ہی بڑھ گیا ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ اول تو جس وقت میں یہاں آیا تھا کئی مدرسوں کے اول مدرس ۶ اور ۸ روپے تنخواہ پاتے تھے۔ اتنی بڑی تنخواہ پر مدرس بھی ویسے ہی لائق ملتے تھے جن کے نمونہ سے لوگوں میں تعلیم کا شوق بڑھ سکے۔ جب یہ معاملہ ڈسٹرکٹ بورڈ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو روپیہ کی کمی کا معقول عذر پیش ہوا۔ مگر چونکہ مدرسین کی حالت بہتر کرنی مطلوب تھی اور روپیہ بھی سردست ملتا نظر نہ آیا۔ مجبوراً ۴ سکول بند کر کے اُن کی بچت سے مدرسین کی تنخواہوں میں مناسب بیشی کی گئی۔ بعد میں گورنمنٹ کی مہربانی سے امداد بڑھ گئی جس سے تعداد مدرسوں کی نہ صرف پوری ہو گئی بلکہ ہر سال بڑھنے لگی۔ تنخواہوں میں اور بھی اضافہ ہوا۔ مدرسین اچھی لیاقت اور اچھے چلن کے مقرر ہونے لگ گئے جن کے اچھے نمونوں نے لوگوں میں شوق پیدا کیا اور اُن کی اچھی تعلیم نے لڑکوں کو اکٹھا کرنے میں جادو کا اثر ڈالا۔ دوسری وجہ تعلیمی شوق کے بڑھنے کی یہ ہے۔ کہ اب ملک عام طور پر تعلیمی ضرورت کو دن بدن زیادہ محسوس کر رہا ہے۔ تیسری کسی قدر یہ بھی وجہ ہے۔ کہ لوگوں یا گاؤں کے معزز اشخاص سے اگر افسرانِ محکمہ تعلیم کا اچھا برتاؤ ہو تو اُن میں اگر تعلیم کی خواہش نہ بھی ہو تو بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اگر ہو تو بڑھ کر عملی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اِس وقت اور اُس وقت کے شوق میں یہ فرق ہے کہ جہاں پہلے کسی گاؤں میں مدرسہ کھولنے کی تجویز سرکاری مکان بنوا کر بھی ہوتی تھی۔ وہاں بھی کسی نہ کسی پہلو میں تھوڑی بہت مخالفت کی جاتی تھی

یا کم سے کم لوگ بے شوقی ظاہر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مدرسہ بننے سے افسران کی آمد و رفت بڑھ جاویگی۔ جس سے اُنکو تکلیف ہوا کرے گی۔ مگر اب لوگ نہ صرف خواہش کے ساتھ مدرسے جاری کروانا چاہتے ہیں بلکہ مکان بنا ہوا دینے یا اپنی لاگت سے بنوا دینے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ۱۴ سکول پچھلے سال لوگوں کے دیئے ہوئے مکانوں میں جاری ہوئے اور اس سال بھی بحسب گنجائش روپیہ نئے سکول جاری ہونگے۔ جن کے لئے بہت سی درخواستیں لوگوں کی آچکی ہیں۔ اکال گڑھ میں کمیٹی کا مڈل سکول ہے۔ اس کو ہائی بنانے کی کوشش کئی سالوں سے ہوتی رہی۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ کیونکہ کمیٹی کے پاس اسقدر گنجائش نہیں تھی۔ کہ وہ اس کو ہائی بنا سکتی۔ اس حالت کو دیکھ کر اور ہائی سکول کی ضرورت کو محسوس کر کے ایک شخص کو ترغیب دی گئی۔ اور وہ شخص بھی ایسا جو اُردو تک بھی نہیں جانتا مگر آفرین ہے۔ اس کی ہمت پر کہ اس نے بارہ ہزار روپیہ نقد اس کار خیر کے لئے دیدیا۔ جو پچھلے مہینہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے نام پر خزانہ میں داخل کرایا گیا۔ اس کے بعد نئے سکول کے لئے بلڈنگ بنانے کے لئے پانچ ایکڑ زمین کا آفر (offer) ایک چھوڑ دو آچکے ہیں۔ ہائی سکول کی منظوری کے محکمہ میں درخواست گئی ہوئی ہے۔ منظور ہونے پر مناسب کارروائی شروع ہو جاویگی۔

(۲) تعلیم کے لحاظ سے بھی اس ضلع میں نمایاں ترقی نظر آتی ہے۔ سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ بہت سے مدرسین کم لیاقت غیر سند یافتہ اور تھوڑی تنخواہوں کے تھے۔ سند یافتہ مدرسین کی تعداد بڑھانے کا یہ ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ ہر سال نورمل سکول میں

کافی تعداد میں طالب علم بھیجے جائیں جب میں اس ضلع میں آیا تو
اس ضلع کے امیدواران کی تعداد ضلع کے وظیفوں سے بہت کم ہوا
کرتی تھی۔ اب نہ صرف وہ تعداد ہی آسانی سے پوری ہو جاتی ہے۔
بلکہ بہت سے امیدواران کو جواب دینا پڑتا ہے۔ اس طرح سندیافتہ
مدرسین کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ جس سے مدرسوں کی تعلیمی حالت
بہت کچھ درست ہو گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ
انسپکٹر اپنے معائنوں کے وقت عموماً نمونہ کے سبق پڑھا کر ان ٹرینڈ
مدرسین کا خصوصاً اور ٹرینڈ مدرسین کا عموماً طریقہ تعلیم بھی بہتر
کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ انجمن معلمین میں مدرسین کی
شمولیت لازمی کر دی گئی ہے۔ اور وہاں طریقہ تعلیم پر آزادی سے
بحث ہوتی رہتی ہے۔ ٹورنیمنٹ کے موقعہ پر ہر سال کُل ہیڈ ماسٹر
صاحبان کی ایک میٹنگ ہوتی ہے۔ جس میں سال بھر کے کام
پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔ کافی تنخواہوں اور اچھے سلوک کے
سبب مدرسین کی حالت لوگوں کی نگاہ میں بہت اچھی ہو گئی ہے
اور نئے امیدوار شوق سے آنے لگ گئے ہیں۔ اس ضلع میں کئی
مدرس ایسے ہیں جو نہری اور مالی پٹوار چھوڑ کر سررشتہ تعلیم کی ملازمت
کو بہتر سمجھتے ہوئے مدرسی کا کام کر رہے ہیں۔ جہاں مدرسین خوش
دل ہوں۔ جہاں پبلک اور افسران کی نگاہ میں اُن کی عزت
اچھی ہو۔ جہاں اُن کی ذاتی لیاقت بھی اچھی ہو۔ غرض جہاں وہ
مدرس ہونا فخر سمجھیں وہاں تعلیمی حالت کا اچھا ہونا لازمی امر ہے
خصوصاً جہاں افسران کی نکتہ چینی ایسے ڈھنگ کی ہو کہ مدرسین
اُس کو شوق سے سنیں اور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔
(۳) تمام سکول اب ایشور کے حضور میں ایک دعا کے ساتھ شروع

ہوتے ہیں۔ لڑکے سکول جاری ہونے سے پہلے اس دعا کو مل کر گاتے ہیں اس دعا میں کسی مذہب والے کو اعتراض نہیں۔

اس کے علاوہ لڑکوں کے اخلاق کا ہر طرح سے خیال رکھا جاتا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ وہ گھر میں جاکر اپنے والدین کے آرام کے لئے چھوٹے چھوٹے کام جو وہ کر سکتے ہوں۔ خوشی سے کیا کریں۔ اور اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آویں۔ تاکہ سکول کے لڑکے دوسرے لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ شریف محنتی اور مفید سمجھے جاویں۔ جن کو دیکھکر دوسرے لوگ بھی اپنے لڑکوں میں وہی عادات پیدا کرانے کے مُشتاق ہوکر بخوشی لڑکوں کو مدرسہ میں داخل کرائیں۔ نہ کہ صرف اس لئے کہ اُنکے لڑکے پڑھ کر ملازم ہو جائیں۔ انکو سکولوں میں تعلیم کے لئے بھیجیں۔

دیوید تا مل بی۔ اے

ضلع گوجرانوالہ کی لالہ دیوید تامل صاحب بی۔ اے کے عہد کی تعلیمی ترقیات

(نوشتہ لالہ مکند لال صاحب ہیڈ محرر مدارس مذکورۃ الصدر)

جناب صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس موجودہ ماہ جون ۱۹۱۰ء میں ضلع گوجرانوالہ میں تشریف آور ہوئے۔ آپ کے عہد میں ضلع کی تعلیم و انتظام میں ہر طرح سے یعنی بلحاظ تعداد طلباء۔ تعداد مدارس ترقی گریڈ مدرسین و سامان مدارس و عمارات مدارس وغیرہ بہت نمایاں

ترقی ہوئی ہے جیساکہ مندرجہ ذیل فہرست سے بخوبی عیاں ہے (دیکھو صفحہ ۳۱)

سامان عموماً کل مدارس میں مہیا ہو گیا ہے۔ جو کہ پیشتر موجود نہیں تھا۔

جملہ پرائمری مدارس میں تنخواہ خاکروب بجائے چار آنہ ماہوار کے آٹھ آنہ ماہوار مقرر ہو گئی ہے۔ اور سائر خرچ بھی چند مدرسوں کا بجائے چار آنہ کے آٹھ آنہ مقرر ہوا ہے۔ اور آئندہ بھی جو مدرسے جاری ہوتے ہیں۔ اُنکے لئے بھی آٹھ آنہ ماہوار کا کہار یا سقا مقرر ہوتا ہے۔ ماسوائے اس کے دس بارہ سکولوں میں واٹر پمپ بھی لگوائے گئے ہیں۔ اور ہمان کا نصف خرچ چندہ سے اور نصف خرچ ڈسٹرکٹ بورڈ سے دیا گیا ہے۔ اور آئندہ کے لئے بھی اس غرض کے لئے دو سو ۲۰۰ روپیہ سالانہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے منظور ہو گیا ہے۔ جس سے تخمیناً پانچ چھ واٹر پمپ ہر سال مہیا ہو سکتے ہیں۔

پراویڈنٹ فنڈ جو مدرسین کو نصف آنہ فی روپیہ ماہوار کے حساب سے ملتا تھا۔ اب آپ کے وقت سے ایک آنہ فی روپیہ ماہوار ملتا ہے۔ اور آئندہ دو آنہ ماہوار کے لئے تجویز ہے[۵]

ورنیکولر مڈل سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان کا لور گریڈ تنخواہ بجائے پچیس ۲۵ روپے کے تیس ۳۰ روپیہ۔ اور اپر گریڈ بجائے چالیس ۴۰ روپیہ کے پچاس ۵۰ روپیہ مقرر ہوا ہے۔ پرائمری سکولوں کے مدرسین کا لور گریڈ بجائے بارہ ۱۲ روپیہ ماہوار کے پندرہ ۱۵ روپیہ۔ اور اپر گریڈ بجائے بیس ۲۰ روپیہ پچیس ۲۵ روپیہ مقرر ہوا ہے۔ اور پرائمری پاس کے لئے بجائے چھ روپیہ ماہوار کے آٹھ روپیہ۔ اور چپڑاسیوں کی تنخواہ بجائے سات روپیہ کے آٹھ روپیہ مقرر ہو گئی ہے۔ اسی طرح زنانہ مدارس کے گریڈ میں بھی بیشی ہوئی۔

[۵] خوب! خدا کرے کہ آپ کو اس میں کامیابی ہو۔ ایڈیٹر

مڈل سکول سکالرشپ کی مقدار بجائے دو روپیہ کے چار روپیہ ماہوار مقرر ہوئی ہے۔ اور تعداد سکالرشپ میں بھی موجودہ تعداد سے سوائی بیشی ہو گئی ہے۔ اور اسکا عمل یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے ہو رہا ہے۔ بلکہ اس ضلع میں خصوصیت کے ساتھ پورانے وظیفہ خواروں کو بھی اسی نرخ پر یعنی چار روپیہ کے حساب سے وظیفہ دیا گیا ہے۔

ایک ٹریننگ کلاس متعلقہ مڈل سکول قلعہ دیدار سنگھ ۱۹۱۲ء سے جاری ہوئی ہے جس نے نمایاں ترقی کی ہے اس سے ہر ششماہی پر کافی تعداد طلبا پاس ہوتی ہے۔ اور نتیجہ قابلِ اطمینان رہتا ہے۔ تین جگہ ٹیلرنگ کلاس (درزی کا کام سکھانے کی جماعت) بھی کھلی ہے۔ ایک مڈل سکول قلعہ دیدار سنگھ میں۔ دوسری اکالگڈھ میں اور تیسری شرقپور میں ان میں سے قلعہ دیدار سنگھ اور اکال گڑھ کی کلاسوں نے بہت اچھی ترقی کی ہے۔ شرقپور میں کام ابھی شروع ہی ہوا ہے۔

علاوہ ازیں ورنیکلر مڈل سکول شرقپور میں ایک سپیشل کلاس انگریزی پڑھانے کے لئے شروع سال رواں سے جاری ہو گئی ہے۔ جس میں ورنیکلر مڈل سے امتحان پاس کرنے کے بعد لڑکے دو سال انگریزی کی تعلیم پاکر پھر کسی ہائی سکول میں داخل ہوا کریںگے۔ قریباً دس پندرہ نئی عمارتیں بھی تیار ہوئی ہیں۔

تمام سکولوں کے متعلق سب کمیٹیاں مقرر ہوئی ہیں۔ جن کے ممبران سکولوں کی مرمت وغیرہ کے بارے میں اپنی رائے دیا کرینگے۔

ایک حرفتکاری سکول کے لئے تجویز ہو رہی ہے۔ جس کے واسطے چھ ہزار روپیہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے بجٹ میں رکھا گیا ہوا ہے۔ اور سپیشل کمیٹیوں کا روپیہ اسکے علاوہ ہے۔

موجودہ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نہایت ہی ہر دلعزیز

ــــ اس نادر مثال کے قائم کرنیکے لئے جناب لالہ دیوی دتہ مل صاحب کی جسقدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اڈیٹر

ضلع گل۔ انصاف پسند۔ متدین۔ اور نیک اخلاق آدمی ہیں۔
خصوصاً اپنے ماتحتوں کے دل سے معاون اور مددگار ہیں۔ چنانچہ آپ کے نیک اخلاق ہر دلعزیزی اور حسن برتاؤ کی وجہ سے تمام حکام اور باشندگان ضلع نہایت ہی خوش ہیں۔ اور مدرسین ضلع سچے دل سے معترف اور شکرگذار ہیں۔ جس کی بھاری وجہ یہ ہے۔ کہ صرف آپ کے ہی عہد میں ان بیچارے غریب مدرسین کی ترقی گریڈ سے حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ جس کی سال ہا سال تک کوئی امید نہ تھی۔ چنانچہ اس سے پہلے مدرسین صرف عہ۱۲ یا للعہ۱۴ روپے کے گریڈ میں ہی عمر گذار دیتے تھے۔ اور ترقی کا کوئی موقعہ نہیں ملتا تھا۔ اب اس وقت پچیس روپیہ تنخواہ پا رہے ہیں اور ہر ایک کو آئندہ ترقی کی امید ہے کیونکہ ہر سال پانچ سات کو ترقیاں مل رہتی ہیں۔
سالانہ خرچ تعلیم پہلے سے قریباً دوگنا ہو گیا ہے۔ پہلے پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کا اندازہ تھا۔ اب ایک لاکھ سے زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ سب جناب لالہ صاحب موصوف کی ہی نمایاں کارگذاری کا نتیجہ ہے۔
ہاں میں یہ لکھنا بھول گیا۔ کہ آپ کے وقت میں کام کی کثرت اور ایزادی پرائمری مدارس کی وجہ سے جو قریباً چالیس نئے جاری ہو چکے ہیں۔ اور امسال اور بیس مدرسوں کے اجراء کے لئے تجویز ہے۔
دفتر سررشتہ تعلیم ضلع ہذا میں ایک اور زائد کلرک تیس۳۰ روپیہ ماہوار تنخواہ کا مقرر ہوا ہے۔ اور نیز اب بجائے چار ورزش ماسٹروں کے چھ ورزش ماسٹر مقرر ہیں۔

بندہ مکند لال
ہیڈ محرر مدارس۔ ضلع گوجرانوالہ

نقشہ تعداد مدارس و طلباء اور گریڈ وغیرہ مدارس ضلع گوجرانوالہ

نمبر شمار	قسم مدارس	مردانہ مدارس: اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء تعداد مدارس	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء تعداد طلباء	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۴ء تعداد مدارس	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۴ء تعداد طلباء	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء تعداد ٹرینڈ مدرسین	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء تعداد ان ٹرینڈ مدرسین	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۰ء میزان	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۴ء تعداد ٹرینڈ مدرسین	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۴ء تعداد ان ٹرینڈ مدرسین	اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۴ء میزان	مقررہ گریڈ سنہ ۱۹۱۰ء	موجودہ گریڈ سنہ ۱۹۱۴ء	زنانہ مدارس: سنہ ۱۹۱۰ء تعداد مدرسین	سنہ ۱۹۱۰ء تعداد طلباء	سنہ ۱۹۱۴ء تعداد مدرسین	سنہ ۱۹۱۴ء تعداد طلباء	سنہ ۱۹۱۰ء تعداد ٹرینڈ مدرسین	سنہ ۱۹۱۰ء تعداد ان ٹرینڈ مدرسین	سنہ ۱۹۱۴ء تعداد ٹرینڈ مدرسین	سنہ ۱۹۱۴ء تعداد ان ٹرینڈ مدرسین	گریڈ سنہ ۱۹۱۰ء	گریڈ سنہ ۱۹۱۴ء
۱	ہائی سکول	۶	۲۷۷۳	۹	۳۶۹۲							ہیڈ ماسٹر ۲۵ و ۳۰ و ۳۵ و ۴۰	۳۰ و ۳۵ و ۴۰ و ۴۵ و ۵۰										
۲	مڈل سکول	۹	* ۲۲۴۳	۱۱	* ۲۲۱۸							سکنڈ ماسٹر ۱۴ و ۱۸ و ۲۰	۲۰ و ۲۵	۳	۱۰۳	۳	۲۳۹						
۳	پرائمری سکول	۱۵۰	۹۹۴۳	۱۸۲	۸۹۲۲	۱۷۳۰۹	۲۷۴	۴۴۷	۲۷۶	۲۹۵	۵۷۱	تھرڈ ماسٹر ۱۴ و ۱۵ و ۱۶	۱۵ و ۱۸ و ۲۰	۲۷	۱۹۱۲	۳۶	۲۴۷۲	۵۷	۶۴	۱۵	۸۵	ہیڈ معلمہ ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۶	۱۵ و ۱۶ و ۱۸
۴	سپیشل سکول	×		۱	۱۸							نائب مدرس ۸ و ۱۰ و ۱۲	۱۲ و ۱۵	-	-	۱	۱۶					نائب ۸ و ۱۰	۸ و ۱۰ و ۱۲
												پرائمری مدارس مدرس ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۰ نائب ۶ و ۸ و ۱۰ درزش ماسٹر ۱۵ و ۲۰ و ۲۵	پرائمری مدارس ۱۵ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۲ و ۲۵ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ ۱۵-۲۰-۲۵-۳۰										

* مڈل سکول حافظ آباد و اکالگڑھ کے لوئر پرائمری حصے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۳ء سے جدا جدا لوئر پرائمری سکول ہو گئے۔ اس واسطے تعداد میں مقابلتاً کمی ہے۔ ورنہ اگر اس تعداد کو اسمیں ملا دیا جاوے تو دراصل بہت بیشی ہوئی ہے۔

تعلیمی حالاتِ ضلع لائلپور

ازجناب لالہ خزان چند صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔ ضلع لائل پور

جس طرح سے ضلع لائل پور بلحاظ پیداوار۔ سرسبزی۔ اور آبادی وغیرہ اس وقت پنجاب کی ناک سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح سے ضلع لائل پور کا سررشتہ تعلیم بھی پنجاب کے جملہ اضلاع کے سررشتہ ہائے تعلیم میں ایک خاص ممتاز درجہ رکھتا ہے۔ اور اس کے صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر جناب لالہ خزان چند صاحب بی۔ اے بھی وہ صاحب ہیں۔ جن کی قابلیت لیاقت۔ بیدار مغز؟ ور روشن خیالی سے پنجاب بھر کا کوئی مدرس یا افسر بھی بہ سبب ان کی کتب گلزار نونہال بزبان اُردو گورکھی وغیرہ کے ناواقف نہیں ہے۔

آپ نے ضلع لائل پور کے جو تعلیمی حالات ارقام فرمائے ہیں۔ ان سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ سررشتہ تعلیم ضلع مذکور کے ایسے جنم داتا ہیں۔ کہ آپ کے ہاتھ سے ہی اس نے پیدائش حاصل کی اور آپ کی ہی آبیدی سے وہ اس قدر پھلا پھولا اور اس حالت شباب کو پہنچا۔ جیساکہ آپ کی مندرجہ ذیل رپورٹ سے واضح ہوتا ہے ضلع لائلپور میں اس قدر سکول ہیں۔ کہ شاید ہی کسی پرانے اور نہایت وسیع ضلع میں ہونگے۔ اور پھر خوبی یہ ہے۔ کہ قریباً یہ سب سکول صرف ۱۴ سال کے عرصہ میں کھلے ہیں۔ اور مزید براں یہ کہ ابھی تک آپ کا ارادہ ہے۔ کہ ابھی کئی سال تک بالاوسط ہر سال تیس چالیس پرائمری

سکول، اردو مڈل جاری کرتے رہیں۔

ہارڈنگ ٹکنیکل سکول کے اجراء کے لئے آپ نے جو وقت اور نام منتخب کیا ہے۔ وہ بھی آپ کی دانشمندی کا کافی ثبوت ہے۔ کچھ عرصہ ہوا آپکے ایماء سے ہیڈ ماسٹر صاحب سکول مذکور نے ہمیں سکول مذکور کے طلباء کی تیار کردہ مندرجہ ذیل اشیاء کو نمونتہً ارسال کی تھیں۔ کوٹ یکعدد قمیص یکعدد۔ کرتہ یکعدد۔ پاجامہ چوڑیدار یکعدد۔ واسکٹ یکعدد۔ شلوار یکعدد کالر یکعدد۔ کرتی یکعدد۔ صندوقچی یکعدد۔ قلمدان یکعدد۔ مدھانی یکعدد۔ بلاٹنگ یکعدد۔ کھونٹی خورد ۲ عدد۔ اشیاء خورد لکڑی یک سیٹ۔ لوہے کا گیتا یکعدد۔ ستارا یکعدد۔ چاند یکعدد۔ سٹول یکعدد۔ میز خورد یکعدد۔ گملہ روغنی یکعدد۔ مرتبان خورد یکعدد۔ پھولدان ۳ عدد۔ پرچ پیالی ۲ عدد۔ مٹی کے چراغ دو عدد۔ نمک دانی خورد ۲ عدد۔ دوات ۳ عدد۔ ان اشیاء کے دیکھنے سے بخوبی روشن ہو جاتا ہے۔ کہ سکول مذکورۃ الصدر میں لوہار ترکھان۔ درزی اور کمہار کا کام نہایت خوبی کے ساتھ طلباء کو سکھایا جاتا ہے جس سے امید پڑتی ہے۔ کہ اس سکول کے طلباء اپنے اپنے اختیار کردہ فنون میں ضرور کمال حاصل کرینگے۔ ۱۱۔ جون ۱۹۱۴ء کو مکرمی ماسٹر جگت سنگھ صاحب جب اس سکول کو دیکھنے کے لئے گئے۔ تو وہ سکول مذکور میں طلباء کو مختلف کام کرتے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ آپ نے سکول مذکور کے طلباء کو اپنی گرہ سے پانچ روپے کی مٹھائی تقسیم کی۔ اس موقع پر شائد نامناسب نہ ہوگا۔ اگر میں ان کی اور اپنی طرف سے جناب لالہ خزان چند صاحب بی اے کا اس مہربانی کے لئے کہ انہوں نے ہیڈ ماسٹر صاحب سکول مذکور کو ایماء فرمایا۔ کہ وہ ماسٹر صاحب کو سکول اچھی طرح دکھا دیں۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحب سکول مذکور کا اس لئے کہ انہوں نے ماسٹر صاحب کے

ساتھ نہایت محبت اور اخلاص سے پیش آ کر انکو تمام سکول دکھایا اور
انکے مٹھائی کے لئے پیش کردہ پانچ روپے منظور فرما کر انکے سامنے ہی
طلباء کو جمع کر کے یہ مٹھائی تقسیم کر دی - دلی شکریہ ادا کروں -
سکولوں میں مذہبی تعلیم کے اجراء کی ضرورت کو آجکل بہت محسوس کیا جا
رہا ہے - اس لئے بمصداق اس کے کہ دنیا میں کامیابی وہی حاصل کر سکتا
ہے - جو اس کے ساتھ ساتھ چلے - ع ادھر کو چلو تم ہوا ہو جدھر کی -
لالہ صاحب موصوف کی یہ بھی روشن دماغی اور جدت طرازی کا ثبوت
ہے - کہ حالانکہ شائد اور کسی بھی پنجاب کے ضلع میں عملی طور پر مذہبی
تعلیم شروع نہیں کی گئی - مگر آپ نے اپنے مڈل سکولوں میں تجربتہً اسکا
بھی اجراء کر دیا ہے -
آپ نے اپنے مضمون میں تحریر کیا ہے - کہ کئی سال ہوئے - سائز خرچ
۸ رما ہوار کر دیا گیا تھا - شائد لالہ صاحب موصوف مجھے معاف کرینگے -
اگر میں اس جگہ ان کی پرائیویٹ گفتگو کا یہ فقرہ تحریر میں لاؤں - کہ
آپ نے دوران گفتگو میں ماسٹر جگت سنگھ صاحب سے فرمایا - کہ
میں شائد ان ڈسٹرکٹ انسپکٹران میں سے ہوں جو رہنمائے تعلیم کی مندرجہ
تجاویز پر غور اور عملدر آمد کرتے ہیں - اول نمبر پر ہوں - چنانچہ جب رہنمائے تعلیم
میں سائز خرچ ۸ ر کر دینے کی تجویز پیش کی گئی تھی - تو سب سے اول میں نے
اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا تھا - ہم آپ کی اس مہربانی کے لئے ازحد
ممنون احسان ہیں - اور آپ کے اس احسان کے بھی - جو آپ نے
اپنی چٹھی میں حسب ذیل الفاظ لکھ کر ہم پر کیا ہے - ازحد مشکور منت
ہیں - وھو ہذا
"میری ہر وقت یہ دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کی شبانہ روز محنت اور
مبارک کوششوں کا عمدہ پھل آپ کو بخشے - ماسٹر صاحب (ماسٹر جگت سنگھ صاحب)

اور دیگر کارکنانِ دفتر رہنمائے تعلیم کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ یہ نہایت مفید کام ہے۔ حوصلہ سے اس کو چندے اور ترقی دینے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے"

آپ کی رپورٹ سے پبلک کے جس شوقِ تعلیم کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ بھی محض آپ کی قابلیت۔ نیک نیتی اور خوش اخلاقی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اتنی بڑی بڑی رقوم پبلک چندہ سے حاصل کرنا ہر کسی کا کام نہیں ہے اور درحقیقت کسی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی ہردلعزیزی کا پتہ لگانا ہو۔ تو میرے خیال میں اس سے زیادہ اور کوئی معیار نہیں ہے کہ دیکھا جائے۔ کہ انہوں نے کس قدر پبلک چندہ حاصل کر کے امورِ تعلیم اور مکانات بنوانے وغیرہ پر صرف کیا ہے۔

مکانات مدرسے کے خراب ہونے کی شکایت قریباً ہر جگہ ہے لیکن یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ ضلع لائل پور میں مکاناتِ مدرسہ نہایت عمدہ حالت میں ہیں۔ اور وہ ایسے خوبصورت اور پختہ بنائے جاتے ہیں۔ کہ دیگر اضلاع کے لئے قابل تقلید ہیں۔

آخر میں سب سے بڑی جو خوشی مجھے ہوئی ہے۔ وہ آپ کے مضمون سے یہ معلوم کر کے ہوئی ہے۔ کہ آپ مدرسین کی مفلسی اور بیکسی سے بخوبی واقف ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ان غریبوں کی اتنی اتنی تنخواہیں ہو جائیں۔ کہ ان ایام گرانی میں اپنا اور اپنے کنبے کا پیٹ پال سکیں۔ نیز یہ کہ آپ اس کلیہ کے پورے پورے قائل ہیں۔ کہ اگر مدرسین کی تنخواہیں اتنی ہو جائیں کہ جن سے ان کے اور انکے بال بچوں کا گذارہ ہو سکے۔ تو پھر ان سے اچھا کام لینا اور دیگر ایسی تجاویز کا عمل میں لانا جن سے تعلیم میں پوری پوری ترقی ہو سکے۔ نہایت آسان امر ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ضلع لائل پور میں کسی

مدرس کو ۱۶ روپے سے کم تنخواہ نہیں دی جاتی۔

آخیر پر ہم آپ کو ان کامیابیوں کے لئے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور آپ مدرسین پر جو مہربانی کرتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اڈیٹر

جناب اڈیٹر صاحب رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور۔ تسلیم

آپ نے ضلع ہذا کی ترقی تعلیم کی نسبت جو امور دریافت فرمائے ہیں۔ وہ بڑی خوشی سے ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔

سکولوں کا اجرا

یہ علاقہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے پہلے جنگل بیابان تھا۔ اور سوائے اس کے کہ کہیں کہیں جانگلی لوگ رہنا (عارضی رہائش کی جگہ) بنا کر آباد تھے۔ آبادی کا نام ونشان نہیں تھا۔ یہ لوگ مال مویشی رکھ کر اپنا گذارہ کرتے تھے۔ مگر ان کا پیشہ زیادہ تر چوری کا تھا۔ البتہ دریائے راوی وچناب کے کناروں کے نزدیک جو لوگ آباد تھے وہ کسیقدر کھیتی باڑی بھی کر لیتے تھے۔ گورنمنٹ عالیہ کی توجہ سے نہر کی بدولت رفتہ رفتہ یہ بار گلزار ہو گئی۔ آبادی کے ساتھ ساتھ سکول بھی جاری ہونے شروع ہو گئے۔ مگر رفتار دھیمی رہی۔ چنانچہ یکم دسمبر ۱۹۰۴ء کو جبکہ یہ علاقہ ضلع جھنگ سے الگ کر کے ضلع لائل پور قائم کیا گیا۔ تو ہر قسم کے سکولوں کی تعداد تیس سے کم تھی۔ جن میں سے ایک مڈل۔ ایک زنانہ پرائمری اور باقی مردانہ پرائمری اور دیسی سکول تھے۔ راقم بھی الگ ضلع کے قائم ہونے پر اس جگہ تعینات ہوا۔

ڈسٹرکٹ بورڈ کی فیاضی۔ افسران کی مدد۔ گورنمنٹ عالیہ کی خاص

مالی امداد اور لوگوں کے شوق کی وجہ سے سکولوں کی تعداد میں رفتہ رفتہ بیشی ہونی شروع ہوئی۔ چنانچہ گذشتہ ۹½ سال کے عرصہ میں سکولوں کی تعداد دس گنا سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اور تعلیمی ترقی کے لحاظ سے یہ ضلع پنجاب بھر میں اول نمبر پر ہے۔ جیساکہ محکمہ کی سالانہ رپوٹوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت ہر قسم کے سکولوں کی تعداد ۳۵۰ کے قریب ہے۔ جن میں سے ۸ اسکنڈری یعنی ہائی۔ اینگلو ورنیکلر اور ورنیکلر مڈل ایک ٹکنیکل ۲۱ زنانہ اور باقی سب مردانہ پرائمری بورڈ و امدادی مدارس ہیں۔ آج کل نئے سکولوں کی سالانہ اوسط تیس چالیس پرائمری اور دو تین مڈل ہے۔ امید ہے کہ کئی سالوں تک یہ اوسط قائم رہے گی۔

صنعتی تعلیم

گذشتہ سال ۲۰ جون کو جبکہ تمام ہندوستان میں عالی جناب لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر دام اقبالہ وائسرائے و گورنر جنرل ہند کی شفایابی کی خوشی میں جلسے ہو رہے تھے۔ لائل پور میں بھی بچوں کا دن نہایت شان و شوکت اور جشن کے ساتھ منایا گیا۔ مزید براں بچوں کو ہمیشہ کے لئے مستفید کرنے کے لئے ایک مستقل یادگار یعنی ہارڈنگ ٹکنیکل سکول قائم کیا گیا۔ اس میں لوہار۔ ترکھان۔ درزی اور مٹی کے روغنی برتن بنانے کی جماعتیں اچھی رونق سے چل رہی ہیں۔ مقامی ضرورت کے مطابق رفتہ رفتہ دیگر جماعتیں بھی جاری کی جائیں گی۔ سٹاف تقریباً سب کا سب میو سکول آف آرٹ اور ٹریننگ کالج کا ٹرینڈ اور سند یافتہ ہے۔ اس کے متعلق ایک ایوننگ کلاس بھی جاری کی گئی ہے جس میں تعلیم یافتہ اصحاب مثلاً دیگر

سکولوں کے ماسٹران و دفتروں کے کلارک وغیرہ ڈرائنگ اور دستکاری کا کام سیکھتے ہیں -

پروویڈنٹ فنڈ

اس ضلع میں یہ فنڈ سب سے پہلے جاری ہوا - مدرسین کی تنخواہ سے ار فی روپیہ وضع کیا جاتا ہے - اور اسیقدر رقم ڈسٹرکٹ فنڈ سے ہر ایک کے حساب میں جمع کرائی جاتی ہے - مدرسین کے لئے یہ فنڈ نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے - اور میرے خیال میں پنشن سے بھی بدرجہا بہتر ہے -

مشاہرہ

رفتہ رفتہ مدرسین کی تنخواہ میں بھی کافی بیشی ہو گئی ہے - پہلے تو ہر ایک گریڈ میں مدرسین کی تعداد مقرر تھی اور ہر ایک اعلےٰ گریڈ میں تعداد بڑھانے کی طرف توجہ دی گئی - لیکن اس میں یہ نقص تھا کہ باوجود عمدہ کارکردگی کے بعض مدرسین کو دیر تک ترقی کی انتظار کرنی پڑتی تھی - اس لئے اب دوسالہ ترقیوں کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور اس سے مدرسین خوش ہیں - چنانچہ پرائمری نیز مڈل سکولوں کے ادنےٰ سندیافتہ مدرسین کی تنخواہ عہ۱۶ ماہوار سے شروع ہو کر عار دوسالہ ترقی سے سنہ۳۰ تک پہنچتی ہے - مڈل سکولوں میں سینیر ورنیکلر سندیافتہ ماسٹران خہ۵ تک اور انگریزی ماسٹرہن ۱ار تک گریڈ حاصل کر سکتے ہیں -

مذہبی تعلیم

ضلع ہذا کے چند مڈل سکولوں میں ہندو - سکھ - اور مسلمان طلباء

کے لئے گورنمنٹ کی اجازت سے تجربہ کے طور پر مذہبی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری کیا گیا ہے۔ بالفعل یہ انتظام خاصہ چل رہا ہے اور لوگ عموماً خوشی سے چندہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ اگر پوری کامیابی ہوئی تو اسکی توسیع کی جائیگی۔

ٹرینڈ مدرسین

ٹرینڈ مدرسین کی تعداد بھی معقول ہو گئی ہے۔ علے الحساب ۳۰۰ کے قریب ٹرینڈ مدرسین ضلع ہذا کے سکولوں میں کام کر رہے ہیں۔ جو پنجاب کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے زیادہ تر جالندھر۔ لاہور اور ملتان نورمل سکولوں کے تعلیم یافتہ ہیں۔ گذشتہ سال سے خاص لائل پور میں بھی نورمل سکول جاری ہو گیا ہے۔ اور اس سال پہلی دفعہ اس سکول کے تعلیم یافتہ مدرسین ہمیں دستیاب ہوئے ہیں۔

ماسٹران عموماً نوجوان اور کارکن ہیں۔ اسی وجہ سے تعلیم میں روز بروز اس قدر ترقی ہو رہی ہے۔ البتہ جماعت بندی کے متعلق کہیں کہیں پبلک ضرور شاکی رہتی ہے۔ لیکن محکمہ کو بدنام کرنے والے کسی ایک آدھ ناعاقبت اندیش کے مقابلہ میں بیسیوں ایسے مدرسین ہیں۔ جو اپنا فرض منصبی ایمانداری۔ دیانتداری اور تندہی سے بجا لا رہے ہیں۔ جس سے وہ نہ صرف افسران اور پبلک کو خوش رکھتے ہیں۔ بلکہ اپنے ضمیر اور خداوند کریم کو بھی۔

سائر خرچ وغیرہ

کئی سال ہوئے سائر خرچ ۸ ر ماہوار کر دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک

سکول میں خاکروب کے علاوہ طلباء کے پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے سقّے کا انتظام بھی کیا ہوا ہے۔ ماہواری تنخواہ کسی خاکروب یا سقّہ کو عہ سے کم نہیں دی جاتی۔

پبلک کا شوقِ تعلیم

میں اس امر کا بہت خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ لوگوں میں تعلیم کا شوق روز افزوں ترقی کر رہا ہے جس کی علاوہ دیگر وجوہات کے ایک بھاری وجہ یہ بھی ہے کہ مذہبی سوسائٹیاں اور انجمنیں اِس مفید کام میں اچھا حصہ لے رہی ہیں۔ چنانچہ اس وقت دو ہائی سکول بہت سے مڈل اور پرائمری مدارس مردانہ و زنانہ نیز چند بورڈنگ ہوس پرائیویٹ اہتمام سے عموماً اچھے چل رہے ہیں۔

گذشتہ سال دو ورنیکلر مڈل سکولوں کو اینگلو ورنیکلر بنانے کے لئے (۷۰۰۰) سات ہزار اور چوبیس پرائمری سکولوں کے مکانات کے لئے (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار روپیہ لوگوں کی طرف سے ڈسٹرکٹ بورڈ کو بطور چندہ ملا۔ مختلف سکولوں میں امتحانات کے موقعہ پر طلبا میں انعام۔ شیرینی وغیرہ تقسیم کرنے کے لئے ایک ہزار روپیہ سے زیادہ اور ۲۰ جون کے جشن کے موقع پر ایک بھاری رقم لوگوں کی طرف سے خرچ کی گئی۔

مکانات

یہ امر شروع ہی سے خاص طور پر مدِنظر رکھا ہوا ہے۔ کہ جتنے اوسع مکانات مدرسہ پختہ۔ دیرپا اور عمدہ تیار کئے جاویں۔ اسی وجہ سے لاگت بھی معقول آ رہی ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے پرائمری سکول کا تخمیناً خرچ دو ہزار روپیہ ہے۔ اس میں سے (۵۰۰) پانسو لوگوں کی

طرف سے چندہ لیا جاتا ہے - اور عموماً حالتوں میں اسی قدر رقم گورنمنٹ سے مل جاتی ہے - اور باقی ۱۰۰۰ فی سکول ڈسٹرکٹ فنڈ سے خرچ کیا جاتا ہے -

ورنیکلر مڈل سکولوں کا خرچ مع بورڈنگ ہوس (۲۰۰۰) بیس ہزار کے قریب آتا ہے -

مدرسین کی بہتری

۵ - اس کے متعلق طرح طرح کی تجاویز ہیں - لیکن مطابق مثل پنجابی -

پیٹ نہ پیاں روٹیاں   سبھے گلاں کھوٹیاں

سب کی سرتاج یہ ہے کہ ان کو اس قدر ماہوار تنخواہ دی جائے - جس سے ایک عیالدار معلم اِن ایام گرانی میں اپنا اور اپنے کنبے کا پیٹ پال سکے اور زندگی باعزت بسر کر سکے - تاکہ اس کو کسی زمیندار وغیرہ کا دست نگر نہ ہونا پڑے - اگر یہ ہو جائے تو ان سے اچھا کام لینا اور دیگر تجاویز کا عمل میں لانا ایک بہت آسان امر ہو جاتا ہے -

خزان چند چاولہ

تعلیمی حالات ضلع مظفرگڑھ

(از جناب میر فضل محمود صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع مظفرگڑھ)

مظفرگڑھ جیسے غیر آباد اور ناقص ضلع میں جناب میر فضل محمود صاحب بی۔اے کے ایسے ایسے کارنمایاں جو انکے ذیل کے مضمون سے ظاہر ہیں۔ سرانجام دینے کا حال پڑھ کر سخت استعجاب ہوتا ہے آپ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع مظفرگڑھ میں قریباً کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی گئی جس پر کسی اور ضلع نے عملدرآمد کیا ہو آپ کے عہد میں بورڈ سکولوں کی تعداد پہلے سے اڑھائی گنا۔ ورنیکولر مڈل سکولوں کی پانچ گنا اور انکے مدرسین کی نو گنا ہو گئی ہے۔ مکانات اور سامان پر جس قدر آپ نے خرچ کیا ہے۔ شائد اور بہت کم اضلاع نے کیا ہوگا۔ پھر سامان مدرسہ کے اقسام پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس بارہ میں بھی آپ نے کس دانشمندی سے کام لیا ہے کہ تمام ضروری سامان بہم پہنچا کر مدرسین کی تکالیف اور تعلیم کی رکاوٹوں کا پورا پورا قلع قمع کر دیا ہے۔ مدرسین کے گریڈ پڑھنے سے مجھے اسقدر مسرت ہوئی ہے۔ کہ اس کی انتہا نہیں۔ ۱۹۱۵ء کے اور اس کے اوپر کے آپ نے بہت کافی تعداد میں گریڈ مقرر کئے ہیں۔ جو کہ آپ کی عالی دماغی۔ قابلیت اور مدرسین کی خیرخواہی پر دال ہے۔ ایسے جملہ مدرسین ضلع کو (جو پراویڈنٹ فنڈ کھلنے سے پہلے ۵ سال سے زیادہ کے ملازم تھے) گذشتہ ملازمت کا

پراویڈنٹ فنڈ دلا دینا بھی کچھ چھوٹا سا کام نہیں - آپ کی مدرسین پر
بھی مہربانیاں رہی ہیں - جن کی وجہ سے آپ کے ماتحت مدرسین
آپ سے نہایت خوش اور آپ کے مدح خواں ہیں - کاشکہ جملہ اضلاع
پنجاب کے مدرسین کو یہ فنڈ مل کر ان کی خوشی کا باعث ہو -

انسان چونکہ حریص پیدا ہوا ہے - اور یہ کلیہ ہے - کہ ع

حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدرِ وسعت

نیز یہ بھی قاعدہ ہے کہ جہاں زیادہ خوبیاں ہوں - اور جہاں سب
سامان موجود ہوں انسان چاہتا ہے - کہ دنیا بھر کی کوئی چیز ایسی
نہ ہو - جو وہاں نہ ہو - اس لئے ان وجوہات کی بنا پر میں بھی جناب
میر صاحب سے امید رکھتا ہوں - کہ آپ نے جہاں اتنا کیا ہے
وہاں میری اس درخواست پر بھی توجہ دینگے - کہ اکتوبر ۱۹۰۶ئہ سے
پہلے کی جن مدرسین کی ملازمت پانچ سال سے کم ہو تنخواہ کتنی
ہی ہو - انکو بھی کچھ نہ کچھ پراویڈنٹ فنڈ دلا کر مرہونِ منت
فرماویں - نیز پرائمری مدارس کا سائر خرچ ۴ رسے بڑھا کر کم از
کم ۸ ر کر دیں - اور ہر مدرس کے بیٹھنے کے لئے ایک ایک کرسی عطا
فرماویں - امید ہے کہ اگر آپ یہ بھی کر دینگے - تو پھر آپ کے ضلع
کی مثال ملنی مشکل ہو جائے گی -

اخیر پر میں جناب میر صاحب کو ان عدیم المثال کامیابیوں پر مبارک
باد دیتا اور مدرسین پر بے شمار مہربانیاں مبذول فرمانے کا نہایت
شکریہ ادا کرتا ہوں - اور اس امر کا متمنی ہوں کہ جلدی ہی آپ کو اپنی
ان کوششوں اور شاقہ محنتوں کا ثمرہ حاصل کرتے ہوئے دیکھوں - میں

ایڈیٹر

جناب اڈیٹر صاحب! رہنمائے تعلیم لاہور

تسلیم۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر نمبر میں حسب التحریر آپ کے ایک مفصل مضمون لکھتا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ بوجہ کثرت کار اور طویل دورہ مفصل لکھنے سے قاصر رہا۔ چند ضروری اور مختصر امور اس لئے حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔ کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر نمبر میں ضلع مظفر گڈھ کی تعلیمی ترقی و تنزل پر کچھ روشنی پڑ سکے۔

(۱) ضلع ہذا میں میرے زمانے سے پہلے تعلیمی شوق نہایت کم تھا۔ اب اس میں کچھ ترقی ہو گئی ہے۔ جس کا اندازہ ذیل کے نقشہ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

فروری سنہ ۱۹۰۶ء			جون سنہ ۱۹۱۴ء		
قسم مدرسہ	تعداد	تعداد طلبا	قسم مدرسہ	تعداد	تعداد طلبا
سیکنڈری	۲	۳۲۰	سیکنڈری	۷	۱۵۵۶
پرائمری مردانہ	۴۹	۱۸۹۴	پرائمری مردانہ	۷۲	۲۰۶۵
پرائمری زنانہ	۴	۱۲۰	پرائمری زنانہ	۲۰	۶۳۸
لوئر پرائمری	۰	۰	لوئر پرائمری	۴۹	۴۱۰
دستکاری	۱	۳۳	دستکاری	۱	۴۲
امدادی	۱۱	۳۱۷	امدادی	۳۵	۱۳۶۱
غیر امدادی	۰	۰۰	غیر امدادی	۶	۴۶۶
میزان	۶۷	۲۶۸۴	میزان	۱۶۰	۷۳۳۸

(۲) اس ضلع میں ترقی تعلیم میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ آبادی چاہات پر ہے۔ جہاں ایک ایک دو دو گھر زمینداروں کے آباد ہیں۔ پنجاب کی طرح بڑے بڑے گاؤں اور قصبے بہت کم

ہیں۔ یہ ایک ایسی رکاوٹ ہے۔ جس کا میرے خیال میں کوئی علاج نہیں۔ علاوہ اس کے کسی قسم کی کوئی سہولیت بھی میسر نہیں۔ جو ترقئ تعلیم میں ممد ثابت ہو سکے۔ کیونکہ اِس ضلع کی آبادی کا بڑا حصہ یعنی طبقۂ زمیندار جو کل آبادی کا ۸۶ فیصدی ہے۔ بالکل مفلس اور نادار ہے۔ اندریں حالات اِس ضلع میں تعلیم کا پھیلانا سخت مشکل کام ہے۔

(۳) ا۔ ٹرینڈ سارٹیفکیٹڈ اور ان ٹرینڈ سارٹیفکیٹڈ مدرسین کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

سنہ ۱۹۰۶ء
- سند یافتہ مدرسین کی تعداد ۵۸
- غیر سند یافتہ مدرسین کی تعداد ۴۷ یعنی مردانہ ۴۱ زنانہ ۶
- میزان کل ۱۰۵

سنہ ۱۹۱۴ء
- سند یافتہ مدرسین کی تعداد ۱۳۵
- غیر سند یافتہ مدرسین کی تعداد ۱۱۹
- میزان کل ۲۵۴

ب۔ گریڈ بندی مدارس ضلع مظفر گڈھ کی تفصیل یہ ہے۔

سنہ ۱۹۰۶ء پرائمری مدارس
- ۲۰ [illegible] کے گریڈ کی دو اسامیاں
- ۱۸ [illegible] کے گریڈ کی دو اسامیاں
- ۱۶ [illegible] کے گریڈ کی دو اسامیاں
- ۱۴ [illegible] کے گریڈ کی دو اسامیاں
- ۱۲ [illegible] کے گریڈ کی تین اسامیاں
- باقی تمام دس دس کے

سنہ ۱۹۰۶ء سیکنڈری مدارس و ورنیکلر مڈل
- ۳۵ [illegible] کے گریڈ میں ایک اسامی
- ۱۶ [illegible] کے گریڈ میں ایک اسامی
- [illegible] کے گریڈ میں تین اسامیاں
- میزان ۵

سنہ ۱۹۰۶ء میں اینگلو ورنیکلر مڈل کے ہیڈ ماسٹر کی تنخواہ پچاس روپیہ تھی اب ایک کی تنخواہ [illegible] اور دوسرے کی [illegible] ہے۔

سنہ ۱۹۱۴ء پرائمری مدارس

ننه کے گریڈ میں چار اسامیاں

معه ۲ کے گریڈ میں چار اسامیاں

للعه ۲۴ کے گریڈ میں چار اسامیاں

عه ۲۲ کے گریڈ میں چھ اسامیاں

عنه ۲ کے گریڈ میں نو اسامیاں

مدعه ۱۸ کے گریڈ میں ۱۳ اسامیاں

عه ۱۶ کے گریڈ میں ۱۵ اسامیاں

باقی تمام اول مدرس پندرہ روپیہ کے ہیں اور نائب مدرس عه پاتے ہیں

سنہ ۱۹۱۴ء سیکنڈری مدارس ورنیکلر مڈل

صنه کے گریڈ میں ایک اسامی

صللعه کے گریڈ میں ایک اسامی

للعه کے گریڈ میں دو اسامیاں

صنه کے گریڈ میں ایک اسامی

ننه کے گریڈ میں تین اسامیاں

صعه ۲۵ کے گریڈ میں دو اسامیاں

عنه ۲۲ کے گریڈ میں پانچ اسامیاں

مدعه ۱۸ کے گریڈ میں پانچ اسامیاں

عه ۱۶ کے گریڈ میں پانچ اسامیاں

صعه ۱۵ کے گریڈ میں دس اسامیاں

عه ۱۲ کے گریڈ میں دس اسامیاں

میزان ۴۵

سنہ ۱۹۰۶ء میں ایک ورنیکلر مڈل تھا اور اس میں کل پانچ مدرس تھے۔ اب پانچ ورنیکلر مڈل ہیں اور ہر ایک ورنیکلر مڈل میں ۹ مدرسین ہیں گویا ورنیکلر مدارس مڈل میں بھی پانچ کے مقابلہ میں اب ۴۵ اسامیاں ہیں۔

ج۔ سکولوں کی عمارتیں۔ میرے عہد میں تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ کی رقم خطیر ڈسٹرکٹ بورڈ نے عمارات پر خرچ کی ہے۔ اور چودہ ہزار روپیہ میونسپل کمیٹی لیہ نے جدید سکول بلڈنگ پر خرچ کیا ہے اور میونسپل کمیٹی علی پور مبلغ سولہ ہزار روپیہ سکول اور بورڈنگ ہوس کی بلڈنگ پر خرچ کرنے کا تصفیہ کر چکی ہے۔

د۔ سامان مدرسہ۔ سال گذشتہ پانچ ہزار روپے کا سامان دیا گیا۔ اور اس سے پچھلے سال بھی اسی قدر رقم کا سامان ڈسٹرکٹ بورڈ نے بہم پہنچایا اس سے پہلے تقریباً دو ہزار روپے کا سامان دیا گیا تھا۔ سامان میں قابل ذکر مندرجہ ذیل اشیا ہیں۔ گلوب۔ نقشہ جات۔ چارٹس۔ سامان سائنس۔ مونج کی چٹائیاں سیاہ تختہ جات۔ بالفریم۔ کتب لائبریری۔ سامانِ مساحت۔ آلاتِ ورزش۔ کرسی۔ میز۔ سامان بورڈنگ ہوس مثلاً برتن۔ صندوق۔ چارپائیاں وغیرہ۔

ہ۔ سفر خرچ وسائر خرچ۔ جملہ پرائمری وسیکنڈری مدارس کے مدرسین کو سول سروس ریگیولیشن قواعد کے مطابق سفر خرچ ملتا ہے۔ اور سائر خرچ بھی دیا جاتا ہے۔ سائر خرچ کی تفصیل یہ ہے۔ پرائمری مدارس چار آنہ ماہوار۔ ورنیکلر مڈل ڈیڑھ روپیہ ماہوار اینگلو ورنیکلر مڈل سکول دو روپے ماہوار۔

و۔ انتظام صفائی ونگرانی۔ جملہ پرائمری وسیکنڈری مدارس میں خاکروب صفائی کا کام کرتے ہیں۔ چپڑاسی صرف اینگلو ورنیکلر مڈل سکولوں میں مقرر ہیں۔

ز۔ پراویڈنٹ فنڈ۔ اس ضلع میں پراویڈنٹ اُسی وقت سے جاری ہے۔ جبکہ گورنمنٹ[ے] کا سرکلر جاری ہوا تھا۔ اُسوقت

ے اکتوبر ۱۹۰۶ء میں یہ سرکلر جاری ہوا تھا۔

تنخواہ سے ارفی روپیہ وضع ہوتا۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے ۶ پائی فی روپیہ اس میں شامل کیا جاتا تھا۔ ۱۹۱۱ء سے گورنمنٹ کی منظوری سے ڈسٹرکٹ بورڈ اور کمیٹیاں ارفی روپیہ دیتی ہیں۔

اس کے علاوہ پرانے ملازمین کو اُن کی سابقہ ملازمت کا پراویڈنٹ فنڈ حسب ذیل شرح سے دیا گیا ہے۔

۱۔ جن کی ملازمت زائد از بیس سال تھی یعنی جو ۱۸۸۶ء سے پہلے کے ملازم تھے ارفی روپیہ کل تنخواہ وصول کردہ پر دیا گیا۔

۲۔ جن کی ملازمت زائد از دس سال اور کم از بیس سال تھی ۹ پائی فی روپیہ کل تنخواہ وصول کردہ پر دیا گیا۔

۳۔ جن کی ملازمت زائد از پانچ سال اور کم از دس سال تھی ۶ پائی فی روپیہ کل تنخواہ وصول کردہ پر دیا گیا۔

۴۔ جن کی ملازمت اکتوبر ۱۹۰۱ء سے بعد کی یعنی پانچ سال سے کم تھی۔ اُن کو کچھ نہیں دیا گیا۔

ح۔ انجمن ہائے معلمین ۔ ضلع بھر میں انجمن ہائے معلمین کے کئی ایک سنٹر قائم ہیں۔ ان میں قرب وجوار کے مدرسین شامل ہو کر۔ مفید مضامین پر سبق دیتے۔ اور مدارس کے اندرونی معاملات پر بحث کرتے ہیں۔ یہ جلسے ہمیشہ باقاعدہ ہوتے رہتے ہیں۔

ط۔ طلبائے صنعتی۔ اس مقصد کے لئے صرف ایک مدرسہ صدر مظفر گڈھ میں قائم ہے۔ جس میں لکڑی کا کام سکھایا جاتا ہے۔ مگر افسوس اس کی تعداد طلباء میں کوئی معتدبہ ترقی نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر مظفر گڈھ کی آبادی پانچ ہزار سے

زیادہ نہیں اور اِس چھوٹے سے شہر میں ایک گورنمنٹ ہائی سکول اور ایک ڈسٹرکٹ بورڈ لوئر پرائمری سکول بھی ہے۔ اِس وقت مدرسہ دستکاری میں ۴۲ طلباء ہیں۔ باہر کے طلبا کم داخل ہوتے ہیں۔

(۴) سلسلۂ ترقی۔ گریڈ بندی کی مفصل فہرست اوپر درج ہو چکی ہے۔ (دیکھو نمبر ۳ ب) سالانہ ترقی کا سلسلہ ضلع ہذا میں نہیں جونیر سند یافتہ مدرس کی تنخواہ بارہ روپیہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور آخر کار تیس کے گریڈ پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔

(۵) چند خاص باتیں۔

ا۔ ضلع ہذا میں ۱۹۰۶ء میں کوئی اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر نہیں تھا۔ ۱۹۰۹ء سے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کا عہدہ ایزاد ہوا ہے۔ آج کل مولوی محمد ایوب صاحب ایم۔ اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں جو ایک بہت مستعد اور لائق افسر تعلیم ہیں۔

ب۔ مساحت کی عملی تعلیم کے لئے ایک گرداور پٹواری ایک تحصیل میں تجربتہً مقرر کیا گیا تھا۔ تجربہ میں کامیابی ہوئی ہے۔ اس لئے دوسرا گرداور پٹواری مقرر کرنے کی تجویز منظور ہو چکی ہے۔

ج۔ ورزش ماسٹران کا الاؤنس پانچ روپے ماہوار علاوہ تنخواہ کے مقرر ہے۔ ۱۹۰۶ء میں ایک ورزش ماسٹر ضلع بھر میں دورہ کرتا تھا۔ اب تین ورزش ماسٹر کام کر رہے ہیں۔

د۔ سال مختتمہ فروری ۱۹۰۶ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ نے ۱۲۳۵۵ روپیہ مدارس پر خرچ کیا تھا۔ سال حال میں تقریباً ساٹھ ہزار روپیہ خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

۵ - ۱۹۰۶ء سے پہلے ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ کا باقاعدہ رواج نہ تھا لیکن اب ہر سال بڑے اہتمام سے ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ ہوتا ہے۔ جس میں سیکنڈری مدارس کے طلباء شریک ہوتے ہیں اور کئی قسم کے انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔

(۶) تکالیف - یہ ضلع دو دریاؤں کے درمیان دو سو میل کی لمبائی میں واقع ہے۔ جس کا ایک حصہ تھل اور دوسرا نشیب ہے۔ تھل میں گرمی کی زیادتی اور پانی کی کمی نشیب میں طغیانی کی سختی اور پانی کی زیادتی کی وجہ سے یکم اپریل سے یکم اکتوبر تک دورہ کرنا سخت تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔

(میر) فضل محمود بی۔اے

تعلیمی حالات ضلع ڈیرہ غازیخاں

از جناب لالہ رامچند صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع ڈیرہ غازیخاں

جناب لالہ رامچند صاحب بی۔ اے سنہ ۱۹۰۴ء سے انسپکٹر لائن میں کام کر رہے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس کام کا وسیع تجربہ ہے۔ جب آپ سنہ ۱۹۰۴ء میں پہلے ہی پہل انسپکٹر لائن میں آکر ضلع امرتسر میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے تھے۔ انہی دنوں سے میں ان کی ہر دلعزیزی اور قابلیت کا شہرہ سنتا چلا آیا ہوں۔ چنانچہ گذشتہ سالوں کے بعض رسالوں میں بعض لائق مدرس اصحاب کی طرف سے ان کی تعریف میں چند ایک نوٹ بھی شائع کئے جا چکے ہیں۔ آپ کا مرقومہ ذیل مضمون پڑھنے سے بھی بخوبی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے منصبی فرائض کس تندہی۔ محنت اور خوبی سے سرانجام دیتے ہیں۔ اور تعلیم کو عام کرنے اور مدرسین کی تکالیف رفع کر کے ان کو آرام پہنچانے کے متعلق آپ نے کس قدر شاندار کام کیا ہے۔ آپ کے عہد میں ضلع ڈیرہ غازیخاں کے مدرسین طلباء اور زنانہ و مردانہ سکولوں میں بہت کافی اضافہ ہوا ہے نیز آپ کے تشریف لانے کے وقت حالانکہ کئی ایک مدرسین آٹھ اور دس دس گیارہ گیارہ روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ مگر اس وقت ۱۲ سے کم تنخواہ کا کوئی مدرس نہیں ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے اعلٰے

گریڈوں میں بھی ترقی کی اور تعداد میں بھی اضافہ کر رہا ہے۔ اور نہ صرف اسی پر بس کی ہے۔ بلکہ ابھی بیس اور پچیس کے گریڈوں میں اور زیادتی کرنے کی فکر میں ہیں۔ پراویڈنٹ فنڈ شروع ملازمت سے اب تک کا سب مدرسین کو دلا دینا بھی نہایت قابلِ تحسین ہے سائرخرچ اور ستقوں کی تنخواہوں کی زیادتی وغیرہ امور بھی ایسے ہیں۔ کہ جو مدرسین کو آپ کا گرویدۂ احسان بنانے کا موجب ہیں گریڈ لسٹ کا تیار کرنا بھی از حد روشن دماغی کا ثبوت ہے۔ الغرض آپ نے ضلع ڈیرہ غازیخاں جیسے بے شوق ضلع میں وہ کام کیا ہے کہ شائد ہی کوئی اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کر سکتے۔ مگر باوجود اس کے میں جناب کی خدمت میں یہ درخواست کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ چونکہ مدرسین کو ۲ پائی فی روپیہ پراویڈنٹ فنڈ ملنا بہت کم ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے۔ اس امر کی سعی کریں۔ کہ مدرسین کو شروع ملازمت سے ۱ فی روپیہ پراویڈنٹ فنڈ مل جائے۔ تاکہ مدرسین ضلع ڈیرہ غازیخاں آپ کو اور سرکار عالیہ کو دعائیں دیں۔

آخیر پر میں صاحب موصوف کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے مدرسین پر جو بے شمار مہربانیاں کی ہیں۔ انکی کیفیت سے بذریعہ مضمون ہذا ہمیں بھی مطلع فرما کر مرہونِ منت فرمایا ہے۔

اڈیٹر

(۱) میری (~~[illegible]~~) صاحب نے ضلع ہذا کے باشندوں کو اپنے ایک مضمون میں "گہری نیند میں سونے والے اور بار بار جھنجھوڑنے پر بھی نہ جاگنے والے" الفاظ سے موسوم کیا ہے انکے ان الفاظ سے پبلک تعلیمی شوق کی سابقہ حالت ظاہر ہے۔

اب اس میں نسبتاً بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ جس کا معیار نقشجات منسلکہ ہذا ہیں صاحبان افسر معائن کا اپنے معائنہ کے وقت فوائد تعلیم سے پبلک کو آگاہ کرنا مدرسین کا وقتاً فوقتاً اُنکے قیمتی الفاظ پبلک کو یاد دلاتے رہنا۔ انجمن ہائے معلمین و طلباء میں تعلیمی مضامین پر بحث کرنا۔ تعلیم میں دلچسپی لینے والے اصحاب کو سندات خوشنودی مزاج دلانا نئے مدارس کھولنے پر ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی سے مؤثر ہونا وغیرہ امور محرک شوق تعلیم ہیں۔

(۳) تعلیم کے لحاظ سے مدارس ضلع ہذا نے بہت ترقی کی ہے۔ چنانچہ جناب ڈویژنل انسپکٹر صاحب بہادر مدارس ملتان نے سالانہ رپورٹوں میں عموماً اور رپورٹ سال گذشتہ بابت سنہ ۱۹۱۳-۱۴ء میں تعلیمی حالت کو خاص طور پر تعریفی الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ترقی تعلیم کے لئے فنڈ کا کافی ہونا ضروری امر ہے تاکہ اس سے سامان تعلیم۔ سامان ورزش۔ مکان۔ معقول تنخواہ مدرسین۔ سفر خرچ وغیرہ ضروریات کماحقہٗ پوری ہو سکیں۔ لیکن افسوس کہ ضلع ہذا کے ڈسٹرکٹ فنڈ میں ان ضروریات کے لئے گنجائش ناکافی ہے۔ جو ترقی تعلیم کے لئے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کا علاج یہ کیا گیا ہے۔ کہ علاوہ معمولی گرانٹ کے سپیشل گرانٹ کے لئے درخواستیں بھیجی جاتی رہی ہیں۔ اور اس گرانٹ کے عطا ہونے پر ضروریات مندرجہ بالا پوری کی جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بڑی دقت یہ ہے کہ ضلع ہذا کی لمبائی بہت زیادہ ہے اور چوڑائی کم۔ بہت سے مدارس ایک دوسرے سے فاصلۂ دراز پر واقع ہیں۔ ان کے معائنہ میں بہت سا

وقت سفر میں بے سود ضائع ہو جاتا ہے۔ اس ضلع کا مغربی حصہ جو دامن پہاڑ کے متصل ہے۔ پچادہ کہلاتا ہے۔ اور مشرقی حصہ جو دریائے سندھ کے قریب ہے سندھ کہلاتا ہے۔

موسم گرما میں پچادہ کے علاقہ میں سخت گرم لو چلتی ہے جس سے آدمیوں کو اچانک ایک بیماری ہو جاتی ہے جسے جھلا کہتے ہیں۔

گرمی میں تو یہ لو سفر کرنے والوں کے لئے سخت مضر ہے۔ اور برسات شروع ہونے پر پچادہ کا علاقہ طوفان رود کوہی سے اور سندھ کا علاقہ سیلاب دریائے سندھ سے بالکل ناقابل گذر ہو جاتا ہے۔ مگر صاحبان افسر معائن کو ضوابط ڈیوٹی پورے کرنے کے لئے خواہ مخواہ دورہ کرنا پڑتا ہے۔ ایسے حالات میں تکالیف سفر کا اندازہ وہ آپ ہی کر سکتے ہیں۔ ان دقتوں کے رفع کرنیکا کوئی علاج نہیں۔

(۳) تعداد طلباء۔ تعداد مدارس۔ ٹرینڈ سرٹیفکیٹڈ اور ان سرٹیفکیٹڈ مدرسین کی تنخواہوں اور ان کے گریڈوں میں اضافہ کے حالات نقشہ جات مشمولہ سے واضح ہو جائینگے۔ ہر ایک امر میں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ امید ہے کہ بہت سے اضلاع سے یہ ضلع اس لحاظ سے فائق ثابت ہوگا۔ مکانات مدارس ضلع ہذا پہلے بہت خراب حالت میں تھے۔ اب گورنمنٹ گرانٹ ملنے سے چھ سات مکانات ہر سال جدید تیار کئے جاتے ہیں اور ان کی حالت میں بہت کچھ ترقی ہے۔ سامان کے لحاظ سے جو ضروریات تھیں وہ مکمل طور پر پوری ہو چکی ہیں۔ . . . .

. . . . . چنانچہ رہی سہی مطلوبہ اشیاء از قسم ٹائم پیس۔ فٹ بال۔

بالفریم - گلوب - تصاویر اسباق الاشیا کے سٹ - ربڑ کی گیندیں (زنانہ مدارس کے لئے) امسال ہر ایک سکول میں مہیا کردی گئی ہیں۔ سائر خرچ ۲/ ماہوار سے ۴/ ماہوار پرائمری سکولوں میں اور ۸/ سے ایک روپیہ ماہوار مڈل سکولوں میں کر دیا گیا ہے۔

آب کشوں (سقوں) کو پہلے عموماً ۸/ ماہوار ملتے تھے۔ اب جدید مدارس میں ان کا الاؤنس ۱۲/ مقرر کیا گیا ہے۔ مڈل سکولوں میں پانچ چھ روپیہ ماہوار الاؤنس ملتا ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ بحساب چھ پائی فی روپیہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے دیا جاتا ہے۔ اور اسی حساب سے تمام مدرسین کے نام آغاز ملازمت سے ڈسٹرکٹ بورڈ کا چندہ جمع ہو چکا ہے۔ انجمن ہائے معلمین و طلبا باقاعدہ طور پر اپنا کام نہایت کامیابی کے ساتھ کر رہی ہیں۔ اور ان کی کارگذاریوں کی پڑتال بخوبی کی جاتی ہے۔ مدرسہ دستکاری جس میں علاوہ معمولی تعلیم کے چوبی کام سکھایا جاتا ہے۔ خاص ہیڈ کوارٹر میں کھولا گیا ہے۔ جس نے اس تھوڑے سے عرصے میں نمایاں ترقی دکھائی ہے۔ ٹریننگ کلاس گذشتہ دو سال کھلی رہی ہے۔ امسال اس کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

(۴) نقشہ گریڈ تنخواہ مدرسین شامل ہے۔ سالانہ ترقی مقرر نہیں ہے۔ البتہ گذشتہ تین چار سال میں عموماً تمام عملہ کی تنخواہیں سال بسال بڑھتی آئی ہیں اور موجودہ سکیل تک پہنچی ہیں۔

(۵) سروس بکیں تمام سرٹیفکیٹڈ ٹیچروں کی مکمل کی گئی ہیں۔ اور فہرست درجہ وار تیار کی گئی ہیں۔ جس سے ہر ایک مدرس کو

موقع خالی ہونے پر اس کا حق بلا کسی مغالطہ کے مل جاتا ہے۔
تعلیم کا کام ایک باقاعدہ اصول پر چلایا جا رہا ہے جس سے
ہر ایک مدرس اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح سے سمجھکر حتے الامکان
دیانت اور محنت سے ادا کر رہا ہے۔ رجسٹرات اور خط و کتابت
وغیرہ کے بارہ میں مفصل ہدایت بھیجکر مدرسوں کے ریکارڈ کو
ایک باقاعدہ دفتر بنا دیا گیا ہے۔ ان کی درخواستوں کا مناسب
جواب بہت جلد بلکہ حتے الامکان بواپسی ڈاک دیا جاتا ہے۔
تعلیم جسمانی اور اخلاقی کی طرف خاص توجہ کی جاتی ہے۔ ورزش
ماسٹران اپنا کام نہایت دلچسپی سے کر رہے ہیں۔ چنانچہ علاوہ
ڈرل اور جمناسٹک کے فٹ بال کی کھیل جمیع مدارس (کیا سیکنڈری
کیا پرائمری) میں مقابلتاً کھیلی جاتی ہے۔ اور اس کا بہت چرچا
ہے۔ ہر روز مدرسہ کھلنے پر تعلیم کا کام شروع کرنے سے پہلے
خدا کی تعریف۔ کوئی دعا یا اخلاقی مضمون نظم یا نثر پڑھا جاتا
ہے۔ جس کا اثر بہت ہوتا ہے۔ نائب مدرسین اکثر مدارس
میں ایزاد کئے گئے ہیں۔ بہت ہی تھوڑے مدارس ایسے ہیں
جن میں صرف ایک مدرس ہے۔

(۶) ارادہ ہے کہ سال رواں میں ایک پرائمری سکول کو درجہ مڈل
تک بڑھایا جاوے۔ پانچ مردانہ اور چار زنانہ پرائمری سکول
جدید کھولے جائیں۔ مدرسہ دستکاری کی حالت کو مزید ترقی
دی جاوے۔ اس کے متعلق ایک بورڈنگ ہوس بنایا جاوے۔
بیس پچیس روپے کے گریڈ تعداد میں زیادہ کئے جاویں۔
چنانچہ ان امور کے لئے گورنمنٹ گرانٹ (سپیشل) کی
درخواست بھیج دی گئی ہے۔

(۷) میں نے کوئی خاص کتاب یا رسالہ تصنیف نہیں کیا۔ البتہ ہدایات متعلق رجسٹرات تقسیم اوقات تعلیم وغیرہ وقتاً فوقتاً لکھ کر مدرسین کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔ ان کا نمونہ شامل ہے۔ (اڈیٹر۔ موصولہ مطبوعہ "ہدایات متعلقہ رجسٹرات" ایسی ہیں کہ ہم اپنے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ضرور درج رسالہ کریں۔ مگر افسوس کہ ہم بعدم گنجائش اس وقت اپنی اور اپنے ناظرین کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے۔ لیکن انشاء اللہ آئندہ کسی رسالہ میں ضرور درج کر کے مسرت حاصل کرینگے)۔

نقشہ ترقی مدارس و گریڈ مدرسین ضلع ڈیرہ غازیخان

قسم مدارس	تعداد مدارس: سنہ ۱۹۱۰ء جبکہ میں نے ضلع ہذا کا چارج لیا	تعداد مدارس: سنہ ۱۹۱۴ء موجودہ حالت میں	بیشی
اینگلو ورنیکلر مڈل	۲	۲	-
ورنیکلر مڈل	۲	۳	۱
پرائمری مردانہ	۶۷	۸۴	۱۷
پرائمری زنانہ	۵	۲۳	۱۸
مدارس دیسی امدادی	۲۹	۴۳	۱۴
میزان	۱۰۵	۱۵۵	۵۰

مدارس ڈسٹرکٹ بورڈ ورنیکلر مڈل				مدارس ڈسٹرکٹ بورڈ پرائمری مردانہ				
سنہ ۱۹۱۰ء		سنہ ۱۹۱۴ء		سنہ ۱۹۱۰ء		سنہ ۱۹۱۴ء		
گریڈ تنخواہ	تعداد	گریڈ تنخواہ	تعداد	گریڈ تنخواہ	تعداد	گریڈ تنخواہ	تعداد	
۵۰	۰	۵۰	۱	۳۰	۰	۳۰	۵	ہیڈ ماسٹر
۴۰	۱	۴۰	۱	۲۵	۰	۲۵	۸	ہیڈ ماسٹر
۳۰	۱	۳۰	۱	۲۰	۲	۲۰	۱۰	ہیڈ ماسٹر
۲۵	۰	۲۵	۲	۱۸	۲	۱۸	۱۷	ہیڈ ماسٹر
۲۰	۰	۲۰	۳	۱۶	۱۱	۱۶	۲۵	ہیڈ ماسٹر
۱۸	۱	۱۸	۸	۱۵	۰	۱۵	۱۶	ہیڈ ماسٹر
۱۶	۱	۱۶	۲	۱۴	۱۹	۱۴	۰	ہیڈ ماسٹر
۱۵	۰	۱۵	۴	۱۲	۲۹	۱۲	۰	ہیڈ ماسٹر
۱۴	۱	۱۴	۴	۱۵	۰	۱۵	۱۴	اسسٹنٹ ماسٹر
۱۲	۲	۱۲	۰	۱۴	۰	۱۴	۱۹	اسسٹنٹ ماسٹر
۱۰	۹	۱۰	۰	۱۲	۵	۱۲	۳۱	اسسٹنٹ ماسٹر
				۱۱	۷	۱۱	۰	اسسٹنٹ ماسٹر
				۱۰	۳۰	۱۰	۰	اسسٹنٹ ماسٹر

مدارس پرائمری ڈسٹرکٹ بورڈ زنانہ			
سنہ ۱۹۱۰ء		سنہ ۱۹۱۴ء	
گریڈ تنخواہ	تعداد	گریڈ تنخواہ	تعداد
۱۶	۰	۱۶	۴
۱۵	۳	۱۵	۴
۱۴	۰	۱۴	۵
۱۲	۰	۱۲	۱۱
۱۰	۱	۱۰	۰

اینگلو ورنیکلر مڈل سکول جام پور ایم۔بی

عہدہ	تنخواہ سنہ ۱۹۱۰ء	تنخواہ سنہ ۱۹۱۴ء
ہیڈ ماسٹر	۶۵	۸۰
سیکنڈ ماسٹر	۴۰	۴۵
تھرڈ ماسٹر	۲۵	۳۸
فورتھ ماسٹر	۰	۳۲
اول مدرس فارسی	۳۰	۴۰
دوم " "	۱۶	۲۰
سوم " "	۱۲	۱۸
چہارم " "	۱۰	۱۶
پنجم " "	۱۰	۱۴
ششم " "	۱۰	۱۴

اینگلو ورنیکلر مڈل سکول راجن پور ایم۔بی

عہدہ	تنخواہ سنہ ۱۹۱۰ء	تنخواہ سنہ ۱۹۱۴ء
ہیڈ ماسٹر	۶۰	۹۰
سیکنڈ ماسٹر	۳۵	۴۵
تھرڈ ماسٹر	۲۵	۳۰
اول مدرس فارسی	۲۵	۴۰
دوم " "	۱۲	۲۵
سوم " "	۱۰	۲۰
چہارم " "	۱۰	۱۶
پنجم " "	۱۰	۱۵
ششم " "	۸	۱۵
ہفتم " (ورزش ماسٹر)	۱۲	۱۵

پرائمری سکول داجل ایم۔بی

عہدہ	تنخواہ سنہ ۱۹۱۰ء	تنخواہ سنہ ۱۹۱۴ء
ہیڈ ماسٹر	۲۵	۳۰
دوم مدرس	۱۰	۲۰
سوم مدرس	۱۰	۱۴
چہارم مدرس	۱۰	۱۴

پرائمری سکول مٹھن کوٹ۔ ایم۔بی

عہدہ	تنخواہ سنہ ۱۹۱۰ء	تنخواہ سنہ ۱۹۱۴ء
ہیڈ ماسٹر	۱۴	۱۸
دوم مدرس	۸	۱۴
سوم مدرس	۸	۱۲
۰	۰	۰

تعداد طلباء کل مدارس		تعداد ٹرینڈ سرٹیفکٹڈ ٹیچرز	
۱۹۱۰ء	۱۹۱۴ء	۱۹۱۰ء	۱۹۱۴ء
۵۳۱۱	۶۷۹۶ لڑکے	۱۰۹	۱۶۵ سرٹیفکیٹڈ (سکول مردانہ)
۲۸۳	۷۲۴ لڑکیاں	۹۱	۸۶ ان سرٹیفکیٹڈ (سکول مردانہ)
		۱۵	۴۰ ان سرٹیفکٹڈ زنانہ سکول

رامچندر بی۔ اے

تعلیمی حالات ضلع فیروزپور

از جناب شوسرنداس صاحب بی - اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع فیروزپور

جناب لالہ شوسرنداس صاحب بی - اے نے ۱۸۸۹ء سے ۱۹۰۲ء تک مختلف عہدوں پر نورمل سکول دہلی ریلوے ٹکنیکل سکول لاہور اور سنٹرل موڈل سکول لاہور میں نہایت کامیابی کے ساتھ مدرسی کا کام کیا ہے - جس کے دوران میں آپ سے آپکے افسران بہت خوش رہے ہیں - اول ہی اول آپ جولائی ۱۹۰۲ء میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس انبالہ مقرر ہوئے - اور صرف دس ماہ اس اسامی پر کام کرنے کے بعد اسی ضلع کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بنائے گئے - اور وہاں آپ چھ سال تک اسی عہدہ پر سرفراز ہوئے اس کے بعد آپ کی ضلع فیروزپور میں تبدیلی ہو گئی - اور باستثنائے چندماہ کے آپ ۱۹۰۳ء سے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہیں - اس سے صاف طور پر عیاں ہو جاتا ہے - کہ آپ کو مدرسی اور ڈسٹرکٹ انسپکٹری کا کس قدر تجربہ ہے - جس طرح سے کسی کارخانہ کا انتظام وہی شخص اچھی طرح کر سکتا ہے جس نے اُس کارخانہ کے تمام کام بدست خود کئے ہوں - اسی طرح سے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بھی وہی مفید اور اپنے کام میں کامیاب اور صائب رائے ہو سکتا ہے - جو خود بھی مدرسی کر چکا اور اس کا وسیع تجربہ رکھتا ہو - یہی وجہ ہے - کہ آپ اس وقت ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان مدارس پنجاب میں ایک

خاص ممتاز درجہ رکھتے اور نہایت لائق اور قابل ڈسٹرکٹ انسپکٹر
گنے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ضلع فیروزپور میں جو کارہائے نمایاں
سرانجام دیئے ہیں۔ ان کی کیفیت سے بھی بخوبی عیاں ہوتا ہے۔
کہ خداوند نے آپ کو ایک خاص دماغ عطا فرمایا ہے۔ آپ نے اس
ضلع میں آتے ہی نہ صرف ۲۰ بند ہوتے ہوئے مدرسوں کو تباہی سے
بچا لیا۔ بلکہ بعد میں بہت سے نئے مدرسے کھولنا۔ اور اس ضلع کے
لوگوں کے تعلیمی شوق کو اسقدر ترقی دینا کہ ایک ہی سال میں ۱۲۶۱
طلبا کی زیادتی ہو جائے نیز ۳۲ زائد نائب مدرسین مقرر کرنا پرائمری
اور مڈل سکولوں کی بہت سی نئی عمدہ عمارتیں بنوا ڈالنا۔ طلباء کے
کلب انجمن ہائے معلمین اور سکول کمیٹیاں مقرر کرنا۔ دفتر کے
عملہ کی تنخواہوں میں معقول ترقی کرنا۔ اور ایک زائد کلرک حاصل
کرنا۔ مدرسین کی تنخواہوں کے باقاعدہ بہت اعلےٰ درجہ کے گریڈ
مقرر کرنا۔ گریڈڈ لسٹ تیار کرنا۔ ٹرینڈ ٹیچروں کی تعداد میں کافی
اضافہ کرنا۔ مدارس میں کافی سامان دینا۔ ہر مڈل سکول اور بہت
سے پرائمری سکولوں کے ساتھ کھیل کے میدانوں کا انتظام کرنا
وغیرہ ایسے امور ہیں۔ جو آپ کی محنت اور قابلیت کے اظہار کا
ایک بین ثبوت ہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے ایک ٹکنیکل پرائمری مدرسہ فیروزپور شہر میں
تین کارپینٹری جماعتیں تین باہر کے مڈل سکولوں کے ساتھ اور
ایک درزی کلاس فاضلکا سکول میں کھولی ہے۔ حالانکہ بہت کم
اور اضلاع ہونگے۔ جن میں اس قدر تعداد صنعت و حرفت کے اقسام
کے سکول* کھولنا بھی آپ کے ضلع کی خصوصیات سے ہے۔ الغرض
آپ کے کام کی تفصیل نہایت خوش کن ہے۔ اور ہم آپ کو اس

* [illegible] کھلی ہوئی۔ پنچ قوموں کے نئے سکول

کامیابی کے لئے دلی مبارک دیتے اور محکمہ سے آپ کے کام کی پوری پوری قدردانی کئے جانے کے دل سے متمنی ہیں۔

اڈیٹر

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور۔ تسلیم

میرے ضلع فیروزپور میں آنے کے وقت اس ضلع میں ۱۶۰ منظور شدہ سرکاری و امدادی مدرسے وغیرہ تھے اور ان میں سے ۲۰ کے بند ہونے کا حکم ہو چکا تھا۔ کیونکہ اُن کی حالت اچھی نہیں تھی اور تعداد طلباء بہت کم تھی۔ میں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں درخواست کی کہ ابھی ان مدرسوں کو بند نہ کیا جاوے بلکہ مجھکو ان کی درستی کا موقع دیا جاوے۔ ایشور کی کرپا سے یہ مدرسے رونق پکڑ گئے اور مجھکو اور بھی کھولنے کا موقع مل گیا۔ اس وقت یہاں ۲۰۵ مدرسے ہیں۔ اور ۵ نیچ قوموں کے واسطے کھلنے والے ہیں۔ منظوری ہو چکی ہے .... طلباء کی تعداد میں ۱۲۶۰ کی بیشی بہ مقابلہ سال گذشتہ ہے۔ ۳۷ زائد ٹرینڈ مدرس مقرر کئے گئے ہیں۔ تقریباً ۲۵ پرائمری مدارس کی نئی عمارتیں بن گئی ہیں۔ طلباء کے کلب۔ انجمنہائے معلمین و سکول کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں۔ دفتر کے عملہ کی تنخواہوں میں معقول ترقی ہو گئی اور ایک چوتھا کلرک ایزاد ہو گیا ہے۔ نیز مدرسین کی تنخواہوں کے باقاعدہ گریڈ بھی مقرر ہو گئے ہیں۔ اب اول مدرس کی تنخواہ پرائمری مدارس میں ۱۵ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ روپیہ ماہوار ہے۔ ۳۰ تک کے گریڈ منظور ہو چکے ہیں۔ مگر یہ گریڈ ابھی کسی کو دیا نہیں گیا۔ مدرسین کی سروس کے لحاظ سے ایک گریڈیڈ لسٹ تیار کی گئی ہے۔ جو ہر سال ماہ جون کے قریب نئی مکمل کی جاتی ہے۔ ترقی وغیرہ اسی فہرست کے لحاظ سے ملتی ہے۔ اس لئے

کسی کو جائے شکایت نہیں ہے۔

پرماتما کی کرپا سے ضلع میں پورا امن ہے۔ اور سب اپنا اپنا کام شوق سے کر رہے ہیں۔ مجھ کو ضلع کی حالت کو درست کرنے میں سوائے اپنی ذاتی تکلیف کے کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ افسران برابر مجھ کو کام میں امداد دیتے رہے ہیں۔ میں نے لوگوں میں گھنٹوں تعلیم کے فوائد بیان کرنے میں جگہ بجگہ خرچ کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ تعلیم کا شوق بڑھ گیا۔ پرائمری مدارس کے مکانات کے علاوہ مڈل سکولوں کے مکان بھی بہتر حالت میں لائے گئے ہیں۔ ایک نیا مڈل سکول کھول دیا گیا ہے۔ اور ایک پرانے مڈل سکول کے واسطے عالیشان مکان بن گیا ہے۔ اور ایک اور بننے والا ہے۔

ٹرینڈ ٹیچروں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک ٹریننگ کلاس دھرم کوٹ مڈل کے ساتھ کھول دی گئی ہے۔ ہر سال یہ کلاس ہم کو تیس کے قریب مدرس دیدیتی ہے اور تقریباً ۱۶ و ۱۷ نورمل سکول جالندھر سے مل جاتے ہیں۔ دیگر اضلاع سے بھی وقتاً فوقتاً نورمل پاس مدرس آتے رہتے ہیں۔ ضلع کے تمام مدارس میں کافی سامان دیا جاتا ہے۔ چنانچہ سال گذشتہ میں ۵۹۵۵ روپیہ کا سامان دیا گیا تھا۔ ایک ٹکنیکل پرائمری مدرسہ فیروزپور شہر میں۔ تین کارپنٹری جماعتیں باہر کے تین مڈل سکولوں کے ساتھ جاری ہیں اور ایک درزی کلاس فاضلکا سکول میں کھلنے والی ہے۔ جس کی کہ منظوری ہو چکی ہوئی ہے۔ میدان کھیل ہر مڈل سکول کے ساتھ اور اکثر پرائمری مدارس کے لئے بھی مہیا کئے گئے ہیں۔ اکثر سیکنڈری مدارس میں ورزش ماسٹران کے علاوہ کرکٹ فٹ بال وغیرہ کھیلوں کے واسطے ماسٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ مدرسین کے لئے پراویڈنٹ فنڈ کھولا گیا ہے۔

شوسرنداس بی۔اے

از جناب سوڈھی جگت سنگھ صاحب بی۔اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس
ضلع فیروزپور

جناب سوڈھی جگت سنگھ صاحب بی۔اے سررشتہ تعلیم پنجاب کے ان ہونہار افسران میں سے ہیں۔ کہ جن پر سررشتہ ہذا کو کسی وقت بہت فخر اور ناز ہوگا۔ اپنے افسران اور ماتحت مدرسین کے ساتھ آپ کا حسن سلوک۔ پبلک کے ساتھ نیک برتاؤ۔ اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت محنت اور جانفشانی سے سرانجام دینا ظاہر کرتا ہے۔ کہ جب آپ مستقل ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہونگے یا اس سے بھی کسی اعلےٰ عہدہ پر سرفراز ہونگے۔ تو سررشتہ آپ کی قابلیت پر نہایت فخر کریگا۔ چنانچہ آپ کے مضمون "مکان مدرسہ" سے بھی جو رسالہ ہذا میں کسی دوسری جگہ پر درج ہے۔ یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے۔ کہ آپ تعلیمی امور کے متعلق کس قدر غور وخوض کرتے ہیں۔ اور تعلیم کی برکات پھیلانے میں کسقدر ساعی ہیں۔ آپ کے ذیل کا اور مذکورہ بالا مضمون لکھ کر ارسال کرنے کے لئے جہاں ہم آپ کا از حد شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں اس بات کے بھی متمنی ہیں۔ کہ ہم آپ کو جلدی ہی مستقل ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس دیکھیں۔

ایڈیٹر

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب رہنمائے تعلیم لاہور

تسلیم - لالہ شوسرنداس صاحب بی - اے - ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع فیروز پور آپ کی مستفسرہ گیارہ باتوں کے جوابات پورے پورے طور پر دے چکے ہیں۔ اس لئے ان سوالوں کے جوابات جن میں ضلع فیروزپور کی پوری پوری تعلیمی کیفیت وغیرہ دریافت کی گئی ہے - میرے خیال میں میرا آپ کو مکرر لکھنا کچھ ضروری نہیں ہے - اس لئے میں حسب ذیل مختصر تحریر پر اکتفا کرتا ہوں - امید ہے - کہ آپ بھی اسی کو مناسب اور کافی خیال فرمائینگے -

ضلع فیروز پور میں پبلک تعلیمی شوق دن بدن ترقی کر رہا ہے - چنانچہ لوگ اپنے اپنے گاؤں میں نئے مدرسے کھلوانے کے لئے درخواستوں پر درخواستیں بھیجتے رہتے ہیں - اور اپنے اپنے گاؤں کے مدرسوں میں خاصہ شوق ظاہر کرتے ہیں - مسٹر بی - این باسورتھ سمتھ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بذاتِ خود تعلیم کے کام میں گہری دلچسپی لیتے ہیں - چنانچہ باقاعدہ تعلیم دینے والے ملاؤں اور گرنتھیوں وغیرہ کو بھی امداد دینے کے لئے تیار ہیں - نیچ ذاتوں کے لئے مدرسے کھولنے کی بھی تجویز ہو رہی ہے -

علاوہ مردانہ تعلیم کے زنانہ تعلیم کا شوق بھی بہت بڑھتا چلا جاتا ہے - اور درحقیقت اس تعلیمی شوق کی زیادتی کا سبب لالہ شوسرنداس صاحب بی - اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع ہذا کی مساعی جمیلہ ہیں - جن کے سبب سے ضلع ہذا کے مدرسوں اور مدرسین کی حالت بہت سدھر گئی ہے -

آپ نے میری تصنیفات پوچھی ہیں - لیکن میں افسوس کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ اب تک مجھے اس طرف توجہ اور وقت دینے کا موقعہ نہیں ملا - البتہ اب گورمکھی زبان میں کچھ کتابیں لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں

سوڈھی جگت سنگھ بی - اے

تعلیمی حالات ضلع حصار

(از جناب لالہ شو دیال صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع حصار)

جناب لالہ شو دیال صاحب بی۔ اے سنہ ۱۸۹۱ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک ایک طویل عرصہ مختلف سکولوں میں بطور مدرس اور ہیڈ ماسٹر کام کرتے رہے ہیں۔ اور اس کے بعد آپ سنہ ۱۹۰۶ء سے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع حصار ہیں۔ اور آپ نے ان دونوں زمانوں میں بہت کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض کو پورا کیا ہے۔ اس لئے ضلع حصار کو اس بات پر بجا فخر ہو سکتا ہے۔ کہ اسے ایسا ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس حاصل ہے جسے نہ صرف انسپکٹری کے کام میں ہی مہارت تامہ ہے بلکہ وہ اس کام کا بھی ماہر ہے۔ جس کے کرنے والوں پر کہ اسے حکومت حاصل ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ضلع حصار کی تعلیمی حالت نے آپکے عہد میں اسقدر ترقی کی ہے کہ نہ صرف آپ کے مندرجہ ذیل مضمون سے ہی یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کے ضلع حصار میں تشریف لانے کے وقت اس ضلع میں بہت کم سکول تھے۔ اور پبلک کا تعلیمی شوق بمنزلہ صفر تھا۔ بلکہ ضلع حصار کے مدرسین کے بہت سے آمدہ خطوط سے بھی ہمیں عرصہ سے معلوم ہوتا رہا ہے۔ کہ آپ نے ضلع حصار کی تعلیمی حالت کی بالکل کایا ہی پلٹ دی ہے۔ سکولوں کی تعداد ڈھائی گنا کے قریب کر دینا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ اور

پھر مزید براں یہ بات کس قدر تعریف کے قابل اور بے نظیر ہے کہ ابھی کئی سال تک ان کا ارادہ ہے۔ کہ ۲۰ سکول ہر سال نئے جاری کریں۔ اور کوئی ایسا گاؤں جس میں ہزار باشندگان کی آبادی ہو مدرسہ سے خالی نہ رہنے دیں۔

ضلع حصار میں ٹرینڈ مدرس نہیں تھے۔ لوگوں کو تعلیم کا شوق نہیں علاقہ نہایت گرم ہے۔ لیکن اس پر بھی آپ نے جب اس قدر سکول کھولدیئے اور تمام تکالیف پر غالب آکر تعلیم کو اس قدر پھیلا دیا ہے۔ تو اگر آپ کسی آباد اور شوقِ تعلیم رکھنے والے ضلع میں ہوتے۔ تو معلوم نہیں کہ کیا کیا کچھ نہ کر دیتے۔

آپ نہایت قابل ہونے کے علاوہ ازحد ہردلعزیز ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ نہیں ہے۔ کہ آپ نے نہایت مہربانی کرکے مدرسین کے لئے تنخواہوں کے اعلےٰ اعلےٰ گریڈ مقرر کرائے۔ انکو کئی قسم کے الاؤنس اور انعام دلائے اور مکمل سامان تعلیم وغیرہ بہم پہنچائے ہیں۔ بلکہ آپکی ہردلعزیزی اور کامیابی کا بڑا راز یہ ہے۔ کہ آپ مدرسین اور پبلک کے ساتھ بہت اچھا الفت و محبت سے بھرا سلوک کرتے ہیں۔ جس کے لئے ہم آپ کو دلی مبارک باد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ میاں آپ کو نیکِ دلی۔ قابلیت۔ غربا نوازی کا (کیونکہ آپ مدرسین پر مہربانی کرتے ہیں۔ اور اعلےٰ تنخواہوں کے گریڈوں اور الاؤنسوں سے ان کی پرورش کرتے ہیں) اجر عظیم عطا فرمائیں۔

اڈیٹر

میں اول ہی اول اپریل ۱۹۰۶ء میں مستقل ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس مقرر ہوا۔ اس وقت سے اب تک برابر اسی ضلع میں بعہدہ

ڈسٹرکٹ انسپکٹری تعینات ہوں۔

میں نے ۱۸۹۱ء میں ٹریننگ کالج کا امتحان سینیر اینگلو ورنیکولر درجہ اول میں پاس کیا سو وہاں سے آکر تین سال تک بطور سائنس اور ریاضی ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کرنال اور جگادھری میں کام کرتا رہا۔ بعد ازاں سونی پت میں چار سال تک ہیڈ ماسٹر رہا۔ اور وہاں سے گورنمنٹ ہائی سکول حصار کا ہیڈ ماسٹر ہو کر مئی ۱۸۹۹ء میں تبدیل ہوا اور سات سال تک ہیڈ ماسٹر ہائی سکول رہنے کے بعد ۱۹۰۶ء میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر حصار مقرر ہوا تھا۔ جس وقت میں نے ضلع حصار کا چارج لیا۔ اُس وقت اس ضلع میں ۸۵ تمام اقسام کے مدارس تھے اور اب ۱۷۵ ہیں۔

ضلع ہذا کے لوگ تعلیم کا شوق بالکل نہیں رکھتے۔ مگر فوائد تعلیم پر لیکچر دیکر اور لوگوں میں رسوخ اور واقفیت پیدا کر کے اُن کو تعلیم کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ نیز شہنشاہ معظم اور گورنمنٹ عالیہ کی نیک دلی اور فیاضی کا نقش لوگوں کے دلوں میں جما کر تعلیم کا شوق دلایا جاتا ہے۔ صاحبان ڈپٹی کمشنر بہادر بھی تعلیم کے پھیلانے میں حتے الوسع مدد کرتے ہیں۔ اور فیاضی سے ساتھ تعلیم کے لئے روپیہ دیتے رہے ہیں۔ سکول کمیٹیاں ہر جگہ مقرر کی گئی ہیں۔ جن کے ذریعہ لوگوں کو تعلیم کی طرف اکسایا جاتا ہے۔ اور ایسے اشخاص کو جنہوں نے تعلیم میں اچھی دلچسپی ظاہر کی ہو۔ پروانہ خوشنودی مزاج اور خلعت از قسم لونگی وغیرہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی جانب سے عطا کرائی جاتی ہے۔

۱۹۱۱ء میں ایک جلسہ مدرسین ضلع حصار کا بمقام حصار منعقد ہوا۔ جس میں بصدارت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تعلیم کی ترقی اور

مدرسوں کی بہبودی پر بحث مباحثہ کیا گیا۔ اور مدرسین کی حوصلہ
افزائی کے لئے تدابیر سوچی گئیں۔ اور ان میں سے بہت سی عمل میں
لائی گئیں۔ چونکہ ضلع ہذا میں زیادہ تر لوگ کاشت پیشہ ہیں جن کے
پاس زمین کثرت سے ہے اور بہت سی ایسی قومیں ہیں کہ جن کے آبا و
اجداد نے کبھی لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ اس لئے اُن کو تعلیم کی
طرف مائل کرنے میں برابر مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ اور
کرنا پڑتا ہے۔ ارائیں۔ پچادہ۔ بشنوی اور ناگری جاٹ اب بھی
پست حالت میں ہیں۔

ضلع ہذا میں میرے چارج لینے سے پہلے صرف تین ورنیکولر مڈل۔
دو انگریزی مڈل اور ایک ہائی سکول تھا۔ باقی ۷۹ ادنےٰ حالت کے
پرائمری مدارس تھے۔ اب پانچ ورنیکولر مڈل۔ تین انگریزی مڈل۔ ایک
ہائی سکول اور ۱۶۶ پرائمری سکولز ہیں جن میں بمقابلہ ۳ کے اب
۷ اگرل سکول ہیں۔ ایک انڈسٹریل ز   ) سکول بھی حصار
میں قائم کیا گیا ہے جس میں کارپنٹری اور ڈرائنگ کا کام سکھایا
جاتا ہے۔

پہلے مدرسین کو عموماً ۱۲عہ سے ۱۶عہ تک ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔
اور مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹروں کی ۲۵عہ سے ۳۵عہ تک تنخواہ
تھی۔ اب نورمل سکول۴ کے ہیڈ ماسٹر کی ۳۰عہ سے ۴۵عہ ماہوار تک
تنخواہ کر دی گئی ہے۔ چونکہ ضلع ہذا میں ٹرینڈ مدرس کم ملتے ہیں اس لئے
دیگر اضلاع سے مدرس بھرتی کر کے کام چلایا جاتا ہے۔ اور دو سال سے
لوکل ٹریننگ کلاس حصار میں جاری کی گئی ہے۔ گو اب بھی ان ٹرینڈ
مدرسین کم نہیں ہیں لیکن سال بسال ٹرینڈ مدرسین کی زیادتی
ہوتی جاتی ہے۔ اور اب مدرسین کے مہیا کرنے میں اتنی مشکل نہیں

۴ پاس مدرسین کی ۱۶عہ سے ۳۰عہ ماہوار تک اور مڈل سکول

واقع ہوتی جتنی چار پانچ برس پہلے اُٹھانی پڑتی تھی۔

سنہ ۱۹۰۹ء سے ضلع ہذا میں مدرسین کے لئے پراویڈنٹ فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اس میں ار فی روپیہ ماہوار ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے اور ار ماہوار فی روپیہ مدرسین کی تنخواہ سے وضع ہو کر مدرسین کے نام جمع ہوتا رہتا ہے۔

مدرسین کے لئے ضلع ہذا میں مرکز مقرر کئے گئے ہیں۔ جہاں وہ ہر ماہ آخری ہفتہ کو اپنی تنخواہ لینے آتے ہیں۔ اور ٹیچرز ایسوسی ایشن کے جلسوں میں شریک ہو کر طریقہ تعلیم اور بہبودئ مدرسہ وغیرہ پر بحث کرتے ہیں۔ پانچ میل سے زیادہ فاصلہ والے مدرس کو اصلی خرچ کرایہ دیا جاتا ہے۔ نیز مدرس کو ہر وقت بموجب قواعد سول سروس ریگولیشن سفر خرچ ملتا ہے۔ باقی کے الاؤنس بھی حسب ضرورت بڑھائے گئے ہیں۔ سامان میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔

جانوروں کی تصاویر نمونہ جات گلی اور آلات کاریگراں۔ بال فریم ٹائم پیس۔ پیمانہ ہائے چوبی وغیرہ اکثر مدارس میں علاوہ دیگر اسباب کے دیئے گئے ہیں۔ اب ضلع ہذا میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ہر گریڈ کے مدرسین کی تعداد مقرر کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(ا) سات درجہ اول کے مدرسین کو حسب ذیل تنخواہ ملے گی۔

دو مدرسین کو ۴۵ ماہوار کے حساب

دو مدرسین کو ۴۰ " "

تین مدرسین کو ۳۵ " "

(ب) ۸۰ درجہ دوم کے مدرسین کو حسب ذیل تنخواہ ملے گی۔

۱۵۔ اول مدرسین پرائمری مدارس اور سکنڈ ماسٹران ورنیکولر مڈل سکولز کو ۳۰ ماہوار

۳۰ مدرسین کو عـ۲۵ـ روپیہ ماہوار
۳۵ " کو عـ۲۰ـ " "

(ج) درجہ سوم کی ۱۰۵ حسب ذیل اسامیاں ہونگی۔
۴۵ مدرسین بحساب عـ۱۸ـ ماہوار تنخواہ پائینگے۔
۳۵ " " " عـ۱۶ـ " "
۱۰ " " " للعہ ۱۴ " "
۱۵ " " " عـ۱۲ـ " "

لیکن آئندہ خیال ہے۔ کہ یہ تنخواہیں پروگریسو ( ) کردی جاویں۔ تاکہ اچھا کام کرنے والوں کو سال بسال اجر ملتا رہے گرلز سکول کے ادھیا پکاؤں کے لئے ۱۶ سے ۴۰ روپیہ تک حسب لیاقت درجے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور تنخواہیں پروگریسو بنائی گئی ہیں۔ انگریزی سکولوں کے لئے مفصلہ ذیل گریڈ بندی کی گئی ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	کوالیفکیشنز ( )	تنخواہ	کیفیت
۱	ہیڈ ماسٹر	ایس۔ اے۔ وی کا پختہ سرٹیفکیٹڈ یا بی ٹی ٹرینڈ	۸۰-۴-۱۰۰	
۲	سیکنڈ ماسٹر	ایس۔ اے۔ وی ٹرینڈ جسکے پاس کچا سرٹیفکیٹ ہو	۶۰-۴-۸۰	
		الف۔ اے اور جے۔ اے۔ وی ٹرینڈ یا جے۔ اے۔ وی پختہ سرٹیفکیٹڈ	۴۵-۳-۶۰	
۳	جونیر انگلش ماسٹر	ایسا جے۔ اے۔ وی ٹرینڈ	۴۰-۲-۶۰	جنہے ایف اے کی تعلیم پائی ہوئی ہو یا امتحان انٹرنس اول ڈویژن میں پاس کیا ہوا ہو
۴	اول اورینٹل ٹیچر	ایس۔ وی پختہ سرٹیفکیٹڈ ٹرینڈ	۳۵-۲-۴۵	
۵	دوم اورینٹل ٹیچر	ایس۔ وی۔ ٹرینڈ جسکے پاس کچا سرٹیفکیٹ ہو	۲۵-۲-۳۵	
۶	سنسکرت اور عربی ٹیچر	وشارد۔ مولوی عالم یا جو محکمہ کا خاص سرٹیفکیٹ رکھنے والا ہو	۲۰-۲-۳۰	

۷	لوئر پرائمری ٹیچر	جے۔ وی۔ ٹرینڈ	۱۶-۱-۲۰ ۲۱-۱-۲۵ ۲۶-۱-۳۰	تین درجے ہر تین سال پر اور درجہ اوّل سات سال کے بعد دیا جا سکتا ہے۔
۸	جمناسٹک ماسٹر	سینیر جمناسٹک سرٹیفکیٹڈ جونیر جمناسٹک سرٹیفکیٹڈ	۲۰-۱-۲۵ ۱۶-۱-۲۰	اچھا کام کرنے پر ترقی ملے گی

ہماری تجویز ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو ۲۰ مدرسے ہر سال جیسا کہ پہلے دو سال میں کیا گیا ہے۔ آئندہ تین سال تک اور جاری کئے جاویں۔ اور ایسے تمام دیہات میں مدرسے کھولے جاویں۔ جن کی آبادی ایک ہزار آدمیوں سے کم نہ ہو۔ مدارس کی کامیابی کے لئے تحصیلدار صاحبان کو ہر سال صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی طرف سے تحریک ہوتی ہے کہ وہ اپنے رسوخ سے ہر سال اپنی اپنی تحصیل میں چار پانچ مدرسے قائم کرانے کی کوشش کریں اور لوگوں کو اپنے دورہ پر فوائد تعلیم بتا کر تعلیم کی طرف راغب کیا کریں۔

تعلیم کے پھیلانے میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کو خصوصاً ضلع ہذا میں لوگوں کی بدشوقی اور لاپروائی کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اور چونکہ نمبرداران اکثر ناخواندہ ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ اکثر تعلیم یا قائمی مدرسہ کے خلاف ہوتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ کی طرف سے اتنا بھی ہو جاوے کہ پرائمری پاس سے کم کوئی نمبردار نہ بنایا جاوے گا تو نمبرداران اپنے بیٹوں کو پرائمری تعلیم کے لئے مدرسہ میں ضرور بھیجیں۔ اور اُن کی دیکھا دیکھی اُنکے دیگر بھائی بھی اپنی اولاد کو پڑھاویں۔

شِو دیال بی۔ اے

تعلیمی حالات ضلع حصار

(از جناب پنڈت رگھبیر چند صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس ضلع حصار)

وہ بادشاہ نہایت خوش قسمت ہوتا ہے۔ جس کا وزیر بھی اسی پایہ کا لائق اور قابل ہو۔ جس پایہ کا کہ خود بادشاہ ہے" اگر یہ کلیہ درست ہے۔ تو پھر جناب لالہ شودیال صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع حصار نہایت ہی خوش قسمت ہیں۔ جن کو پنڈت رگھبیر چند صاحب بی۔ اے جیسے اسسٹنٹ ملے ہیں۔ جو کہ اس ضلع میں آپ سے پہلے دو سال کے قریب بطور ہیڈ کلرک سررشتہ تعلیم ضلع ہذا کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھنے کے سبب سے اس کے حالات وکوائف سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اور اس کا کافی تجربہ رکھنے کے سبب سے آپ کی پوری پوری مدد کرنے کے قابل ہیں۔

یہ قاعدے کی بات ہے۔ کہ کسی شخص کو کسی جگہ جتنا زیادہ عرصہ رہتے ہو جاتا ہے۔ اسی قدر وہ پاس کے رہنے والے لوگوں کے حالات سے اور وہ لوگ اس کے اوصاف سے زیادہ واقف ہو جاتے ہیں جب مدرسین ضلع حصار کی طرف سے جناب لالہ شودیال صاحب بی۔ اے کی تعریف میں خطوط آتے تھے۔ تو ان میں پنڈت رگھبیر چند صاحب بی۔ اے کی تعریف کا بھی ہمیشہ ایک نمایاں حصہ

دیکھ کر ہم نہایت حیران ہوتے تھے کہ جب لالہ شودیال صاحب بی۔اے
حصار کے با اختیار افسر ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ان کی تعریف
کے ساتھ پنڈت جی کی بھی تعریف کردی جاتی ہے۔ لیکن اب ہردو
اصحاب کے حالات پڑھنے سے یہ بات بخوبی کھل گئی ہے۔ کہ
ہردو صاحبان اس ضلع میں عرصہ سے ہیں۔ اور اپنی نیکنامی کے سبب سے
ہردو ہی نہایت ہردل عزیز ہیں۔ اور ہر دو ہی نے اپنے ماتحتوں
کو اپنا گرویدہ احسان بنا رکھا ہے۔ نیک صلاح کار ایک برکت
ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پنڈت جی کا نیک صلاح کار ہونے کی
وجہ سے حصار کے مدرسین کو کبھی تکلیف اور نقصان نہیں پہنچتا
اور اسی وجہ سے مدرس لوگ جہاں لالہ جی کے مداح ہیں۔ کہ وہ
ان کو آرام پہنچاتے ہیں۔ وہاں پنڈت جی کے بھی مداح ہیں۔ کہ
وہ لالہ جی کے ساتھ ان تمام تجاویز میں شامل ہوتے ہیں۔ جن سے
مدرسین کو آرام اور فائدہ پہنچتا ہے۔
آخیر میں ہم جناب پنڈت جی کو مبارک باد دیتے ہیں۔ کہ آپنے
ایسی ہردلعزیزی حاصل کی ہے۔ اور دس سال سے زیادہ عرصہ
سے ضلع حصار کی تعلیمی حالت کے سدھار کی آپ جو کوشش کر رہے
ہیں۔ اس میں بہت کچھ کامیابی رونما ہوئی ہے۔ امید ہے کہ
سررشتہ آپ کی پوری پوری قدردانی کرے گا جس سے ہم آپکو
جلدی ہی کسی ضلع کا ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس دیکھیں گے۔ آمین

اڈیٹر

جناب اڈیٹر صاحب رہنمائے تعلیم لاہور
تسلیم۔ مزاج اقدس۔ آپ کی چٹھی نمبر ۱۷۴ مورخہ ۲۲ ماہ جون ۱۹۱۴ء

وصول ہوئی۔ امور مستفسرہ کے جوابات مختصراً ارسال خدمت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ مجھے امید ہے کہ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے آں جنابعا کی چٹھی کے جواب میں جملہ امور کی بابت مفصل حالات تحریر کرکے روانہ کردیئے ہونگے۔

(۱) ماہ اگست ۱۹۰۴ء میں جب میں ضلع حصار میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مقرر ہوکر آیا۔ اس وقت اس ضلع میں ۶۰ کے قریب ڈسٹرکٹ بورڈ ورنیکلر پرائمری سکولز تھے۔ اس وقت برواله اور ٹوہانہ دو ورنیکلر مڈل ڈسٹرکٹ بورڈ کے ایک ایم۔ بی ورنیکلر مڈل ہانسی اور دو اینگلو ورنیکلر مڈل سکولز سرسہ و بھوانی تھے۔ اور انکے علاوہ حصار میں ہائی سکول تھا۔ ان مدارس کے علاوہ چار مہاجنی شاخیں دو امدادی دیسی مکتب اور تین زنانہ سکول سرسہ ہانسی اور بھوانی میں تھے۔ اس وقت سے اب تک ڈسٹرکٹ بورڈ پرائمری مدارس میں دوچند سے زیادہ ترقی ہوئی ہے۔ یعنی اس وقت پرائمری سکولز (لوئر اور پرائمری) کی تعداد ۱۲۶ ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ ورنیکلر مڈل سکولز پانچ مقامات۔ برواله۔ ٹوہانہ۔ فتح آباد۔ توشام اور مرجپور میں ہیں۔ ہانسی ورنیکلر مڈل اب اینگلو ورنیکلر مڈل سکول ہو گیا ہے۔ چار دیسی امدادی مکتب ہیں۔ سات کے قریب راتری پاٹ شالہ ہیں۔ ۸ زنانہ مدرسے ہیں۔ اور ایک ڈسٹرکٹ بورڈ انڈسٹریل سکول حصار میں ہے۔ یعنی مدارس ورنیکلر و اینگلو ورنیکلر کی کل تعداد اس وقت ۱۷۵ ہے۔ اور یہ تعداد پہلے کی نسبت ڈھائی گنا ہے۔

(۲) اس ضلع میں ڈسٹرکٹ انسپکٹنگ افیسر (Inspecting Officer)

سے افسران معائنہ۔

کو لوگوں کی بدشوقی کے باعث اور مدرسوں کے نہ ملنے کی وجہ سے مدرسوں کے چلانے اور قائم رکھنے کیلئے سخت کوشش کرنی پڑتی ہے۔ باشندگان کو تعلیم کا بہت کم شوق ہے۔ زیادہ تر باگڑی جاٹ۔ ارائیں۔ پچادے۔ بشنوئی اور سکھ جاٹ۔ ضلع ہذا میں بستے ہیں۔ جو اپنے لڑکوں کا کھیت میں کام کرنا۔ یا مویشی چرانا اور انکے پیچھے آوارہ پھرنا پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ اس ضلع میں زمینیں بہت ہیں۔ جن میں تھوڑی بارش ہو جانے سے خاصی فصل ہو سکتی ہے۔ تعلیم کا شوق دلانے کے لئے نمبرداران اور باشندگانِ دہ کو اکٹھا کر کے تعلیم کے فوائد جتائے جاتے اور ان کو اس بات کے لئے اُکسایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے لڑکوں اور قریبی رشتہ داروں کے لڑکوں کو مدرسہ میں تعلیم پانے کے لئے بھیجیں۔ اور تعلیم سے فائدہ اُٹھاویں۔ کیونکہ علم ہی ایک ایسی دولت یا خزانہ ہے جس کو نہ چور چرا سکتا ہے اور نہ کوئی لوٹ سکتا ہے۔ بلکہ یہ دولت دوسروں کو دینے اور بتانے سے اور زیادہ بڑھتی اور ترقی کرتی ہے۔ ضلع ہذا میں زیادہ تر ریتلے میدان ہیں۔ پانی کی کمی ٹرینڈ اور لائق مدرسین کا نہ ملنا اور اس پر باشندگان کی تعلیم کی طرف سے بے توجہی تعلیم کے لحاظ سے ضلع حصار کے پیچھے رہنے کے باعث ہیں۔

پہلے صرف تین ورنیکلر مڈل سکول تھے۔ اور پانچ امیدوار نارمل سکول دہلی میں تعلیم پانے کے لئے جاتے تھے۔ اور ضلع ہذا کے مڈل پاس امیدوار یا تو پٹوار میں جانا یا کسی اور محکمہ میں ملازمت کرنا پسند کرتے تھے۔ اور سررشتہ تعلیم کی طرف کم راغب تھے۔ کیونکہ پہلے ضلع ہذا میں اول مدرس کو صرف دس ۱۰ روپیہ ماہوار تنخواہ

ملتی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اب بھی ضلع حصار میں اسی فیصدی کے قریب دیگر اضلاع کے مدرس ہیں کیونکہ جیسا کہ بیان ہوا۔ اول تو اس ضلع کے امیدوار سررشتہ تعلیم کی ملازمت کم پسند کرتے تھے۔ کیونکہ اس محکمہ میں آمدنی بالکل نہیں ہے۔ دوسرے صرف دو تین ورنیکلر مڈل سکول تھے۔ جن سے تھوڑے سے طلباء مڈل کے امتحان میں پاس ہوتے تھے۔ اس لئے دیگر اضلاع کے مڈل پاس امیدواران کو اول مدرسی پر مقرر کیا جاتا تھا۔ لیکن اب نارمل سکول میں بھی امیدواران دوگنے بھیجے جاتے ہیں۔ اور گذشتہ دو سال میں تین مرتبہ لوکل ٹریننگ کلاس جاری کرنے سے ٹرینڈ اور سندیافتہ مدرسین کی تعداد پہلے کی نسبت ڈیوڑھی بلکہ دوگنی ہو گئی ہے۔ اول مدرس کو پہلے دس روپیہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ فروری ۱۹۰۵ء سے بموجب سرکلر ڈائرکٹر صاحب ۱۲ء ماہوار تنخواہ ہوئی۔ اور پھر بوجہ بدشوقی اور کم مدرس ملنے کے اس ضلع میں اول مدرس کو ۱۵ء اور اب ۱۶ء ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے ظاہر کیا جا چکا ہے لوگوں کو تعلیم کا کم شوق ہونے پر بھی مختلف جگہ کے ذیلداروں نمبرداروں اور دیگر رسا کار باشندگان کو اکسایا جاتا ہے۔ اور تعلیم کا پرچار کیا جاتا ہے۔ جس کے سبب سے اب مدرسوں کی تعداد پہلے سے دوچند کے قریب ہو گئی ہے۔ اور گورنمنٹ بھی جدید مدارس کھولنے اور تعلیم کی اشاعت کے لئے ضلع ہذا کو کافی روپیہ دیتی ہے۔ تعداد طلبا بھی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ گو اب بھی فصل کے دنوں میں اکثر جگہ تعداد طلباء اور اوسط حاضری روزانہ بلیس سے کم ہو جاتی ہے۔ لیکن موسم سرما میں مدرس تعداد طلباء کی فراہمی میں کافی کوشش کرتے ہیں۔

(۳) اس ضلع میں چوتھائی کے قریب اَن ٹرینڈ اور غیر سند یافتہ مدرس اب بھی کام کر رہے ہیں۔ مدرسین کی رہنمائی کے لئے سرکلرز جاری کئے جاتے ہیں۔ اور ڈسٹرکٹ انسپکٹنگ آفیسرز قریباً ہر سہ ماہی و ششماہی معائنہ پر باشندگان کو تعلیم کی طرف متوجہ کرنے اور مدرسین کو مدرسہ کی بہبودی اور بہتری کے وسائل اختیار کرانے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔

(۴) شروع میں اول مدرس (نارمل پاس امیدوار) کو عہ روپیہ ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور تحصیل سرسہ میں اکثر مدرسین کو ایک روپیہ اور لوکل الاؤنس دیا جاتا ہے۔ ضلع حصار میں مدرسین کے گریڈ ۱۶ سے ۳۵ روپیہ ماہوار تک ہیں۔ ہر ایک مدرس کو پسندیدہ کام کرنے پر دو یا تین سال کے بعد گریڈ پروموشن ملتی ہے۔ مختلف گریڈوں میں نسبتاً تمام آسامیاں تقسیم کی ہوئی ہیں۔ فی الحال ۱۶ سے ۲۰ ، ۲۰ سے ۲۵ اور ۲۵ سے ۳۵ روپیہ ماہوار کے گریڈ میں آبکش و خاکروب کے الاؤنس عموماً ۸ر و ۴ر ماہوار دیئے جاتے ہیں۔ لیکن تعداد زیادہ ہونے پر آبکش کا الاؤنس ۸ر سے ایک روپیہ اور دو روپیہ ماہوار تک کیا جاسکتا ہے۔ مدرسین کے لئے پرووِیڈنٹ فنڈ بھی قائم ہے۔ جس میں ۱ر فی روپیہ مدرسین کی تنخواہ سے وضع ہوتا ہے۔ اور اُر ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے جمع ہوتا ہے۔ اور ہر ایک مدرس کا حساب سالانہ اس کے پاس اطلاع کے لئے بھیجدیا جاتا ہے۔ اس طرح سے مدرس کے ریٹائر ہونے تک پرووِیڈنٹ فنڈ کی خاصی رقم ہو جاتی ہے۔ پُرانے مدرسین کو ریٹائر ہونے پر ڈسٹرکٹ فنڈ سے گذشتہ سال میں دو سو ڈھائی سو روپیہ تک انعام بھی دیا گیا ہے۔

رگھبیر چند بی۔ اے

۱؎ حکم نامے۔ ۲؎ ضلع کے افسرانِ معائنہ ۳؎ ترقی

تعلیمی حالات ضلع اٹک

از جناب مولوی عبداللطیف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع اٹک

ہم جناب مولوی عبداللطیف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع اٹک کے نہایت مشکور ہیں۔ کہ آپ نے علاوہ ضلع اٹک کے ضروری تعلیمی حالات کے مدرسین کے لئے ایک نہایت عمدہ دستور العمل بھی تحریر فرماکر بھیجدیا۔ نیز ان بے شمار خطوط اور سرٹیفکیٹوں کی انگریزی نقلیں بھی ارسال کردیں۔ جو آپ کو دوران تعلیم و ملازمت میں بہت سے پروفیسران گورنمنٹ کالج۔ صاحبان ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب صاحبان انسپکٹر مدارس صاحبان رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی اور صاحبان ڈپٹی کمشنر وغیرہ سے دستیاب ہوئے۔

آپ کے خود نوشت حالات اور ملے ہوئے سرٹیفکیٹوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مدرسی۔ ہیڈ ماسٹری۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹری کا نہایت وسیع اور اعلےٰ درجہ کا تجربہ حاصل ہے۔ اور کہ آپ اپنے زمانۂ طالب علمی میں ایک نہایت ہوشیار اور لائق طالب علم تھے جسکی وجہ سے آپکے اُستاد اور افسر آپ سے ہمیشہ خوش رہے ہیں۔ بلکہ ملازمت کی حالت میں آپ اپنے دیگر معصران میں ہمیشہ ممتاز سمجھے جاتے رہے ہیں۔ اور آپ نے ڈسٹرکٹ انسپکٹری کے زمانہ میں تو بالخصوص نہایت ہی اہم کارنمایاں کئے ہیں۔ چنانچہ ضلع شاہپور میں ۱۹ سے

سکول کھول کر پہلے سے سکولوں کی تعداد کا دوگنا کر دینا اور ضلع اٹک
میں چھ ماہ ہی کے عرصہ میں ۲ نئے مڈل سکولوں ۔ ۳ سرکاری پرائمری
سکولوں اور ۲۵ امدادی سکولوں کا کھل جانا ایک حیرت انگیز امر
ہے ۔ لیکن باوجود اس قدر قابلیت اور حسن کارکردگی کے تاحال روپیہ
دو تا ... کے گریڈ میں رہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے شروع ملازمت
کا بڑا حصہ صوبہ سرحدی کے سررشتہ تعلیم کی خدمات سرانجام دینے
میں گذارا ۔ جہاں کہ اگر آپ اب ہوتے تو یقیناً ۲۵۰ روپیہ کے گریڈ
پر فائز ہوتے ۔ لہذا ہم جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر سررشتہ تعلیم
پنجاب کی منصف مزاجی اور رحمدلی سے پوری پوری امید رکھتے
ہیں ۔ کہ آپ کے سرحدی صوبہ کی ملازمت کے حقوق پر اور اس
پر توجہ فرما کر کہ اگر آپ ۱۹۰۹ء میں پنجاب میں نہ آتے ۔ تو اب
ان کی اس صوبہ میں کیا قدر و منزلت ہوتی ۔ ضرور ان کے گریڈ میں
اضافہ فرما کر ۔ ان کو (۱۶۰-۲۰۰) روپیہ کا گریڈ عطا فرماوینگے ۔
جس سے ان کی اپنی محنتوں کا صلہ ملنے سے حوصلہ افزائی ہوگی ۔

اڈیٹر

جناب اڈیٹر صاحب رہنمائے تعلیم لاہور
میں صوبہ سرحدی سے ۱۹۰۹ء میں جالندھر میں تبدیل ہوا ۔ اور اس کے
بعد جالندھر سے شاہ پور میں تبدیل ہوا ۔ میرے چارج لینے کے وقت
ضلع شاہپور میں ۱۳۲ سکول تھے ۔ مگر میری موجودگی میں کل ۲۷۵ ہو گئے
اس ترقی کے علاوہ میجر اوبرائن صاحب ڈپٹی کمشنر شاہپور کی مہربانی
سے بہت سی مفید اصلاحیں ہوئیں ۔ جو ضلع مذکور کی سالانہ رپورٹوں
سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں ۔

ضلع اٹک میں تقرری ۔ اب قریباً چھ ماہ سے ضلع اٹک

میں آگیا ہوں۔ یہاں آکر اس قلیل عرصہ میں پچیس ۲۵ امدادی سکول۔ تین سرکاری پرائمری۔ اور دو ورنیکلر مڈل جاری کر دیئے ہیں۔

چونکہ یہ ضلع تعلیم میں بہت ہی پیچھے ہے۔ اس لئے گورنمنٹ کو اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ اس ضلع میں بیشمار ایسے بڑے بڑے گاؤں ہیں۔ جہاں اب تک سرکاری احکام سنانے والا اور خطوط پڑھنے والا بھی کوئی آدمی نہیں مل سکتا۔ اس لئے اس ضلع میں کم از کم دو سو پرائمری سکول اور کھلنے چاہئیں۔

ضلع اٹک کے تعلیمی شمار و اعداد حسب ذیل ہیں

(۱) مڈل سکولوں کی کل تعداد ۸

(۲) سرکاری پرائمری سکول ۵۹

(۳) گرل سکول ۱۵

(۴) امدادی مدارس ۸۳

(۵) تعداد طلبا زیر تعلیم ۹۵۲۲

(۶) ٹرینڈ مدرسین کی تعداد ۹۱

(۷) ان ٹرینڈ ؍؍ ؍؍ ۲۰۲

نئے گریڈ کے مطابق تنخواہوں میں حسب ذیل ترقی کی گئی ہے۔

(۱) پچیس روپیہ ماہوار کے کل ۵ گریڈ مقرر ہوئے ہیں۔

(۲) بائیس ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۵ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

(۳) بیس ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۹ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

(۴) اٹھارہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱۰ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

(۵) سولہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱۲ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

(۶) پندرہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۲۳ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍

(۷) بارہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ تعداد نائب مدرسین کی تعداد کے برابر

اس کے علاوہ ضلع ہذا میں امسال یکم جنوری ۱۹۱۴ء سے ٹریننگ کلاس کھولی گئی ہے۔ جس میں کل بیس طلباء زیر تعلیم ہیں۔ یہ تعداد سال ماسبق کی نسبت دُگنی ہے۔

تصنیف و تالیف - رپورٹ کنندہ نے اس عرصہ میں جبکہ سرحدی صوبہ کا ڈسٹرکٹ انسپکٹر تھا۔ مندرجہ ذیل تالیفات کیں۔

(۱) کتاب موسوم بہ دیسی کھیلیں۔

(۲) نقشہ ضلع بنوں و کوہاٹ۔

(۳) ضابطہ تعلیم بار ہفتم کا ترجمہ ابھی تک اُردو میں نہیں ہوا تھا۔ میں نے دیسی مکاتب کے قواعد کا مفصل اُردو ترجمہ بڑی محنت سے طبع کرایا۔ اور ضلع شاہپور کے مدرسین کے فائدہ کے واسطے اس کی عام اشاعت کی۔

(۴) اس کے علاوہ بیشمار ہدایات اور سرکلرات چھاپہ شدہ جاری کرائے۔ از انجملہ چند بطور نمونہ ارسال کئے جاتے ہیں۔

عبد اللطیف

تعلیمی حالات ضلع گوڑگانوہ

از جناب میر عبدالواحد صاحب بی۔ اے سابق ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گوڑگانوہ (حال) ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع میانوالی

جناب میر عبدالواحد صاحب بی۔ اے ان ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان میں سے ہیں جن کو تعلیمی معاملات کے ساتھ خاص طور پر محبت اور دلچسپی ہے۔ تین سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے ضلع گوڑگانوہ میں جس قدر کام کئے ہیں۔ ان کا اجمال انکے ذیل کے مضمون سے معلوم کر کے خواہ مخواہ ان کی قابلیت۔ محنت اور جانفشانی کی تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ گوڑگانوہ دارالخلافہ پنجاب سے جس قدر دور ہے اسی قدر وہ تعلیمی حالت میں بھی کمزور ہے۔ اور اس کی وجہ زیادہ تر یہ ہے۔ کہ جیسا کہ چودھری حکم چند صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی قائمقام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس گوڑگانوہ نے اپنے مضمون میں (جو کہ رسالہ ہذا میں کسی دوسری جگہ درج ہے) لکھا ہے۔ وہاں مدرسین کی تنخواہیں بہت کم ہیں۔ اگرچہ میر صاحب نے اس خرابی کا بہت سا اور سب کام چھوڑ کر اور بھی زیادہ انتظام کیا جائے۔ اور اب جبکہ چودھری صاحب موصوف خدا کے فضل سے خود اس ضلع کے قائمقام ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں۔ امید ہے۔ کہ وہ اس طرف ضرور توجہ مبذول فرماوینگے۔ اور آپ کے آئندہ جانشین بھی اس

معاملہ میں پوری پوری سعی کریںگے۔ جناب میر عبدالواحد صاحب جہاں رہے۔ ہم وہیں سے ان کی جدت طرازیاں سنتے رہے لیکن اب جبکہ آپ میانوالی تبدیل ہو گئے ہیں۔ جہاں کہ جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بی۔ اے نے ایسے ایسے کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ کہ ایک طرح سے اب میانوالی کا سررشتہ تعلیم پنجاب بھر میں خاص درجہ رکھتا ہے۔ تو پھر معلوم نہیں کہ اب میر صاحب وہاں اور کیا کریںگے۔ لیکن غالباً ان کی قابل طبیعت نہ صرف ان پودوں میں جن کو جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بی۔ اے موصوف نے اس ضلع میں لگایا ہے۔ عجیب عجیب شاخیں لگائے گی۔ اور ان شاخوں کے ساتھ پھول کھلائے اور پیدا کرے گی۔ بلکہ اور بھی نئے پودے لگائے گی۔ بالخصوص آپ نے ضلع گوڑگانوہ میں ٹیچرز ایسوسی ایشنز (Teachers Associations) کے سہ ماہی اجلاس کا جو تحصیلوار انتظام۔ اور ان اجلاس میں اچھے مضامین پڑھنے والے مدرسین کے لئے انعامات مقرر کرنے کا اہتمام کیا تھا۔ اب اس ضلع میں بھی ویساہی کر کے یہاں کے مدرسین میں بھی تعلیم و تعلم کے شوق کی لہر کو جوش زن کریںگے۔

ہمیں میر عبدالواحد صاحب کے ساتھ اس لئے بھی خاص طور پر محبت ہے۔ کہ رسالہ ہذا کے اجرا میں بہت کچھ ان کی حوصلہ‌دہ امداد شامل تھی۔ جس کے شکریہ سے ہمارا دل ہر وقت بھرا رہتا ہے اور جس کا اظہار ہم اپنے لئے نہایت خوشی کا موجب سمجھتے ہیں۔

اڈیٹر

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب رہنمائے تعلیم لاہور

مجھے اس ضلع میں آئے ہوئے تین سال ہوئے ہیں - اس عرصے میں

(۱) اینگلو ورنیکلر مڈل سکول گوڑ گانوہ بتقریب دربار تاجپوشی ہائی سکول بنایا گیا۔

(۲) ریواڑی میں پرائمری مدرسہ دستکاری جاری کیا گیا جس میں درزی اور بڑھئی کا کام سکھایا جاتا ہے۔

(۳) مڈل سکول سوہنہ کے ساتھ درزی کلاس - مڈل سکول نوح کے ساتھ کھاتی کلاس اور پرائمری سکول جھاڑسہ کے ساتھ کھاتی کلاس ایزاد کی گئی ہے - اور یہ خوب چل رہی ہیں - نیز یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے سکول نوح ڈل میں بھی درزی کی جماعت کھولی گئی ہے -

(۴) ۱۲ جدید مدارس پرائمری مردانہ اور ۳ مدارس زنانہ پرائمری ایزاد ہوئے ہیں - نیز ۱۲ امدادی مدارس بھی نئے جاری ہوئے ہیں -

(۵) طلبا کی تعداد میں بقدر ۳۰۰۰ کے زیادتی ہو گئی ہے -

(۶) انجمن معلمین کے سہ ماہی جلسوں کا بطرز جدید انتظام کیا گیا ہے - جو نہایت مفید ثابت ہوا ہے - ان میں علاوہ اسباق اور مضامین کے مشاعرہ مناظرہ اور انتظامی امور ضروریہ پر بھی بحث ہوتی ہے -

(۷) لوکل سکولز کمیٹیاں جو پہلے برائے نام تھیں - انکے متعلق جدید قواعد مرتب ہوئے - اور اُن پر عمل درآمد کرایا گیا ہے - چنانچہ اب ان کمیٹیوں کو مرمت اور تعمیر کا کام بھی ملنے لگا ہے -

(۸) ورزش کی جدید سکیم کے لحاظ سے گروپ بندی کرا کر یہ سکیم جاری کی گئی اور مانیٹر ان سے کام لینے کا موقعہ زیادہ دیا گیا ہے -

ہوڈل مڈل سکول میں تمام دن کے واسطے ورزش ماسٹر علیحدہ دیا گیا۔ اور دیگر مڈل سکولوں میں اس کی تقلید ہونے والی ہے۔

(۹) تمام مدارس ضلع میں ہر روز صبح کے وقت کام شروع ہونے سے پہلے اخلاقی نظمیں دعا کے طور پر گائی جاتی ہیں۔ اور آخیر میں مدرس نثر میں دعا کرتے ہیں۔ مودبانہ سلام پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ کتب خانوں سے لڑکوں کو مطالعہ کے لئے اخلاقی کتابیں دی جاتی ہیں۔ اور سٹوڈنٹ کلب کے جلسے باقاعدہ ہوتے ہیں انجمن معلمین کے سہ ماہی جلسوں میں علاوہ اسباق مضامین مشاعرہ در انتظامی امور کی بحث کے۔ طلباء اخلاقی مشاعرے اور ڈرامے بھی کرتے ہیں۔

(۱۰) جہاں تک گورنمنٹ گرانٹ (Treasury) سے ہوسکتا ہے ہر سال نئی عمارات بنوائی جاتی ہیں۔ چھ پرائمری مدارس کی۔ دو بورڈنگ ہوس نوح دہوڈل کی اور گوڑگانوہ نائی سکول اور بورڈنگ ہوس کی عمارات اعلےٰ پیمانے پر نئی ایزاد ہوچکی ہیں امسال ۲۵۰۰۰ کی گرانٹ سے مڈل سکول سوہنہ کا بورڈنگ ہوس اور ۱۲ پرائمری مدارس کے مکان تیار ہونگے۔

(۱۱) سٹاف تقریباً تمام ٹرینڈ مدرسین کا ہے۔ اول مدرس پرائمری کی تنخواہ کم از کم ۱۵؎ اور نائب کی ۱۲؎ ہے۔ مڈل سکول اور پرائمری مدارس میں جدید سکیم کے مطابق سالانہ ترقیات منظور ہوچکی ہیں۔ اور عنقریب ملنے والی ہیں۔

(۱۲) سہ ماہی ڈاکٹری معائنہ مڈل سکولوں میں شروع ہوگیا ہے۔

(دستخط) عبدالواحد بی۔ اے

مختصر تعلیمی حالات ضلع گوڑگانوہ

از جناب چودھری حکم چند صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی
ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گوڑگانوہ

ذیل کے مختصر نوٹ سے یہ معلوم کرکے کہ یہاں مدرسین پرائمری کی تنخواہیں جہاں تک میرا خیال ہے۔ بہ نسبت دیگر اضلاع کے بہت کم ہیں۔ ایک میرے جیسے ہمدرد مدرسین شخص کے لئے مدرسین کی کمی تنخواہ کی وجہ سے جس قدر رنج کا سبب ہو سکتا ہے۔ وہ بخوبی ظاہر ہے۔ لیکن جہاں مجھے اس بات کے معلوم ہونے سے کہ گوڑگانوہ کے پرائمری مدارس کے استادوں کی تنخواہیں کم ہیں۔ رنج ہوا ہے وہاں اس بات سے اطمینان اور خوشی بھی ہوئی ہے۔ کہ یہ بات اس ضلع کے اس تعلیمی افسر کے دل میں پیدا ہوئی ہے۔ جس کو اب اس ضلع کے تعلیمی معاملات کی باگ ڈور بھی ہر طرح سے سپرد کر دی گئی ہے۔ اور شائد جس طرح سے کہ سبکتگین کو ایک ہرنی پر رحم کھانے سے اسے سلطنت مل گئی تھی۔ کہ وہ انسانوں کو بھی اپنے رحم سے فائدہ پہنچائے۔ اس میں بھی خدا کی یہ حکمت ہو۔ کہ جو شخص غریبوں کے دکھ سے خود تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اس کو ان غریبوں کی خبر لینے اور انکے دردناک دکھ کی دوا کرنے کی طاقت بھی بخش دی جائے۔

اس سے قبل ہم کو یاد ہے۔ کہ جب کبھی مدرسین گوڑگانوہ کی طرف سے میر عبدالواحد صاحب بی۔اے کی تعریف میں کوئی چٹھی آئی ہے۔ تو اس میں چودھری صاحب کی تعریف بھی شامل ہوتی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تعلیمی معاملات میں خاص دلچسپی لیتے اور مدرسین کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے ہیں۔ ان باتوں سے ہمیں یقین ہے۔ کہ آپ نہ صرف مدرسین کی تنخواہوں کا سکیل (Scale) دیگر اضلاع کے برابر کر دینگے۔ بلکہ کئی ضلعوں سے بڑھا بھی دینگے۔ اور اس طرح سے مدرسین کے دلوں کو خوش کر کے گوڑگانوہ کو تعلیمی پستی سے بہت جلد ایک نمایاں بلندی پر پہنچا دینگے۔ آپ کا دوسرا مضمون "مدرسین کے لئے ضروری ہدایات" جو سالہ ہذا میں کسی دوسری جگہ پر درج ہے۔ وہ بھی یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ مدرسین کے سچے خیر خواہ اور تعلیم کے پورے پورے معاون ہیں۔ امید ہے کہ مدرسین اس مضمون کو دلچسپی سے پڑھکر اور اس پر عمل کر کے چودھری صاحب کی اس خواہش کو کہ مدرسین اپنے پیشہ میں کامیاب ہوں۔ باحسن وجوہ پورا کرینگے۔ اڈیٹر

میں اس ضلع میں شروع دسمبر ۱۹۱۰ء سے بطور فسٹ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس مقرر ہو کر آیا ہوں۔ یہاں مدرسین پرائمری کی تنخواہیں جہاں تک میرا خیال ہے۔ بہ نسبت دیگر اضلاع کے بہت کم ہیں۔ زیادہ تر مدرسین پندرہ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں حالانکہ اسی لیاقت کے اُستاد دوسرے اضلاع میں بائیس۔ چوبیس۔ چھبیس روپیہ تک تنخواہ لے رہے ہیں۔ یہ نقص تعلیم کے اچھا ہونے میں بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر بہت عرصہ سے اس نقص کو دور کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن جبتک گورنمنٹ کی خاص توجہ اور عنایت نہو اس نقص کا دور ہونا مشکل ہے۔

حکم چند بی۔اے۔بی۔ٹی

از جناب راجہ احمد خانصاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع جہلم

جناب راجہ احمد خانصاحب بی۔اے نہایت ہردلعزیز اور کامیاب
ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہیں۔ اور آپ سے آپ کے افسرانِ اعلےٰ
بھی نہایت خوش ہیں۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء کی سالانہ رپورٹ میں آپکی
نسبت یہ الفاظ درج ہیں۔ کہ "آپ بڑے محنتی اور لائق افسر
ہیں۔ اور آپ کی رپورٹیں بڑی مدلل ہوتی ہیں"۔ اور جناب ڈائرکٹر
صاحب بہادر نے ازراہ قدردانی تحریر فرمایا ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر
صاحب مدارس ضلع جہلم سالانہ رپورٹ میں خاص ذکر کے قابل
ہیں۔ اس تمام کامیابی کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ مدرسین
کے نہایت ہی بہی خواہ ہیں۔ اور ان سے نہایت محبت اور
خلوص دلی سے پیش آتے ہیں۔ مدرسین کی بہتری ہمیشہ آپکے
مدنظر رہتی ہے۔ بالخصوص اچھا کام کرنے والے مدرسین کی
ہر طرح سے حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ اور دورہ کے وقت
نمونہ کے سبق اور مختلف مضامین کے پڑھانے کے متعلق زبانی
ہدایات دیکر مدرسین کی مشکلات حتے الوسع آسان کرنے کی کوشش
کرتے ہیں۔ چنانچہ قریباً ہر شنبہ کو کسی نہ کسی سنٹر (Centre)
کی میٹنگ (meeting) میں شامل ہوکر کسی نہ کسی سبق کا

ضرور نمونہ دیتے ہیں - علاوہ مدرسین کے عام پبلک بھی آپ سے بہت خوش ہے - چنانچہ جب آپ کہیں دورہ کے لئے جاتے ہیں تو لوگ جوق درجوق آپ کے ملنے کے لئے آتے ہیں - اور آپ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاکر تعلیم کے فوائد ان کے ذہن نشین کر کے ان کو اپنے بچے سکولوں میں بھیجنے کی ترغیب دیتے ہیں ہم آپکو اس کامیابی اور ہردلعزیزی کے لئے دل سے مبارکباد دیتے اور آپ کا مدرسین پر مہربانی فرمانے کے لئے نہایت شکریہ ادا کرتے ہیں -

اڈیٹر

جناب اڈیٹر صاحب رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور تسلیم

آپ نے اپنی چٹھی نمبر (۹۰) مرقومہ ۲۲ مئی ۱۹۱۴ء میں جو امور دریافت فرمائے ہیں - ان کے مختصر جوابات حسب ذیل ہیں -

(۱) میں ضلع جہلم میں ۲۱ - اپریل ۱۹۱۰ء کو تبدیل ہو کر آیا - اس سے پہلے ضلع ملتان میں تھا -

(۲) میرے آنے کے بعد اس ضلع کی تعلیمی حالت اور پبلک کے تعلیمی شوق میں نمایاں ترقی ہوئی ہے - چنانچہ جس سال میں اس ضلع میں آیا کہ کل تعداد طلباء ۱۱۲۷۴ تھی - لیکن اس وقت ۱۹۴۷۸ ہے یعنی اس وقت سے ۸۲۰۴ طلباء زیادہ تعلیم پاتے ہیں -

(۳) جب میں اس ضلع میں آیا - تو میں نے دیکھا کہ یہ ضلع تعلیم میں بہت پیچھے ہے - نیز میں نے یہ بھی دیکھا - کہ اس ضلع میں زمینداروں کی تعداد زیادہ ہے - اس لئے تعلیم اسی حالت میں زیادہ پھیل سکتی ہے - جبکہ زمینداروں کے بچوں کو کوئی خاص

رعایتیں دی جائیں ۔ چنانچہ میں نے صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع اور جناب صاحب انسپکٹر مدارس ڈویژن راولپنڈی کی توجہ کو اس طرف منعطف کرایا ۔ اور آخر کار ان ہر دو صاحبان کی مہربانی سے زمینداروں کو یہ قابل قدر رعائت مل گئی ۔ کہ انکے بچوں سے حصہ مڈل میں ۲/۳ اور حصہ ہائی میں نصف فیس لی جایا کرے ۔

(۴) جب میں اس ضلع میں آیا ۔ تو اس ضلع میں اس وقت کل ۷۲ سکول تھے ۔ جن میں سے ۵۸ ڈسٹرکٹ بورڈ مردانہ پرائمری سکول ۔ ۲ ڈسٹرکٹ بورڈ ورنیکولر مڈل اور ۱۱ زنانہ پرائمری سکولوں میں سے ۳ ڈسٹرکٹ بورڈ اور ۸ بیدی کھیم سنگھ صاحب کے تھے ۔ لیکن اب کل سکول ۸۶ ہیں ۔ یعنی چودہ سکولوں کی بیشی ہوئی ہے ۔ جن میں سے ۶۷ ڈسٹرکٹ مردانہ پرائمری سکول ۔ ۱۳ ڈسٹرکٹ بورڈ زنانہ پرائمری سکول ۔ پانچ ورنیکولر مڈل اور ایک اینگلو ورنیکولر مڈل سکول ہے ۔ یعنی پھون ورنیکولر مڈل سکول کو اینگلو ورنیکولر مڈل بنایا گیا ہے اور تین نئے ورنیکولر مڈل کھولے گئے ہیں ۔ گو ہماری بیشی بظاہر کچھ زیادہ معلوم نہیں ہوتی ۔ مگر اس ضلع کے حالات کے رو سے یہ بیشی بھی بہت اہمیت رکھتی ہے ۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ۔ میرے آنیکے بعد سے تعداد طلباء میں بھی ۲۰۸۴ کی زیادتی ہو گئی ہے ۔

پرائمری اور مڈل سکولوں کے گریڈ حسب ذیل ہیں :-

گریڈ پرائمری مدارس

حالت سابقہ	حالت موجودہ	زیادتی
۴ مدرس ۲۵ روپیہ ماہوار	×	۴
۶ ״ ۲۲ ״	×	۶
۸ ״ ۲۰ ״	۴ مدرس ۲۰ روپیہ ماہوار	۴
۱۲ ״ ۱۸ ״	۴ ״ ۱۸ ״	۸

۱۴ مدرس ۱۶ روپیہ ماہوار ۶ مدرس ۱۶ روپیہ ماہوار ۸

۱۶ ″ ۱۵ ″ ″ ۱۶ ″ ۱۴ ″

۶ نائب مدرس ۱۴ ″ ″ ۲۸ ″ ۱۲ ″

۳۶ ″ ۱۲ ″ ″ ۲ نائب مدرس ۱۲ ″ ۳۴

۶ ″ ۱۱ ″ ″ ۴ ″ ۱۱ ″ ۲

۲۵ ″ ۱۰ ″ ″ ۷ ″ ۱۰ ″ ۱۸

۴۵ ″ ۸ ″

گریڈ مڈل مدارس ۲۳ ″ ۶ ″

۱ ہیڈ ماسٹر ۵۰ روپیہ ماہوار ×

۱ ″ ۴۵ ″ ″ ×

۱ ″ ۴۰ ″ ″ ×

۲ ″ ۳۵ ″ ″ ۱ ہیڈ ماسٹر ۳۵ روپیہ ماہوار

۱ سیکنڈ ماسٹر ۳۵ ″ ″ ۲ ہیڈ ماسٹر ۲۵ ″

۱ ″ ۳۰ ″ ″ ۱ سیکنڈ ماسٹر ۱۸ ″

۱ ″ ۲۵ ″ ″ ۱ ″ ۱۶ ″

۱ تھرڈ ماسٹر ۲۰ ″ ″ ۲ تھرڈ ماسٹر ۱۴ ″

۱ ″ ۱۸ ″ ″

---

۵ جونیر ٹیچر ۱۶ روپیہ ماہوار ۳ نائب مدرس ۱۲ روپیہ ماہوار

۹ ″ ۱۴ ″ ۲ ″ ۱۱ ″

۹ ″ ۱۲ ″ ۴ ″ ۱۰ ″

۶ ″ ۸ ″

۱ ٹریننگ کلاس ماسٹر ۱۸ ″ احمد خاں بی۔اے

از جناب لالہ شنکر داس صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع شملہ

جو قابل اور لائق شخص ہوتے ہیں۔ کوئی عہدہ ان کا سنگار نہیں ہوتا۔ بلکہ جس عہدہ پر انکو سرفراز کیا جاتا ہے۔ اس کا وہ خود سنگار ہوتے ہیں اس بات کی اس سے بخوبی تصدیق ہوتی ہے کہ حالانکہ ضلع شملہ غیر آباد پہاڑی اور جنگلوں سے پر ہے۔ وہاں کا ڈسٹرکٹ بورڈ ایسا کمزور ہے کہ تعلیمی معاملات پر کوئی معقول رقم صرف نہیں کرسکتا۔ اس ضلع میں قبل ازیں ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نہیں ہوتا تھا بلکہ صرف ایک اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر چھ ماہ رہا کرتا تھا جس کا کوئی دفتر اور خاص کلرک نہیں ہوتا تھا یہاں کے باشندے مفلس۔ توہمات اور رسومات بد میں پھنسے ہوئے اور تعلیم کے نام تک سے بے خبر ہیں۔ نیز یہاں کے باشندوں کے پیشے ایسے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو اپنے کام میں سے نہیں نکال سکتے۔ اس ضلع میں کوئی ورنیکولر مڈل نہیں ایک تو اس لئے بھی یہاں ورنیکولر ٹرینڈ مدرسین ملنے مشکل ہیں اور دوسرے اس لئے بھی یہاں ٹرینڈ مدرسین دستیاب نہیں ہو سکتے کہ اگر کوئی پہاڑی مڈل پاس طالب علم کسی پنجاب کے نورمل سکول میں بھیجا بھی جاتا ہے۔ تو وہ اس صوبہ کی گرمی کو برداشت نہ کرسکنے کے سبب سے بھاگ آتا ہے"۔ مگر لالہ شنکر داس صاحب بی۔اے کی ہمت مردانہ دیکھئے کہ اس ضلع میں بھی ایسی ترقیاں کر دکھائی ہیں

کہ جن کو حالات ضلع کو مدنظر رکھ کر دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے۔ چنانچہ سب سے
پہلے انکے عہد میں ہی محکمۂ تعلیم پنجاب کو اس ضلع میں ایسا مستقل ڈسٹرکٹ
انسپکٹر رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو سال بھر رہے۔ پھر اسکو خاص کلرک
دفتر اور چپڑاسی بھی دیا گیا (۲) آپکے عہد میں سکول دوگنے کے قریب
ہو گئے۔ اور زیادہ تعریف کی بات یہ ہے کہ ۲۳ نئے سکول ریاستوں میں
جاری ہوئے ہیں۔ جن سے ریاستوں کے سکولوں کی تعداد بجائے بارہ
کے پینتیس ہو گئی ہے۔ (۳) سکولوں کی عمارتیں آپکی کوشش سے
ایسی بن گئی ہیں کہ پنجاب کے میدانی علاقہ میں بھی ویسی ملنی محال ہیں
(۴) آپنے نورمل پاس مدرسی کے خاص سرٹیفکیٹ حاصل کردہ اور پرائمری
پاس مدرسین کے ایسے گریڈ مقرر کردیئے ہیں۔ کہ پنجاب بھر میں انکی
مثال نہیں ملتی۔ نیز آپنے سب مدرسین کو قابل قدر ترقیاں بھی دی ہیں۔
(۵) لوگوں میں تعلیمی شوق اسقدر بڑھ گیا ہے کہ جو لوگ تعلیم کے نام سے
نفرت کرتے تھے۔ اب نئے سکول کھولنے کے لئے درخواستوں پر درخواستیں
بھیج رہے ہیں۔ اور نہ صرف اپنے لڑکوں کو کثرت کے ساتھ سکولوں میں بھیج رہے
ہیں۔ بلکہ اپنی لڑکیوں کی تعلیم کے بھی خواہاں ہو گئے ہیں۔ (۶) آپنے ایک
کارپنٹری کلاس بھی جاری کردی ہے (۷) لوگ پنجاب کے میدانی علاقہ کے
رہنے والے مدرسین سے بھی مانوس ہوئے ہیں۔ الغرض اس ضلع میں
آپکی کوشش سے بہت سی ترقیاں ہوئی ہیں جن کی وجہ سوائے اسکے اور
کوئی نہیں کہ آپ نہایت لائق۔ خوش اخلاق اور رحمدل آدمی ہیں۔
اعلےٰ سے ادنےٰ تک سے ایسی محبت سے پیش آتے ہیں کہ انکے دل میں گھر کر
لیتے ہیں۔ نیز چونکہ آپ ۱۸۹۵ء یعنی ایس۔ اے۔ وی کا امتحان اول درجہ
میں پاس کرنے کے بعد سے ۱۹۰۵ء تک (جبکہ آپ انسپکٹر لائن میں آئے)
سرمور ناہن ہائی سکول پشاور مشن سکول کی اسیکنڈ ماسٹری ہری پور ہزارہ

ایم - بی مڈل سکول کی ہیڈ ماسٹری پر کام کئے ہوئے ہونے کی وجہ سے مدرسی کا بھی بہت کافی تجربہ رکھتے ہیں - اس لئے طریقۂ تعلیم میں بھی مدرسین کی بہت اچھی طرح سے رہنمائی کرسکتے ہیں - اور انکو بہت کارآمد تجربہ کی باتیں بتاتے ہیں - جس سے مدرسین پوری خوبی اور تندہی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو انجام دیتے ہیں۔ الغرض جناب لالہ شنکرداس صاحب بی - اے نہایت قابل تجربہ کار اور کامیاب ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں اور اگر چند سال تک آپ اسی ضلع میں رہے - تو امید ہے کہ یہ ضلع بھی میدان ترقی میں دیگر ترقی یافتہ اضلاع پنجاب کے دوش بدوش ہو جائیگا -

اڈیٹر

(۱) اس ضلع میں انگریزی علاقہ بہت تھوڑا ہے - زیادہ تر رقبہ دیسی ریاستوں کا ہے - جنمیں ڈسٹرکٹ انسپکٹر کو کام کرنا پڑتا ہے - اسلئے جواب دو حصوں میں دیا جاتا ہے -

(ا) سرکاری علاقہ میں میرے آنے پر لوگوں کے شوق تعلیم میں کسی قدر ترقی ہوئی ہے - اگرچہ ریاستوں کی نسبت اس علاقہ میں ترقی کم ہوئی ہے تاہم سکولوں کی تعداد قریباً دوگنا ہوگئی ہے - اگرچہ میں بھی اکثر دیہات کے لوگوں کو تعلیم کی طرف توجہ دلانے میں ہمیشہ کوشاں رہتا ہوں لیکن اس شوق کی ترقی کی اصلی وجہ ہے - کہ گورنمنٹ روپیہ سے کافی امداد دیتی ہے -

(ب) دیسی ریاستوں میں میرے آنے سے پہلے کم شوق تھا اور کل چوبیس ریاستوں میں صرف دس بارہ سکول تھے - اسوقت قریباً ۳۵ سکول ہیں جنمیں سے چھ اینگلو ورنیکولر مڈل اور ایک ہائی ہے - اور لوگ ہر جگہ زیادہ سکول کھولنے کی درخواستیں دیتے رہتے ہیں - تعداد طلباء بھی ہر ایک سکول میں بہت بڑھ رہی ہے گو مجھے اس ترقی کی وجہ اپنے قلم سے لکھنی زیبا نہیں مگر سوال کا جواب دینے کیلئے لکھنا پڑتا ہے کہ میں ہمیشہ ان ریاستوں کے لوگوں کی تنگدستی پر رحم کھاتا ہوں اور لاعلمی کی وجہ سے جن خراب توہمات اور رسومات نے ان میں گھر کرکے انکو ذلیل کر رکھا ہے انکے دور کرنیکی دوائی علم ہی کو سمجھکر لوگوں اور والیان ریاست کی توجہ تعلیم کی

طرف بڑی سرگرمی سے لاتا رہتا ہوں۔ اور اسکو نہ صرف اپنا منصبی کام سمجھتا ہوں بلکہ زندگی کا بہترین اصول بھی خیال کرتا ہوں کہ جب پروردگار نے مجھکو موقعہ دیا ہے تو جہانتک ہو سکے انکی بہتری کیلئے اپنی بساط بھر مجھے ضرور کرنا چاہئے میں چھوٹے سے لیکر بڑے اہلکار تک ضرور ملکر ان لوگونکو تعلیم کا خیال دلاتا ہوں اور والیان ریاست سے بھی نیاز حاصل کرکے بحسب حیثیت سکول کھولنے کی ترغیب دلاتا ہوں اور میں انکا بہت مشکور و ممنون ہوں کہ وہ میری درخواست کو اکثر قبول فرماتے ہیں۔ نیز لوگوں کو شوق دلانے کیلئے ہر ایک ریاست میں یہ بھی کوشش کرتا رہتا ہوں کہ والیان ریاست اور دیگر افسران جنگلات وغیرہ جہاں تک ہو سکے یہیں رہنے والے لوگونکو ملازمت میں لیں تاکہ انکی کسی قدر مفلسی بھی دور ہو اور شوق تعلیم بھی پھیلے اور تعلیم کے پھیلنے سے بری سومات دور ہوں مگر افسوس ہے کہ نصف سے زیادہ ریاستوں میں کسی سکول کے نہ ہونیکی وجہ سے مجھے جانیکا اتفاق نہیں ہوتا اور نہ ہی مجھے وہاں کے اہلکاروں سے ملنے کا موقعہ ملتا ہے۔ کہ انکو ترغیب دے سکوں۔

(۳) تیسرے سوال کے بہت سے حصہ کا جواب اوپر دیا گیا ہے باقی ماندہ جواب حسب ذیل ہے سرکاری علاقہ میں روپیہ کی کمی کی وجہ سے تعلیم پھیلانیکے وسائل اختیار کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ کیونکہ یہاں ڈسٹرکٹ بورڈ کے پاس بالکل محدود فنڈ ہے اور اس ضلع کے لوگ انگریزونکی آمد رفت کے باعث ہر جگہ انگریزی تعلیم کے شائق ہیں۔ مگر انگریزی سکول گورنمنٹ گرانٹ سے کھولنے کی ہر جگہ اجازت نہیں۔ دوسرے مقامی استاد پرائمری پاس سے زیادہ لیاقت کے دستیاب نہیں ہوتے اور دیس کے منگوائے ہوئے استادوں سے اکثر لوگ ڈر کی وجہ سے مانوس نہیں ہوتے اور نہ ہی بچے انکی زبان سمجھتے ہیں۔ دیس کے آدمی معمولی تنخواہ پر آنا بھی پسند نہیں کرتے اور گرلز سکولوں کیلئے معلمہ تو بڑی کوشش سے بھی نہیں ملتیں۔ بیشتر اکثر اسامیوں کی تنخواہوں کے گریڈ بمنظوری ڈسٹرکٹ بورڈ زیادہ کردیئے ہیں اور جہانتک ہو سکا ہے عمر رسیدہ اور نیک استاد دیہات میں مقرر کرائے اور قریباً ہر ایک سکول میں ایک

مقامی پرائمری پاس نائب مدرس مقرر کرا دیا ہے جس سے تعداد طلباء بھی بڑھ گئی ہے اور لوگ دیسیوں سے مانوس ہوتے جاتے ہیں۔ اس ضلع میں تعلیم کے پھیلانیکے لئے کوئی خاص سہولت نہیں لوگ بہت غریب ہیں ایک پیسہ تک خرچ نہیں کر سکتے۔ دیگر ان لوگوں کا کام اس قسم کا ہے کہ انکو بچوں سے لکڑی گھاس وغیرہ جمع کرانیکا کام لینا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ تعلیم کیلئے بہت مشکل سے وقت نکال سکتے ہیں۔ البتہ قریباً تمام دیہات کے لوگوں کے ایک ہی مت کے ہونیکے باعث اخلاقی اور مذہبی تعلیم میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ یہاں لوگونکو اس بات کی سہولت ضرور ہے کہ قریباً تمام ریاستوںمیں تعلیم مفت دیجاتی ہے۔ بلکہ تمام اینگلو ورنیکولر سکولوںمیں بھی فیس معاف ہے

(۴) گذشتہ پانچ سالوںمیں ضلع ہذا کے ہر ایک شعبہ تعلیم میں کافی ترقی ہوئی ہے میرے آنے پر کسی جونیر ورنیکولر ٹرینڈ اُستاد کی تنخواہ ۲۰ سے زیادہ نہیں تھی اور یہ ۱۵ سے شروع ہوا کرتی تھی اب ۲۵ سے شروع ہو کر ۴۰ تک کے گریڈ اور پھر گریڈ بھی پر اگر سو ہوگئے ہیں پراویڈنٹ فنڈ بھی تین سال سے جاری ہوگیا ہے۔ ٹرینڈ اُستادونکی تعداد ۵۰ فیصدی بڑھ گئی ہے۔ میرے آنے پر انگریزی علاقہ اور ریاستوںمیں کل سکول ۳۲ کے قریب تھے اور اب ۹۵ کے قریب ہیں۔ اسی تناسب سے تعداد طلباء میں بھی بیشی ہوئی ہے۔ ایک کارنٹری کلاس بھی سال سے زیادہ عرصہ ہوا کھولی گئی ہے۔ زنانہ سکول پہلے صرف تین تھے اب ۸ ہیں۔ اب ایک سکول محرر اور دفتر اور ایک چپراسی بھی اسی عرصہ میں مل گیا ہے۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر میرے آنے سے پہلے صرف چھ ماہ کیلئے رہتا تھا۔ اب پورے سال کیلئے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مقرر ہے۔ سوائے چپراسیوں کے سب ادنےٰ ملازمونکی تنخواہ میں ایک ایک دو دو روپیہ ماہوار کا اضافہ ہوا ہے

(۴) حسب ذیل گریڈ مقرر کئے گئے ہیں:۔

ٹرینڈ جونیر ورنیکولر ۲۵-۱-۳۰ اور بعد میں ۳۰-۲-۴۰

پرائمری پاس جنکے پاس بعد پرائمری کی سپیشل سند ہے ۱۵-۱-۲۰

صرف پرائمری پاس ۱۰-۱-۱۴

چونکہ کوئی بورڈ سیکنڈری سکول نہیں۔ اس لئے انکے گریڈ مقرر نہیں ہوئے۔

(۵) یہاں پرائمری پاس طلباء کو ٹرینڈ کرنیکے لئے ٹریننگ کلاس کی ضرورت ہے۔ مگر ابھی تک گورنمنٹ سے امداد لینے میں خط و کتابت ہو رہی ہے کیونکہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے پاس روپیہ نہیں ہے

مفید ہدایات
برائے مدرسین
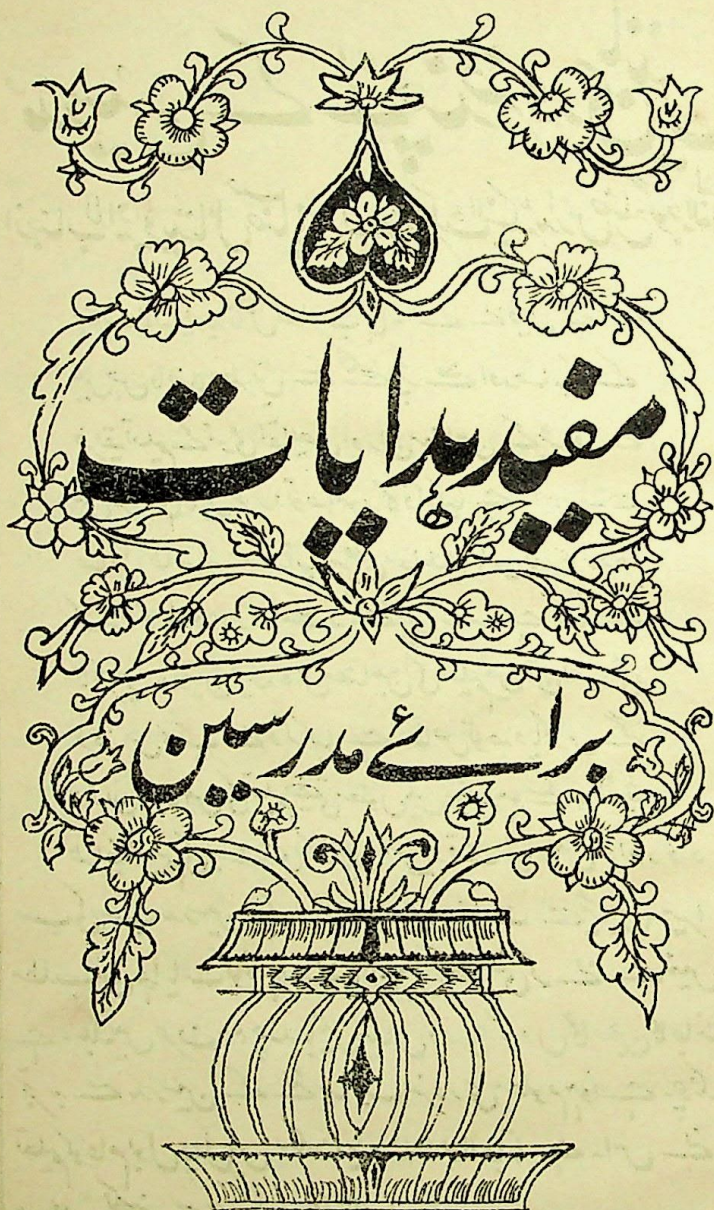
مدرسین کے لئے چند ضروری باتیں

از جناب لالہ دیویدتا ئل صاحب بی ۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گوجرانوالہ

جناب لالہ دیوید تائل صاحب بی ۔ اے نے ذیل کے مضمون میں جس فاضلانہ طریق سے لکھنے پڑھنے اور حساب کے طریقہ تعلیم کے عمومی نقایص اور ان مضامین کے پڑھانے میں ضروری قابل غور و توجہ امور کا ذکر کیا ہے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ آپ ہر علمی معاملہ میں کس قدر غور و خوض کرنے کا مادہ اور قابلیت رکھتے ہیں ۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین مدرسین آیندہ ان مضامین کی تعلیم میں ان امور کی طرف جن کا آپ نے ذکر کیا ہے ۔ خاص توجہ دیا کریں گے تاکہ ان مضامین کی تعلیم حقیقی معنوں میں مفید ہو سکے ؛ اڈیٹر

طریقہ تعلیم کی بہت سی کتابیں اس وقت تیار ہیں ۔ اور وہ سب کی سب مدرسین کے لئے ضروری ہدایات سے پُر ہیں ۔ میرا مطلب ان ہدایات کو دُہرانے یا ان میں کچھ بیشی کرنے سے نہیں ہے ۔ بلکہ میں صرف وہ چند باتیں یہاں درج کروں گا ۔ جن کا جاننا تجربہ سے مدرسین کے لئے نہایت ضروری معلوم ہوا ہے ۔ چونکہ تعلیم کو عام بول چال میں "لکھنا پڑھنا" بولا جاتا ہے ۔ اس لئے میں بھی لکھنے سے ہی شروع کرتا ہوں ؛

لکھنا الفاظ کا مجموعہ ہے ۔ الفاظ حروف سے بنتے ہیں حروف

چند آسان لکیروں (سیدھی کے ترچھی اور گول وغیرہ) سے بنائے جاتے ہیں۔ پس اگر لکھنے کو اس کے ابتدائی جزوں میں تحلیل کیا جاوے تو محض چند آسان لکیریں ہی باقی رہ جاویں گی۔ تاہم دیکھا جاتا ہے کہ اچھا لکھنا باوجود سالہا سال کی محنت کے بھی بہت تھوڑے اصحاب کا حصہ ہوتا ہے چند آسان لکیروں کا مجموعہ اور اس پر سالوں کی محنت۔ اگر یہ نتیجہ۔ تعجب کی بات نہیں تو اور کیا ہے۔ پس یا تو مدرسین لکھوائی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ یا لڑکے ہی اچھا لکھنے کی پروا نہیں کرتے۔ یا مشق کافی نہیں ہوتی یا کوئی اور بھید ہے +

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ہمارے سکولوں میں لکھنے کی طرف آج کل بہت زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ مدرس کو یہ کہہ دینا کچھ مشکل نہیں ہوتا کہ بیٹھ کر لکھو۔ جب کبھی مدرس کسی اور کام میں مصروف ہوتا ہے۔ تو لڑکوں کو کام میں لگائے رکھنے کے لئے عام طور پر لکھنے کا ہی حکم ملتا ہے۔ شہروں میں تو لکھنے کا کام لڑکوں کو اس قدر ملتا ہے۔ کہ بیچارے گھر میں کام کرنے کا تمام وقت لکھنے میں ہی گذار دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مشق کافی سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اصلاح بھی عام طور پر کافی دی جاتی ہے۔ کیونکہ افسران بھی اصلاح شدہ کام کو دیکھتے ہیں۔ اور ٹرینڈ مدرسین بھی اب زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ جو ٹریننگ سکولوں سے یہ سیکھ کر نکلتے ہیں کہ بغیر اصلاح کئے لکھوانا نہ صرف بے فائدہ بلکہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ لڑکے غلطیوں کی مشق کریں گے تو بعد میں درستی ہونی مشکل ہو جاوے گی +

پس ظاہر ہے کہ اچھا لکھنے کی طرف مدرسین اور لڑکوں کی توجہ بھی کافی ہوتی ہے۔ اصلاح بھی عام طور پر باقاعدہ ہوتی ہے۔ اور مشق بھی کافی مگر نتیجہ تسلی بخش نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غلطی کا علاج کرنے کی کوشش باقاعدہ ہوتی ہے۔ مگر اس کی روک نہ ہونے کے سبب بار بار عود کرتی ہے

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ چند آسان لکیروں کے مجموعے سے حرف
حروف سے لفظ اور الفاظ کے مجموعہ سے عبارت بنتی ہے +

اچھا اور بُرا لکھنے والے برابر اسی اصول سے کام لیتے ہیں اور اسی پر
کاربند رہتے ہیں۔ پھر اچھا اور بُرا لکھنے میں فرق کیا ہے۔ فرق صرف قرینہ
کا ہے۔ اگر قرینہ سے لکیروں کو ملایا جاوے تو اچھے حرف بن جاتے ہیں
حروف کو با قرینہ ملانے سے ہی اچھے الفاظ بنیں گے۔ اور الفاظ کو با قرینہ
یکے بعد دیگرے رکھنے سے ہی اچھی عبارت بنے گی۔ پس ظاہر ہے کہ
ترتیب اور قرینہ ہی اچھا لکھنے کا ایک بھید ہے۔ جس نے پا لیا اس نے
اچھا لکھنے میں قابلیت حاصل کر لی۔ جس مدرس نے لڑکوں میں ترتیب
اور قرینہ کی عادت نہیں ڈالی۔ بلکہ اس کے برعکس لاپرواہی اور بے ترتیبی
سے کام لیا ہے وہ مدرس اگر لکھنے میں ترتیب اور قرینہ کی امید رکھے تو اس کی
امید بر آنے والی ثابت نہیں ہوگی۔ کسی مدرسہ میں داخل ہوتے ہی اگر لڑکوں
کے جوتے بے ترتیب۔ مدرسہ کا سامان گڈ مڈ لڑکوں کے بستے بے قرینہ
لڑکوں کا لباس بے سلیقہ۔ ان کی نشست برخاست بے طریقہ۔ غرض کہ
در و دیوار سے بے ترتیبی اور بے سلیقہ پن کا سماں نظر آوے تو یہ نتیجہ نکالنا
غلط نہیں ہوتا کہ اس مدرسہ کے لڑکوں کا خط خراب ہے۔ کیونکہ اگر موٹی موٹی
باتوں میں ترتیب اور قرینہ کی عادت نہیں ڈالی گئی۔ تو باریک لکیروں میں
لڑکے یہ عادت کہاں سے لے آویں گے۔ پس اگر لڑکوں کو اچھا لکھنا
سکھانا چاہتے ہو تو ان میں ترتیب صفائی اور قرینہ کی عادت ڈالو۔ تاکہ لکھتے
وقت وہ بے ترتیبی پر خود بخود غالب آجاویں۔ اور اس کو پیدا ہی نہ ہونے
دیں۔ اگر مدرس نے یہ عادت لڑکوں میں پیدا کر لی ہے تو اچھا لکھنا سکھانے
کے لئے اس کو اچھے سامان۔ اچھے نمونے۔ مناسب اصلاح اور مناسب
مشق کرانے سے پوری کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ ورنہ کسی عام مرض کی

ایک خاص علامت کے علاج سے جس طرح وہ مرض رفع نہیں ہو سکتی۔ نہ وہ علامت ہی مستقل طور پر دور ہوتی ہے۔ اسی طرح مدرس کو بھی کامیابی حاصل ہونی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

پڑھنے کے متعلق مجھے کچھ بہت لکھنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا ہی کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ لڑکوں کو لب ولہجہ کے ساتھ پڑھنے کا نمونہ ملنا چاہئے۔ پھر لڑکے اس عبارت کو جس کو کہ وہ اچھی طرح سمجھتے ہوں۔ اچھی طرح پڑھنے سے نہیں رُکتے۔ اس سے عیاں ہے۔ کہ اچھا پڑھنے کے لئے سمجھ اور نمونہ کی سخت ضرورت ہے +

حساب کے متعلق یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس کو عملی پہلو سے مبرّا نہ کیا جاوے۔ اور سوالات کے انتخاب میں کتابوں کی پابندی لازمی قرار نہ دی جاوے۔ ورنہ یہی نتیجہ ہوگا کہ لڑکے تحویل کا قاعدہ سمجھنے اور لاکھوں کروڑوں روپوں کی پائیاں اور لاکھوں کروڑوں پائیوں کے روپے بنانے میں مشاق ہونے کے بعد بھی چار روپے کی دونیاں اور بارہ چونیوں کے روپے نہ بنا سکیں گے۔ کیونکہ حساب کی کتاب میں روپے آنے اور پائیوں کے ہی سوال درج تھے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لڑکے کسور عام کے مشکل سے مشکل سوال درست حل کر سکتے ہیں۔ مگر ایک دیئے ہوئے کاغذ کے تختہ کا $\frac{1}{2}$ یا $\frac{1}{3}$ وغیرہ نہیں بتلا سکتے۔ اور مسطحات کے مشکل سوالات فوراً حل کر لیتے ہیں۔ مگر کمرے میں جو میز۔ تختہ سیاہ۔ یا دری بچھی ہے اس کا رقبہ ناپ کر نہیں بتلا سکتے۔ ہاں طول عرض بتلانے پر ضرب دینے کو جھٹ پٹ تیار ہیں۔ میں نے ایک دفعہ جب سکولوں کے مکانوں کی سفیدی کرانے کے لئے روپیہ منظور کرانا تھا۔ تو یہ معلوم دریافت کرنے کے لئے کہ کس قدر جگہ میں سفیدی کرانے کی ضرورت ہے۔ مدرسین کو حکم بھیجا۔ ایک مدرس کی درخواست آئی کہ مجھے مدرسہ کی دیواروں کا طول

عرض بتلایا جاوے۔ تاکہ میں اس کا رقبہ دریافت کر کے حکم کی تعمیل کر سکوں جس قسم کی یہ درخواست تھی مجھے بھی اسی قسم کا جواب لکھنا پڑا یعنی یہ کہ دیواریں میرے پاس بھیجدو میں ناپ کر ان کا طول عرض بتلا دوں گا +

زبانی حساب کی طرف سے ہمارے سکولوں میں جس قدر لاپرواہی ہوتی ہے۔ وہ اگر جرم کے درجہ تک پہنچی ہوئی کہی جاوے تو بے جا نہ ہوگا +

جب کسی سکول میں پوچھا جاتا ہے کہ زبانی حساب کرایا گیا ہے یا نہیں۔ تو عموماً جواب ملتا ہے۔ کہ نیا قاعدہ تھا۔ فی الحال سلیٹ پر مشق کرائی گئی ہے۔ اب زبانی بھی مشق کرائی جاوے گی۔ اس بارے میں اگر مدرسین صرف اتنی بات سمجھ لیں کہ حساب سلیٹ میں سے نہیں نکلا کرتا بلکہ انسان کے اندر سے نکل کر سلیٹ پر آتا ہے تو اول کو آخر۔ اور آخر کو اول نہ کریں گے۔ سلیٹ تو صرف اس وقت بیچ میں آنی چاہیئے۔ جبکہ رقمیں اتنی بڑی ہوں کہ ان کا زبانی یاد رکھنا مشکل ہو۔ نہ کہ کسی نئے قاعدے کے شروع میں جبکہ نہایت آسان رقموں کے ذریعہ اُس قاعدے کے سکھلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مدرسین زبانی حساب کی طرف مناسب توجہ دیں تو کسری پہاڑوں کی موجودگی میں جن کا سکولوں میں پڑھایا جانا اب لازمی ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہوگی۔ کہ لڑکے بڑے ہو کر موجودہ اصحاب کی طرح جو تعلیم یافتہ ہونے کے علاوہ حساب دان بھی ہیں۔ بازار سے کپڑا وغیرہ خرید کر قیمت بھی جو دوکاندار مانگے ادا کر آویں مگر حساب گھر پہنچنے تک بھی کرتے آویں اور پتہ نہ لگے۔ کیونکہ سلیٹ پاس نہیں۔ کیا اس بارے میں ہمارے تعلیم یافتہ اور حساب دان اصحاب ان پڑھ اشخاص سے کسی طرح کم ہیں؟

میں نے لکھنے پڑھنے اور حساب کے بارے میں چند ضروری باتیں

درج کردی ہیں۔ دیگر مضامین کے متعلق پھر کسی موقعہ پر حاضر خدمت ہوں گا۔ مضمون کو زیادہ طوالت نہ دینے کے خیال سے اب رخصت ہوتا ہوں ÷

دیوید تائل۔ بی۔ اے

خطاب بہ مدرسین

از جناب لالہ رام چند صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع ڈیرہ غازیخان

ذیل کے مضمون میں جناب لالہ رامچند صاحب بی۔ اے نے مدرسین کو جو نصائح کی ہیں۔ وہ اس قابل ہیں۔ کہ مدرسین ان کو اپنے سینوں پر لکھ رکھیں۔ اور ان پر ہمیشہ عمل کرتے رہیں۔ تاکہ ان کو ہر قسم کے دینی اور دنیوی اعزاز حاصل ہوں۔ ہم جناب لالہ صاحب موصوف کے اس قدردانی کے لئے کہ جناب نے ملازمین سررشتہ تعلیم اور بالخصوص مدرسین کی ایزادی تنخواہ وغیرہ کے متعلق نہایت صاف الفاظ میں رہنمائے تعلیم کی خدمات کا اعتراف فرمایا ہے۔ جس قدر بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ درحقیقت رہنمائے تعلیم کو اپنے مقاصد میں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ آپ جیسے روشن دماغ اور لایق افسران سررشتہ تعلیم کی ہی بدولت ہے۔ اور اس کا کریڈٹ بھی بجائے اس کے کہ ہمیں دیا جائے۔ انہی اصحاب کو ملنا چاہئے + ہم آپ کا اس حسن ظن اور قدردانی کے لئے مکرر بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں + اڈیٹر

مدرسی ایک شریف پیشہ ہے۔ اور ابتدائے آفرینش سے اس کی شرافت مسلمہ چلی آتی ہے۔ موجودہ زمانہ سے ذرا پہلے تنخواہ خوار استادوں کی تنخواہ دیگر ملازمان کے مشاہرہ سے نسبتاً کچھ کم ہونے کی وجہ سے پبلک کی نظر میں یہ پیشہ حقیر معلوم ہونے لگا۔ اور خود آپ لوگ (مدرسین) بھی بوجہ قلتِ آمدنی اپنے معاش کی صورت معقول نہ دیکھکر گھبرانے

لگے ۔ اور اپنے آپ کو صفحۂ ہستی کی سب سے نیچی منزل پہ دیکھنے لگے ۔ اس لحاظ سے آپ کسی قدر حق بجانب تھے ۔ بمصداق ہندی ضرب المثل "دو پیٹ نہ پیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں "۔ مگر زمانہ حال میں آپ کی داد و فغاں بذرایع مختلفہ خصوصًا باشاعت رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور گورمنٹ عالیہ کے گوشگذار ہو کر بارور ہو چکی ہے ۔ اور اس سررشتہ کی پراسپکٹس روز بروز امید افزا اور روبہ ترقی ہیں ۔ یہ حقایق آج کل اظہر من الشمس ہیں ۔ اور ان کی تشریح کی ضرورت نہیں ۔ کوئی محکمہ لو اور اس کے اعلے متوسط اور ادنے ملازمین کا سررشتہ تعلیم کے اعلے ۔ متوسط اور ادنے ملازمین سے بلحاظ مشاہیرہ مقابلہ کرو پھر آپ خود کہدیں گے کہ سررشتہ تعلیم کا زمانۂ افلاس منقضی ہو چکا ہے ۔ اس کی یہی صورت افلاس تھی ۔ جو عوام کی نظر میں اسے حقیر دکھلاتی تھی ۔ اور امیدواران ملازمت کو اس کی طرف جھانکنے سے ڈراتی تھی + طلبالان کے والدین اور تمام تعلیم یافتہ اشخاص جو آپ سے زادِ راہِ زندگی لے کر نکلے ہیں ۔ قدرتی طور پر آپ کی عزت کرنے پر مجبور ہیں ۔ اور عوام الناس آپ کی آسودہ حالی دیکھ کر آپ سے خوش اسلوبی کے ساتھ برتیں گے ۔ ایسی حالت میں آپ کو اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے ۔ جس نے آپ کو دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کے لایق بنایا ۔ مگر یاد رہے کہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے فرایض منصبی کا بہ احتیاطِ خاص ادا کرنا لازمی شرط ہے ۔ دیانت ۔ محنت اور اطاعت ہر سہ اوصاف ایسے ضروری ہیں کہ ان کے بغیر باوجود اعلے سے اعلے دیگر اوصاف رکھنے کے ہر فردِ بشر کو کامیابی کا منہ دیکھنا محال ہے ۔ آپ کو ہر فرض منصبی ادا کرتے وقت دیانت محنت اور اطاعت کو اپنے شامل حال رکھنا چاہئے ۔ پھر بفضل خدا ناکامی تمہاری کوششوں کے نزدیک ہرگز

نہ پھٹکے گی +

ہر ایک مضمون پر سبق پڑھانے سے پہلے اچھی طرح تیاری کرنا اپنا فرض سمجھنا چاہئے ۔ مضمون اگر سادہ اور آسان ہے ۔ اور مدرس اپنے آپ کو اس پر حاوی سمجھتا ہے ۔ تو بھی اس کے زیادہ دلچسپ اور موثر بنانے کے لئے تیاری کی محنت سے پہلو تہی کرنا ٹھیک نہیں ۔ بعض مدرسین اکثر مضامین کو روزمرہ کے معمولی مضامین سمجھ کر ان کی تیاری کا خیال نہیں کرتے ۔ یہ ان کی غلطی ہے ۔ اس سے ان کی اور ان کے شاگردوں کی معلومات کا ذخیرہ محدود رہتا ہے ۔ اور وہ زمانہ کی روز افزوں ترقی کرنے والے افراد کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتے ۔ جس کا نتیجہ ندامت ہوتا ہے ۔ جو سبق قلبی شوق سے تیار کیا جاتا ہے ۔ وہ زیادہ دلچسپ اور مفید ہوتا ہے ۔ طلبا کی توجہ کو کشش کرنے کے لئے مقناطیسی اثر رکھتا ہے ۔ اور ان کے ذہن پر نقش کالحجر ہو جاتا ہے مدرس کو اس کے یاد کرانے میں تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی ۔ طلبا راستاد کی لیاقت علمی اور خیر خواہی کو تسلیم کر کے صدق دل سے اس کی عزت کرتے ہیں اور ضبط قدرتاً قایم رہتا ہے ۔ مدرس کو ضبط قایم رکھنے کے دیگر اسباب سوچنے کی ضرورت نہیں پڑتی +

کمزور طلبار کی ترقی ہر وقت ملحوظ خاطر رہنی چاہئے ۔ کامیاب استاد کی سب سے زیادہ آسان شناخت یہی ہے کہ وہ ڈوبتوں کا بیڑا پار کر دے ۔ تیراک تو بہت کچھ اپنے بازوؤں کے زور سے نکل جاتے ہیں +

بعض مدرسین تعلیم جسمانی کو ایک فالتو اور غیر ضروری مضمون سمجھ کر دیگر مضامین سے بچا کھچا وقت بھی اسے دینا ناگوار خیال کرتے ہیں لیکن انہیں اچھی طرح سمجھنا چاہئے کہ بغیر ورزش جسمانی کے کسی آدمی کی

صحت مکمل طور پر قایم نہیں رہ سکتی - اور بغیر مکمل تندرستی کے قوائے عقلیہ میں پوری طاقت ہرگز نہیں رہ سکتی - اس لئے انسب ہے - کہ طلبار کی ورزش کی طرف کافی توجہ رہے اور ہمیشہ باقاعدہ طور پر سکول ٹائم میں اور علاوہ سکول ٹایم کے مناسب مقدار میں طلبار ورزش جسمانی کرتے رہیں +

تعلیم کا نہایت ہی خوشگوار نتیجہ درستی اخلاق ہے - جس استاد کے شاگرد اس مقصدِ اعلےٰ کو پہنچ کر مدرسہ چھوڑتے ہیں - وہ اپنی آیندہ زندگی خوش کامی کے ساتھ بسر کرنے کے لئے کافی سامان لے کر نکلتے ہیں - تعلیم خلقی کے لئے صرف زبانی لکچر کافی نہیں - جب تک مدرس خود اخلاق حسنہ نہ رکھتا ہو - اور ہر وقت ہر کام میں طلبار کے سامنے اخلاق مجسم بن کر نہ دکھائے - وہ اس کے زبانی سبق قبول ہی نہیں کرتے - پس ہر ایک انسان کے لئے اور خصوصاً مدرس کے لئے جس نے آیندہ تمام نسل کی تعلیم و تربیت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے - اس زیور سے مزین ہونا ایسا ضروری ہے کہ اس کے بغیر وہ معلم کہلانے کے لائق ہی نہیں +

حکام سررشتہ کی عنایت سے سکول کے لئے جو سامان عطا ہو اس کا مناسب استعمال اصلی مقصد سمجھا جاوے - نہ کہ اسے ایسا محفوظ بند رکھیں کہ کمرہ تعلیم کی ہوا بھی نہ لگنے پاوے - اپنے مال سے بھی بڑھ کر اس کی نگرانی کی جاوے - اور کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائے - بعض مدرسین چارج دیتے وقت گم شدہ اشیار کی قیمت اپنی گرہ سے دینے کے علاوہ ندامت مفت میں حاصل کرتے ہیں - احتیاط اچھی چیز ہے +

نائب مدرسین کا فرض ہے - کہ اپنے ہیڈ کی تابعداری کریں سکول کے کام میں شوق سے اس کی امداد کریں - ہیڈ کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نائبوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ رکھے - ان کی مشکلات رفع

کرنے میں کوشاں رہے - اور انہیں اپنا قوت بازو سمجھ کر کارِ منصبی کو عمدگی سے سرانجام کرنے کے لیے اپنے ساتھ شامل کرے - اس سے ضبط اور انتظام مدرسہ اچھی طرح قایم رہے گا - اور دونوں اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے +

جس گاؤں میں مدرسہ ہے - وہاں کے لوگوں سے مناسب میل ملاپ رکھنا - ان کو تعلیم کے فوائد سے آگاہ کرنا - اور ان کے بچّوں کو دلی توجہ سے تعلیم سے مستفید کرنا ایسے امور ہیں کہ مدرس خودبخود ان میں ہر دلعزیز نظر آنے لگے گا - اس وصف کے حاصل کرنے کے لئے حتے الامکان کوشش کرنی چاہئے - بصورت دیگر مدرس کو پورے درجہ کی کامیابی حاصل نہیں ہوتی +

بعض مدرس ساکنان دیہ کے باہمی معاملات میں دخل درمعقولات دیکر ایک نہ ایک فریق کی نظر میں چبھنے لگتے ہیں - اس کا نتیجہ تکلیف ہوتی ہے - اس سے بچنا چاہئے +

سررشتہ کی طرف سے جاری شدہ احکام کی تعمیل مستعدی سے بروقت کرنی چاہئے - اور ہدایات کو دستورالعمل سمجھ کر ہمواره ان پر کاربند رہنا چاہئے - جو مدرس احکام کی تعمیل میں لیت ولعل کرتے ہیں - یا کاہلی سے کام لیتے ہیں - اور ہدایات کو بستۂ فراموشی میں بند کر چھوڑتے ہیں وہ آخر حکام کی نظر سے گر جاتے ہیں - اور اپنے کئے کا خمیازہ اٹھاتے ہیں - پھر اپنی کم فہمی سے افسروں کو اپنا مخالف سمجھنے لگتے ہیں - انہیں یاد رکھنا چاہئے - کہ جنہیں خدا نے افسری کی لیاقت دی ہے - ان کا ضمیر ایسا کمزور نہیں کہ ماتحتوں پر بیجا دباؤ ڈالیں یا انہیں بلا قصور سزا دینے کے منصوبے سوچیں - اس تحریر کا مدعا یہ ہے کہ جمیع مدرسین اپنے افسروں کو اپنا مہربان اور خیر خواہ سمجھ کر صدق دل سے ان کی اطاعت

کریں۔ اور کارِ منصبی خوش اسلوبی سے سرانجام کر کے موردِ الطاف بننے کا استحقاق حاصل کریں +

جس مدرس سے افسر۔ طلبار۔ نائب ۔منیب اور لوگ راضی ہیں۔ اس کی کامیابی میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ اور ان سب کی رضامندی مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے

رام چند بی۔ اے

مدرسین کے متعلق ضروری ہدایات

از جناب میر فضل محمود صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع مظفر گڈھ

جناب میر فضل محمود صاحب بی۔ اے نے اس مضمون میں مدرسین کے لئے جو نصائح ارتقام فرمائی ہیں۔ وہ نہ صرف اس لئے وقیع ہیں کہ یہ ان کے تجربہ کا نچوڑ ہیں۔ بلکہ وہ اس لئے بھی آب زر سے لکھ رکھنے کے قابل ہیں۔ کہ وہ ایسی ہی درست ہیں۔ جیسا کہ ۲۔ اور ۲ کے چار ہونے میں کسی کو شک وشبہ کی گنجایش نہیں ہو سکتی + یہ کیفیت تو ہے۔ ان نصائح کی قدر و قیمت کی۔ اور جس دلچسپ اور فاضلانہ پیرایہ میں ان کا اظہار کیا گیا ہے۔ اگر مبالغہ نہ سمجھا جائے۔ تو میں بلا توقف یہ بات کہنے کو تیار ہوں۔ کہ ان کا ایسے دل پسند پیرایہ میں اظہار کرنا آپ کا ہی حصہ تھا +

ہمارے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں۔ جو آپ کی اس مہربانی کے شکریہ کا اظہار کر سکیں۔ جو آپ نے اپنے مضمون میں رہنمائے تعلیم کو مدرسین کا بہترین رہنما اور ممد ظاہر کرنے اور ان کو اس کا مطالعہ کرتے رہنے کا مشورہ دینے سے ہم پر کی ہے۔ آپ کا یہ حسن ظن ہمارے لئے نہایت فخر و مباہات کا باعث ہے +

ایڈیٹر

طریقہ تعلیم کے متعلق میرے ہم عصران نے بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ اسواسطے میں فقط وہ عام اصول بیان کروں گا۔ جو ہر ایک مضمون

کی تعلیم میں کار آمد ہیں۔

"تھوڑا پڑھاؤ۔ اور بخوبی ذہن نشین کراؤ"

عام مدرسین میں یہ نقص ہے۔ کہ وہ یہ تصور کرتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہم تعلیم دیتے ہیں۔ وہ سب طلبا بخوبی سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ اکثر ایسا نہیں ہوتا طلبہ کی عادت ہے کہ وہ ہاں ہیں ہاں ملا کر اپنا رویہ ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ بہت سے مدرسین دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اس کا آسان اور بہتر علاج یہ ہے۔ کہ اثنائے سبق میں اجماعی و انفرادی سوال کئے جائیں۔ خصوصاً کمزور طلبہ سے انفرادی سوال کرنے میں بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ کہ جو کچھ مدرس پڑھا رہا ہے۔ طلبہ اسے کہاں تک سمجھ رہے ہیں۔ بعض مدرسین کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ ہر ایک قاعدے کے تمام مدارج ایک ہی دن پڑھانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ اصول کے برخلاف ہے بمثال کے طور پر ہم "تفریق سادہ" کو لیتے ہیں۔ اب اگر کوئی مدرس یہ چاہے کہ یہ تمام سبق ایک ہی دن میں پڑھا دے۔ تو بہت محال ہے۔ زرین اصول یہ ہے۔ کہ ہمیشہ

قدم بہ قدم چلنا چاہئے

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ نوجوان مدرسین محنت اور مغز خوری بھی بہت کرتے ہیں۔ مگر ان کی تعلیم کا ایسا نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ جس کی وہ امید اور آرزو رکھتے ہیں۔ برخلاف اس کے تجربہ کار مدرس باتوں باتوں میں ہی ایک مشکل مسئلہ کو سمجھا دیتے ہیں۔ نوجوان مدرسین میں ایک حد تک یہ نقص بھی ہے۔ کہ جو کام طلبہ کو کرنا ہے۔ وہ بھی خود کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو یہ خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ان کا کام رہنمائی کا ہے۔

"آموختہ کا خیال رکھنا ضروری ہے"

انسان چونکہ سہو و نسیان کا پتلا ہے۔ اس واسطے وہ جو کچھ پڑھتا یا سنتا ہے۔ اسے کچھ عرصہ کے بعد فراموش کر جاتا ہے۔ بالخصوص چھوٹے لڑکے جو کچھ سیکھتے ہیں۔ اگر اسے نہ دہرایا جائے تو وہ جلد بھول جاتے ہیں۔ میری رائے میں ایک دن آموختہ کے واسطے مقرر ہونا چاہئے عام مدرسین کورس ختم کرانے کے خیال میں رہتے ہیں اور آموختہ کا بالکل خیال نہیں کرتے۔ حقیقت میں یہ بڑا نقص ہے۔ اور اسی کے رفع کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ آموختہ سے تعلیمی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ اور آیندہ کے واسطے راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ اثباتی ہندسہ تاریخ۔ جغرافیہ اور گرامر میں آموختہ کی از حد ضرورت ہے ÷

"ہمیشہ ہر مضمون کا خیال رہے"

پرائمری سکولوں کے مدرسین میں یہ نقص بھی عام ہے۔ کہ وہ اردو حساب۔ اور املا کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں مگر دیگر مضامین کی طرف ان کی توجہ بہت کم ہوتی ہے۔ مڈل سکولوں میں بھی اختیاری مضامین کو بہت کم وقت دیا جاتا ہے۔ عدم توجہ کا الزام نہ صرف طلبا پر ہے۔ بلکہ مدرسین بھی اختیاری مضامین پڑھانے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ ماہران طریقہ تعلیم کی یہ رائے ہے۔ کہ انضباط اوقات کے بغیر تعلیم کبھی جاندار نہیں ہو سکتی۔ ہیڈ ماسٹر کا فرض ہے۔ کہ وہ اس امر کی نہایت سختی سے نگرانی کرے۔ کہ اس کے مدرسہ میں مقررہ ٹائم ٹیبل کے مطابق کام ہو رہا ہے۔ یا نہیں۔ پرائمری مدارس میں اسباق الاشیاء۔ نقشہ کشی اور مساحت کی تعلیم میں وقت کی پابندی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اسی طرح مڈل سکولوں میں فن زراعت اور سائنس کو کافی وقت نہیں دیا جاتا۔

"سامان مدرسہ"

اگرچہ بعض سکولوں میں سامان کافی نہیں دیا جاتا۔ مگر جو کچھ بھی بہم پہنچایا جاتا ہے۔ اس کا استعمال نہایت بری طرح سے ہوتا ہے۔ بعض مدرسین کی عادت ہے۔ کہ جب وہ افسر کی آمد سنتے ہیں تو نقشے اور چارٹس آویزاں کر کے اس دن ان کی تعلیم شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سامان تعلیم کی جان ہے۔ روزمرہ اس کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ بعض بڑے سکولوں میں یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ماتحت مدرسین سامان مدرسہ کو نہایت بری طرح استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً نقشے ہیں کہ دروازوں پر لٹک رہے ہیں۔ کبھی وہ کونہ میں پڑے پڑے دیمک کی خوراک ہو جاتے ہیں۔ بالفریم ہے کہ اس کی گولیاں بکھری پڑی ہیں۔ تختہ سیاہ ہے کہ پایہ ندارد ہے۔ اور مٹی کی تہ جمنے سے اس کا رنگ و روغن اتر گیا ہے۔ میز پر جابجا سیاہی گری ہوئی ہے۔ ورزش کے آلات پڑے پڑے ناکارہ ہو گئے ہیں۔ اسباق الاشیا کے چارٹس ردی ہو گئے ہیں۔ گلوب ہے کہ اوندھا پڑا ہے۔ آلات سائنس برے استعمال سے اکثر ٹوٹے پڑے ہیں۔ بورڈنگ کی چارپائیوں کی یہ کیفیت ہے۔ کہ ان پر جابجا سیاہی کے نشان ہیں۔ اکثر ٹوٹ پھوٹ کر کونہ میں پھینک دی گئی ہیں۔ ہیڈ ماسٹر کا فرض ہے۔ کہ وہ ایک رجسٹر تیار کرے۔ اور اس میں ہر ایک کمرہ کا سامان یا ہر ایک مدرس کے متعلقہ سامان کو تفصیل وار درج کرے اور ماتحت مدرسین کے دستخط کرائے۔ اور یا تو خود یہ کام کرے۔ یا اپنے ایک سینیئر مدرس کو اس کام پر مقرر کرے۔ کہ وہ ہفتہ وار سامان مدرسہ کی پڑتال کرتا رہے اور جب یہ معلوم ہو۔ کہ کسی مدرس نے بے احتیاطی سے سامان کا استعمال کیا ہے۔ تو اس سے جواب طلب کرنا چاہئے۔ سامان کی ایک نقل مدرس کے پاس ہونی چاہئے۔ تاکہ وہ بھی پڑتال کر سکے۔ کہ میرے متعلق کیا کیا سامان ہے۔ آلات سائنس طلبہ کی بے احتیاطی سے

خراب ہو جاتے ہیں۔ اور سکول کے کمروں کے شیشے بھی طلبہ کی غفلت سے ٹوٹتے ہیں۔ اس کے متعلق سختی سے نگرانی کرنی چاہئے +

سامان کے متعلق ایک تجربہ کار شخص کی رائے ہے۔ کہ ہر چیز کی جگہ مقرر کر دینی چاہئے۔ اس سے اول تو اشیاء کے گم ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ دوم۔ ہر ایک چیز جب درکار ہوتی ہے تو فوراً مقام مقررہ سے بآسانی اٹھائی جا سکتی ہے۔ یہ اصول نہایت مفید ہے۔ آلات سائنس کو بھی ایک مقررہ ترتیب سے رکھنا چاہئے۔ جس علاقہ میں دیمک کا زور ہو۔ وہاں ہر ایک صندوق پکی اینٹوں پر رکھا جانا چاہئے۔ اور کوئی چیز یونہی زمین پر نہ ڈالنی چاہئے۔ اور مال خانہ کی کوٹھڑی کو ہفتہ وار کسی مقررہ دن صاف کرا دینا چاہئے۔

"دوسرے مدرس کی عزت آپ کی اپنی عزت ہے"

بعض مدرسین میں یہ نقص پایا جاتا ہے۔ کہ وہ خود تو اپنی عزت و تعظیم کی آرزو رکھتے ہیں۔ مگر دوسرے مدرس کی عزت کا خیال نہیں کرتے حالانکہ یہ اصول کے برخلاف ہے "ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند"۔ آپ کا فرض ہے۔ کہ دیگر مدرسین کی دل سے عزت کریں۔ یہ گویا آپ اپنی ہی عزت کر رہے ہیں۔ سکول ایک انجن ہے۔ اور معلمین اس کے مختلف پرزے۔ اگر ایک پرزہ بھی ناکارہ ہو گیا تو انجن میں نقص پڑ جائیگا۔ جملہ مدرسین کی عزت و آبرو۔ ایک دوسرے سے وابستہ ہے اگر آپ اس نکتہ کو سمجھ لیں۔ تو "سیلف ریسپکٹ" (
حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے افسر کے حکم کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھنا چاہئے اگر اس کا کوئی حکم آپ کی طبع کے ناگوار ہے۔ تو دو چار دن اس پر غور کرو۔ جھٹ پٹ طیش میں نہ آجاؤ۔ اور اپنے معروضات نہایت سنجیدگی سے عرض کرو۔ خوش خلقی اور افسران کی تابعداری آپ کا زیور ہونا

چاہئے اور تواضع اور انکسار آپ کا شیوہ ہو۔

"سب سے بڑا نقص"

اگر کوئی شخص مجھ سے سوال کرے۔ کہ اکثر مدرسین میں سب سے بڑا نقص کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ دوں گا۔ کہ وہ اپنا مطالعہ جاری نہیں رکھتے۔ پروفیسر بلیکی صاحب کا قول ہے۔ کہ انسان اپنی علمی لیاقت کے لحاظ سے ایک جگہ پر قایم نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ اپنا کچھ وقت ہر روز مطالعہ میں صرف کرتا ہے تو وہ ضرور آگے بڑھیگا۔ اگر وہ کتب کا مطالعہ جاری نہیں رکھتا۔ تو وہ ضرور پیچھے ہٹے گا۔ مدرسین کو خصوصاً پروفیسر بلیکی صاحب کا مندرجہ بالا قول ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر مدرسین کتب کے مطالعہ کے واسطے کافی روپیہ خرچ کرنا یا زیادہ کوشش کرنا نہیں چاہئے۔ تو میں ان کی خدمت میں اس قدر ضرور عرض کروں گا۔ کہ وہ کم از کم اپنے مدرسہ کی لائبریری کی کتابیں تھوڑی یا بہت جو کچھ اُن کے مدرسہ میں موجود ہوں۔ اور جو ہر وقت اُن کے اختیار میں ہیں اور رسالہ رہنمای تعلیم لاہور ضرور پڑھ لیا کریں۔ اس قلیل مطالعہ سے ان کی لیاقت بوسیدہ ہونے سے تو بچ جاوے گی +

(میر) فضل محمود بی۔ اے

مدرسین کا دستور العمل

از جناب مولوی عبداللطیف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع اٹک

مدرس کی علمیت۔ ضبط۔ برتاؤ۔ عام رسوخ اور چال چلن کے متعلق جو مدرسین کے لئے نہایت اہم مسائل ہیں۔ جناب مولوی عبداللطیف صاحب نے ذیل کے مضمون میں جو ضروری اور مفید ترین ہدایات لکھی ہیں۔ اس سے مولوی صاحب موصوف کے وسیع تجربہ رکھنے والے اور نکتہ رس تعلیمی افسر ہونے کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ فی الواقعہ یہ مضمون مدرسین کے لئے بہترین دستور العمل ہے۔ اور جو مدرسین اپنے پیشہ میں کامیاب ہونا چاہیں۔ وہ اس دستور العمل پر عمل کئے بغیر اپنے مقصد کو نہیں پہنچ سکتے۔ ہم مولوی صاحب کے نہایت ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے نہایت مہربانی فرماکر یہ مفید ترین مضمون ہماری خاطر لکھنے کی تکلیف برداشت کرکے نہ صرف ہم پر بلکہ جملہ معلمین پر احسان عظیم کیا +

اڈیٹر

مدرسین کے فرائض اس لحاظ سے کہ وہ کم سن اور سادہ لوح بچوں کی اخلاقی۔ عقلی۔ اور جسمانی حالت کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ نہایت اہم ہیں۔ مگر دیکھا جاتا ہے۔ کہ بہت کم مدرس اس مسئلہ کی اہمیت پہ غور کرتے اور اپنے فرض کو کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذیل میں چند ضروری اصول لکھے جاتے ہیں۔ جن کو مدنظر

رکھنے کے بغیر کوئی مدرس اپنی حقیقی ذمہ واری سے سبکدوش نہیں ہو سکتا ÷

(۱) **مدرس کی علمیت** - اس میں شک نہیں - کہ لکھنے پڑھنے کا فن سکھا دینا ایک معمولی لیاقت کے خواندہ آدمی کا کام ہے - لیکن کسی سبق کو خاص ڈھنگ - دلچسپ طرز - اور خوشگوار پیرایہ میں طلبا کے ذہن نشین کرنے کے لئے پوری حکمت عملی - اور وسیع علمی واقفیت کی ضرورت ہے ÷

جو مدرس صرف نصاب مقررہ کا پورا کرا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں وہ تعلیم نہیں دیتے - بلکہ اس کاریگر کی مانند ہیں - جو ایک چیز کو محض بازار میں فروخت کرنے کے واسطے تیار کرتا ہے - اور اس وجہ سے اس کی حقیقی مضبوطی اور پائداری کا خیال نہیں کرتا ÷

بعضوں کا یہ حال ہے - کہ وہ اپنی موجودہ علمیت کے دائرہ کو صرف اس وجہ سے وسیع نہیں کرتے کہ وہ اس امر کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے - اور بعض اپنے آپ کو ہمہ دان خیال کرتے ہیں اور معلّم بن جانے کے بعد وہ تلاش علم کو کسر شان سمجھتے ہیں - حالانکہ یہ عین غلطی ہے - نیوٹن کا مقولہ کیا ہی قابل قدر ہے - وہ لکھتا ہے - کہ

"میں علم کے سمندر کے کنارے اس بچے کی مانند ہوں
جو باہر بیٹھا ہوا کوڑیوں اور گھونگوں سے کھیل رہا ہے -
مگر اندرونی جواہرات کی اس کو مطلق خبر نہیں"

غرض معلم کی تعلیم اس وقت تک مفید اور نتیجہ خیز ہو سکتی ہے - جب تک کہ وہ موجودہ زمانہ کے نئے اصولوں سے ساتھ باخبر رہے - اور ہر قسم کے تازہ معلومات اپنے اندر جمع کرتا رہے ÷

(۲) ضبط - علمی واقفیت کے بعد مدرس کو ان اصولوں اور قواعد کی سخت ضرورت ہے - جن پر عمل پیرا ہونے سے سکول کا کام نہایت انتظام اور باقاعدگی سے چلتا رہے اور جس سے مدرس اور طلبا کو کسی قسم کی گھبراہٹ اور بے چینی پیدا نہ ہو +

ضبط کے اصول بہت ہیں - مگر ان اصولوں سے مستفید ہونا محض مدرس کی اپنی حکمت عملی - حوصلہ اور عقل پر موقوف ہے - کوئی قاعدہ مقرر کرنا اور پھر اس پر عمل نہ کرنا بُرے نتیجے پیدا کرتا ہے - سکول کے اندر اور باہر مدرس کی زندگی ایسی ہو - کہ اس کے ہر ایک کام کو طلبا بطور ایک رہنماء اصول کے کام میں لاسکیں - قدرت نے جو بچوں میں تقلید کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے - اس سے نہایت قیمتی مدد مل سکتی ہے - ایک آدمی بڑا ہو کر جو کچھ بھی بنتا ہے - اس کے اخلاق ان تمام آدمیوں کی عادتوں کا مجموعہ ہیں - جن سے بچپن میں اسے زیادہ تعلق رہا ہے +

سکول میں باقاعدہ حاضری - فرض کی پابندی - ادب - تمیز - صفائی - دیانت داری وغیرہ یہ تمام ایسی عادتیں ہیں جو محض مدرس کی تقلید سے حاصل ہو سکتی ہیں +

مدرس کو اپنے اصول ایک بنیاد پر رکھنے چاہئیں - اور اس کی طبیعت میں مستقل مزاجی کا ہونا نہایت ضروری ہے - کیونکہ بغیر تکرار اور مشق کے کوئی بات بچوں کے ذہن میں نہیں بیٹھ سکتی - علاوہ ازیں مدرس کے اخلاق اور نیت کو ضبط میں بڑا دخل ہے - ذرا سی بات پر خفا ہو جانا - غصے میں آپے سے باہر ہو جانا - جلدی میں نیک و بد کی تمیز نہ کرنا - اس قسم کی عادتیں ہیں جن سے بعض دفعہ بے انصافی ہو جاتی ہے - اور اس کا اثر نہایت بُرا پڑتا ہے - لیکن

باایںہمہ اگر مدرس کی نیت محض اصلاح اور تدارک کی ہو۔ تو بھی چنداں ہرج نہیں۔ مگر غضب تو یہ ہے۔ کہ اکثر اوقات محض ذاتی مخالفت اور نفسانیت کی وجہ سے بیچارے معصوم بچوں کی جان پر بن جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اخلاقی تعلیم کا کیا خاک اثر ہو سکتا ہے؟

اصل وجہ اس ساری خرابی کی یہ ہے۔ کہ عموماً پوری تفتیش اس امر کی نہیں کی جاتی۔ کہ آیا کونسا آدمی اس پیشہ کے لایق ہے۔ جب تک کہ اس بات کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو جائے۔ تب تک ان خرابیوں کا تدارک مشکل ہے۔ جو بعض مدرسین کی بداخلاقی سے پیدا ہوتی ہیں +

(۳) برتاؤ۔ مدرسین کو عموماً دو ہی قسم کے آدمیوں سے زیادہ تر تعلق پڑتا ہے۔ اول بچوں سے۔ دوم ان کے والدین سے چونکہ سکول میں ہر قسم اور ہر حیثیت کے بچے تعلیم پاتے ہیں۔ اس واسطے نہایت ضروری ہے۔ کہ مدرس اس اصول کو فراموش نہ کرے۔ کہ وہ سب جانور ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکے جاتے "۔ اس سے یہ غرض نہیں۔ کہ معزز گھرانوں کے طلبار کے ساتھ خاص رعایت کی جاوے۔ نہیں بلکہ دیکھنا یہ چاہئیے کہ آیا کوئی لڑکا نرم مزاج ہے یا ڈھیٹھ۔ تندرست ہے یا مریض وغیرہ۔ غرض ہر ایک بچے کے ساتھ برتاؤ کا اصول اس کی طبیعت کی کیفیت پر مبنی ہونا چاہئیے +

اور اگر برخلاف اس کے بغیر سوچے سمجھے سختی یا نرمی برتی جائیگی تو اس سے نقصان کا احتمال ہے۔ اور اصلاح ہونی مشکل ہے +

اکثر مدرسین بعض لڑکوں کو کارگذار ہونے کی وجہ سے یا اس

خیال سے کہ وہ خدمتگذار ہیں۔ خواہ مخواہ سر پہ چڑھا لیتے ہیں۔ جس سے سکول میں ایک قسم کی دوعملی مچ جاتی ہے۔ اور وہاں کسی قسم کی اچھی تحریک کارگر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی طلبار کی تعلیمی حالت سدھر سکتی ہے۔ طلبار سے گذر کر ان کے والدین سے جس حد تک تعلق ہو۔ وہ نہایت دوستانہ ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ مدرسین سے بلاتکلف مل جل سکیں۔ اور اپنے بچوں کے حالات دریافت کر سکیں۔ انہیں کسی قسم کی رکاوٹ یا تخویف نہ ہو۔ اس طریق سے وہ مدرسین کے کام میں بہت کچھ امداد دے سکتے ہیں۔ اور باہمی صلاح و مشورہ سے طلبار کی تعلیمی۔ اخلاقی۔ اور جسمانی حالت کی نگرانی زیادہ مکمل طور پر ہو سکتی ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب کہ ان سے نہایت ہمدردانہ اور دوستانہ تعلق پیدا کیا جاوے ٭

بعض مدرسین برخلاف اس کے یا تو طلبا کے سرپرستوں سے بحسن سلوک پیش نہیں آتے۔ جس سے ان کی طبیعت متنفر ہو جاتی ہے۔ یا بعض دفعہ جب وہ سکول میں آتے ہیں۔ انہیں کوئی نہ کوئی فرمایش کر دی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ آیندہ احاطہ سکول کے گرد پھٹکنے کی جرأت نہیں کر سکتے ٭

(۴) **عام رسوخ** ۔ گو مدرس کا عام طور پر رسوخ کافی ہونا چاہئے۔ مگر کسی حالت میں اپنے ذاتی وقار اور خودداری کو چھوڑنا قرین مصلحت نہیں۔ ؎

ضرورت مقتضی ہو جس قدر اتنا تعلق ہو
نہ اظہار تکبر ہو نہ پرواہ تملق ہو

بعض مدرس اپنے تعلقات کو اس حد تک وسیع کر لیتے ہیں۔ کہ وہ گاؤں کے ہر ایک معاملہ میں دخل درمعقول دینے لگ جاتے

ہیں۔ اور چونکہ گاؤں میں عموماً دھڑا بندیاں ہوتی ہیں۔ اس واسطے وہ کسی نہ کسی فریق کی حمایت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ خود ہی مخالفت کے سلسلے میں آجاتے ہیں۔ اور اسی کشمکش میں پھنس کر اپنے اصلی فرض کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور اکثر دفعہ ان کو محض مخالفت سے مجبور ہو کر سکول چھوڑنا پڑتا ہے +

اس میں شک نہیں۔ کہ رفاہ عام کے کاموں میں مدرس کی شمولیت یا بعض صورتوں میں مختلف لوگوں میں ملاپ یا صلح کی نیک تحریک عزت افزائی کا باعث ہوتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کے ذاتی مفاد یا نام و نمود وغیرہ کو دخل نہ ہو +

(۶) چال چلن۔ سب سے ضروری فرض مدرس کا یہ ہونا چاہئے۔ کہ وہ اپنے چال چلن۔ اخلاق۔ اور عادات سے پبلک اور طلبار کے دلوں میں عزت حاصل کرے۔ یہی رسوخ اور ضبط کا اصل اصول ہے۔ اگر اس کا رویہ ذرا بھی قابل اعتراض اور اخلاق سے گرا ہوا ہے تو وہ ہرگز اس شریف منصب کے لائق نہیں۔ اگر لوگ اس کو منہ پر نہیں۔ تو غیبت میں ضرور برا کہتے ہونگے۔ اور اگر وہ آج نہیں تو کل ضرور ذلیل ہوگا +

الغرض مدرس ایک صاف دل۔ ملنسار۔ مگر خود دار محنتی مستعد اور انصاف پسند انسان ہونا چاہئے۔ اور ذاتی غرض اور لالچ کے بجائے بنی نوع انسان کی ہمدردی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہونی چاہئے۔ بڑا ہی افسوس ہے۔ ان لوگوں کی حالت پر جو چھوٹے چھوٹے معصوم۔ فرشتہ سیرت بچوں کے ساتھ محض نفسانیت کی وجہ سے دل میں کدورت رکھتے ہیں +

گو عام طور پر یہ بات ضرب المثل ہے۔ کہ استاد کے حقوق ماں باپ کے برابر ہوتے ہیں۔ مگر کہنے اور کر دکھانے میں بڑا فرق ہے۔ کاش کہ استاد پہلے والدین کی سی بے غرضانہ محبت۔ سچی ہمدردی اور دلسوزی کر کے دکھائیں۔ اور پھر یہ دعوے کریں +

عبد اللطیف

دیہاتی مدرسین کیلئے چند ضروری اور غور طلب ہدایات

ازجناب لالہ شوسرنداس صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع فیروز پور

مندرجہ ذیل مضمون میں جناب لالہ شوسرنداس صاحب بی۔اے نے مدرسین کو جو ہدایات کی ہیں۔ وہ چونکہ بالکل ان کے تجربہ کا نچوڑ ہیں۔ اس لئے نہایت ہی قابل قدر اور صحیح ہیں۔ آپ نے جس نیک نیتی اور صفائی کے ساتھ اپنے دلی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ کاش کہ باقی جملہ صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بھی اسی طرح اپنے دلی خیالات کا اظہار اپنے اپنے مدرسین کے سامنے کر دیں۔ تاکہ ان کے ماتحتوں کو کسی معاملہ میں بھی شک وشبہ نہ رہے۔ اور وہ ہر معاملہ میں ان کے حسب منشاء کام کر سکیں۔ اور اس طرح سے نہ صرف ان کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ بلکہ اپنے کام میں بھی پورے پورے کامیاب ہوں +

شاید جناب لالہ صاحب موصوف مجھے معاف کرینگے اگر میں بمصداق اس کہے کہ خواہ کسی کی رائے میں زیادہ صداقت۔ اور کسی کی رائے میں زیادہ ناراستی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر ہر ایک کی رائے ہوتی ضرور جداگانہ ہے۔ ان کی ایک دو راؤں سے اختلاف کروں۔ آپ نے اپنے مضمون میں لکھا ہے۔ کہ اگر فرش مدرسہ کی لپائی کی ضرورت ہو۔ تو مدرس خود کرے۔ میرے

خیال میں یہ تجویز مناسب نہیں ہے۔ مدرس دیہات میں بطور ایک سرکاری باعزت ملازم کے ہوتے ہیں۔ ان کے کام میں مزدوری کے پیشہ کو شامل کرنا ان کی پوزیشن کو سخت صدمہ پہنچاتا ہے۔ علاوہ ازیں لپائی نری مٹی سے نہیں ہوتی۔ اس میں گندم کے بھوسہ (توڑی) کے ملانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اکثر دیہات سے مانگنے سے نہیں ملتی۔ بلکہ خریدنی پڑتی ہے۔ پس ایک غریب مدرس اپنے پاس سے کس طرح ایک قلیل رقم بھی صرف کر سکتا ہے۔ اور اگر مدرسین یہ خرچ برداشت بھی کریں۔ تو وہ کس طرح جوہڑ میں جا کر مٹی تیار کریں پھر سر پر اٹھا کر لائیں۔ اور مکان مدرسہ کی لپائی کریں +

اس سے میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ مدرس مدرسہ کی معمولی صفائی نہ کریں۔ یا اگر کوئی مدرس بارسوخ ہو تو وہ خود ہی لپائی نہ کرائے لیکن یہ بات ان کے فرائض میں داخل کرنا سخت نامناسب بلکہ مضر ہے +

مدرسین کا اپنے افسروں کو کسی بات کے لئے بار بار دق کرنا برا ہے۔ لیکن اگر کسی افسر نے اپنے دستور العمل سے اپنے ماتحتوں پر یہ ظاہر کر دیا ہوا ہو۔ کہ اس کا حکم ناطق ہوتا ہے۔ اور اسے اپنے مدرسوں کی خواہشات حتے الامکان پورا کرنے کا خود ہی خیال رہتا ہے۔ تو امید ہے۔ کہ کوئی مدرس بھی اپنے صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو کسی بات کے لئے ایک دفعہ کہکر دوبارہ نہ کہے گا +

اگرچہ یہ بالکل درست ہے۔ کہ بعض افسران کی طبیعت ایسی چڑچڑی ہوتی ہے۔ کہ وہ بعض دفعہ کسی مدرس کے کسی بات

کے لئے بار بار کہنے سے ناراض ہو کر فائدہ کے بجائے نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ بات نہایت ہی ناموزون ہے۔ کہ ایک غریب مدرس جو کوئی فائدہ حاصل کرنے کے لئے اپنے کسی افسر کی خدمت میں عرض معروض کرتا ہے۔ افسر ایسا ظالم ہو۔ کہ وہ اسے الٹا ضرر پہنچائے "اہل غرض اندھا ہوتا ہے"۔ مثل مشہور ہے۔ جو اہل غرض نہایت عاجز ہو کر کسی مطلب کے لئے کسی کے دروازے پر کوئی سوال کرنے آتا ہے۔ بجائے دلجوئی کے اس کے ساتھ کسی قسم کی بھی سختی کرنا خدا کو کسی طرح بھی منظور نہیں ہو سکتا۔

آخیر میں جناب لالہ صاحب موصوف کا نہایت نہایت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ وہ مدرسین کی بہتری کے دل سے خواہاں ہیں اور ان کو فواید اور آرام پہنچانے میں کسی طرح بھی کوتاہی نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے۔ کہ تمام ضلع فیروزپور کے مدرسین آپ کی تعریفوں کے گیت گاتے ہیں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ میاں آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرماویں۔

اڈیٹر

میں نے اکثر دیکھا ہے کہ بعض مدرسین اپنے کام کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور صرف پیٹ کی خاطر گلے پڑا ڈھول بجاتے ہیں۔ نوکری تو کرتے ہیں۔ مگر دل کام میں نہیں۔ اِدھر اُدھر دوسرے محکمہ جات میں جانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں اور موقع مل جاوے تو فوراً ملازمت چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ایسے اشخاص کو چاہئے کہ وہ پہلے ہی سے سوچ سمجھ کر جس محکمہ کو اچھا سمجھتے ہوں یا جس کام کی قابلیت رکھتے ہوں۔ اس کی طرف جاویں۔ خدا نے طبیعتیں مختلف بنائی ہیں کوئی کسی کام کو پسند کرتا ہے۔ اور کوئی کسی کو۔ ہر شخص ہر کام کے

لائق نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے تمام انسان جس طرح ڈاکٹر یا بیرسٹر نہیں بن سکتے۔ اسی طرح ہر ایک انسان مدرس بھی نہیں بن سکتا۔ اگر ایک نرکھان کا لڑکا جس میں اچھا بڑھئی بننے کی قابلیت ہو درزی کا کام کرے تو اسے بھی نقصان رہے گا اور کام بھی اچھا نہیں ہو گا۔ پس سب سے پہلی ضروری بات مدرس کے لئے یہ ہے کہ اس کا اس پیشہ کی طرف میلان ہو۔ وہ اپنے کام میں دل رکھتا ہو۔ اور اس کو سب سے افضل سمجھتا ہو۔ اگر وہ اس پیشہ کو پسند ہی نہیں کرتا تو بہتر ہے کہ کسی اور طرف جاوے جہاں وہ کامیابی حاصل کر سکے + اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری سوسائٹی کی حالت ایسی گری ہوئی ہے۔ کہ لوگ اُس عہدہ دار کی زیادہ عزت کرتے ہیں۔ جس سے اُن کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔ مگر مدرسین کو ہرگز اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ اور پرماتما کا ہزار شکر کرنا چاہئے کہ ہم کو اس نے اس لایق بنایا ہے کہ ہم قوم و ملک کی کچھ سیوا کر سکتے ہیں۔ اور ہم میں کسی کو دکھ دینے کی طاقت نہیں ہے۔ شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

چگونہ شکرِ ایں نعمت گذارم
کہ زورِ مردم آزاری ندارم

مدرس کی عزت پرماتما کے نزدیک ہے۔ لایق سمجھدار لوگ بھی اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جاہل لوگ ہماری عزت کریں یا نہ کریں ہمیں کیا پرواہ ہے۔ ہماری عزت ہماری آنکھوں میں ہے۔ مدرس یا گرو کا درجہ سب سے اونچا ہے۔ کیونکہ یہ دنیا کے بچوں کو جو قوم کی بنیاد ہوتے ہیں اچھے آدمی بناتا اور ان کے دل و دماغ کو نشو و نما کرتا ہے۔ جتنے بڑے بڑے عہدہ دار۔ لکچرار۔ ریفارمر وغیرہ نظر آتے ہیں اُستادوں ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ استاد کا کام ایسا ہے کہ اس سے

دین دنیا دونوں سنورتے ہیں - یہ کام کا کام اور عبادت کی عبادت ہے - صرف استاد ایسا چاہئے جو اپنے فرض کو سمجھے - دھن بھاگ ہیں اس دیس کے جس میں اچھے اُستاد کثرت سے ہوں - پرماتما جس قوم یا ملک کو ابھارنا چاہتا ہے اس میں اچھے استاد پیدا کرتا ہے - میں مدرسین کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے پیشے کو ذلیل نہ سمجھیں - مدرسہ ان کی سلطنت ہے - اور وہ اس کے بادشاہ ہیں - اپنے شاگردوں کو ہر طرح سے بہتر بنانے کی کوشش کریں - دوسری ضروری بات مدرس کے واسطے یہ ہے کہ اُس کا علم کا ذخیرہ کافی ہو - اور وہ ہر وقت اس کے بڑھانے کی فکر میں ہو - مطالعہ برابر جاری رکھے - نئی کتابیں اور اخبارات پڑھے - دنیا ترقی کر رہی ہے - نت نئی ایجادیں ہوتی ہیں - نئی نئی کتابیں چھپتی ہیں - بس وہ بھی ان سے واقفیت رکھے - زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ چلنا بڑا ضروری ہے "پیرشو بیا موز" کے مسئلہ پر عمل کرنا چاہئے - طریقہ تعلیم میں بھی روز بروز اصلاح ہوتی رہتی ہے - اس سے بھی خبردار رہنا چاہئے - ہر وقت اس مدعا کو سامنے رکھ کر کام کیا جاوے کہ ہم نے اچھے آدمی بنانے ہیں صرف امتحان ہی پاس نہیں کرانے - اس مدعا کو لے کر منا سب وسایل اختیار کرنے چاہئیں - لڑکوں کی ذہنی - جسمانی اور اخلاقی سب حالتوں کو درست کرنا چاہئے - اپنی زندگی کی اچھی مثال اُن کے سامنے پیش کرنی چاہئے بچوں میں نقل کرنے کی بہت زوردار عادت ہوتی ہے - وہ جو باتیں یا خصلتیں اپنے استاد میں دیکھتے ہیں - چپکے چپکے اس کی نقل کرتے ہیں - بچوں کے دل بہت اثر پذیر ہوتے ہیں - مدرس کے چال چلن کا ان پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے - اگر آپ بچوں پر اچھے اثر ڈالیں گے - تو پرماتما آپ کو اس کا اجر دیگا - لیکن اگر آپ کے اثر خراب ہیں تو یاد

رکھو کہ آپ ایشور کے آگے جواب دہ بنیں گے۔ اپنے بیرونی اطوار بھی شائستہ رکھو۔ اور بچوں کو بھی اٹھنے بیٹھنے۔ چلنے۔ بولنے وغیرہ کے عمدہ آداب سکھاؤ۔ جس وقت طلباء کے سامنے جاؤ۔ تن بدن اور نیز کپڑے صاف ستھرے پہن کر جاؤ تاکہ طلباء بھی اس کی نظیر سے صفائی سیکھیں۔ آپ کی پوشاک ولباس شائستہ ہو۔ پاجامہ۔ کوٹ اور سر پر پگڑی یا ٹوپی ضرور ہونی چاہئے +

کام شروع کرنے سے پیشتر اول حاضری پکاری جاوے۔ جو لڑکا غیر حاضر ہو اُس کی انتظار ہرگز نہ کی جاوے۔ فوراً غیر حاضر لکھدیا جاوے اگر ایسا نہ کروگے تو طلباء میں وقت پر پہنچنے کی عادت نہیں پڑے گی حاضری پکارنے کے بعد طلباء کے ساتھ مل کر خدا کے حضور میں دعا کہو۔ اس دعا میں مدرس بہت کچھ اخلاقی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور طلبا میں نیک عادات مثلاً ماں باپ اور دیگر بزرگوں کی عزت کرنا۔ سچ بولنا۔ گالی نہ دینا وغیرہ وغیرہ ڈھال سکتا ہے۔ یہ دعا بلاناغہ ہر روز ہونی چاہئے اور کسی خاص مذہب کا اس کے ساتھ ذرا بھی لگاؤ نہیں ہونا چاہئے بعد ازاں دیکھنا چاہئے کہ آیا جماعت کے طلباء ترتیب سے بیٹھے ہوئے ہیں اور سب کا بدن ولباس صاف ہے؟ جس جس سامان مثلاً نقشہ وغیرہ کی سبق میں ضرورت ہے۔ کیا وہ سب مہیا ہیں؟ ہر طالب علم کے پاس ضروری سامان کاغذ قلم دوات سلیٹ وغیرہ موجود ہے؟ تختہ سیاہ صاف ہے۔ اور چاک اور جھاڑن وغیرہ موجود ہیں۔

سبق پڑھاتے وقت مدرس اس بات کا خیال رکھے کہ آیا سب طلباء متوجہ ہیں اور جو کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھتے ہیں؟ نقشہ۔ تختہ سیاہ یا دیگر آلات اس طرح سے رکھے ہوئے ہیں؟ کہ سب کو نظر آسکیں۔ مدرس خود ایسے موقع پر کھڑا ہے؟ کہ سب طلباء

اس کی نگاہ میں ہیں۔ تعلیم کا ڈھنگ۔ جہانتک ممکن ہو سکے اجماعی ہو۔ یعنی
کل جماعت یہ سمجھے کہ سب کو تعلیم ہو رہی ہے۔ سوال اجماعی ہوں۔ انفرادی
نہ ہوں۔ اور جو طلباء جواب دے سکتے ہوں۔ وہ ہاتھ اوٹھا دیں۔ اور
اُن میں سے کسی ایک سے جواب پوچھ لیا جاوے۔ اس طرح پر سب کی
توجہ مدرس کی طرف رہے گی۔ اور غل بھی نہیں ہوگا۔ جو طالب علم باہر جانا
چاہے وہ پاس لے کر جاوے۔ طلباء کی تعداد کے موافق ہر جماعت
میں ایک یا دو پاس رکھنے چاہئیں۔ اور ہر جماعت میں کسی ہوشیار و نیک
خصلت لڑکے کو مانیٹر مقرر کر دینا چاہئے۔ اور اس کو اس کے فرائض
اچھی طرح سے صاف طور پر بتلا دینے چاہئیں۔ جو حکم استاد طلباء کو
دیوے وہ بالکل صاف اور معقول ہو اور اس کی تعمیل لازمی طور پر
کرائی جائے۔ مدرسہ میں وقت پر اور باقاعدہ حاضری کی پوری تاکید
ہونی چاہئے۔ ضبط کو کسی طرح سے ڈھیلا نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایک
دفعہ طلباء میں خراب عادت پیدا ہو جاوے تو پھر اس کا دور کرنا بہت مشکل
ہو جاتا ہے۔ مدرسہ کے وقت کے اندر چھوٹی جماعتوں میں دو یا تین
دفعہ اور بڑی جماعتوں میں ایک دفعہ تفریح ضرور ہونی چاہئے۔ ورزش
جسمانی کا خاص انتظام کیا جاوے۔ اور مدرس اس میں خود پورا شوق
لیوے۔ میدان کھیل میں استاد کو طلباء کی کئی ایک بُری عادتوں کا پتہ
لگ سکتا ہے۔ اُن کے درست کرنے میں وہ خود کوشش کرے اور
نیز والدین کے ساتھ راہ و رابطہ پیدا کر کے ان کی مدد اور ہمدردی
حاصل کرے۔ گاہے گاہے طلباء کے والدین کے ساتھ میل
جول یا خط و کتابت کے ذریعہ ان کو ان کے لڑکوں کے حالات
سے آگاہ کرے۔ والدین اور اُستاد دونوں کا ایک ہی مدعا ہے یعنی
یہ کہ لڑکا ہر طرح سے اچھا آدمی بنے۔ اس کے اخلاق اچھے ہوں

جسم اچھا - دل اچھا - دماغ اچھا اور عادات اچھی پیدا ہوں - پس دونو مل کر اپنا فرض ادا کریں - اور ایک دوسرے کے مددگار رہیں +

تعلیم کے کام کے لئے ایک صاف نقشہ تقسیم اوقات بنایا جاوے اور اس کی پوری پوری پیروی کی جاوے - رجسٹروں کا کام روزمرہ مکمل طور پر کر لیا جاوے - آج کا کام کل پر نہ چھوڑا جاوے - سامان مدرسہ کو اپنا مال سمجھ کر اچھی طرح سے استعمال کیا جاوے - مکان اور اسباب کی صفائی کا خیال رکھا جاوے - وقتاً فوقتاً اسباب کو دھوپ میں رکھنا اور جھاڑنا چاہئے - اور اگر فرش کچا ہو تو اس کی لپائی کر لینی چاہئے - ذرا ذرا سی بات کے لئے حکام کے پاس رپورٹ نہ کرنا چاہئے مدرسہ کے متعلق معمولی باتوں کا فیصلہ موقع پر ذمہ دار افسر معائنہ کے سامنے کر لینا چاہئے - اور اپنے افسران کے حکم کی تعمیل پوری پوری کی جانی چاہئے - جہانتک ہو سکے افسران کے سامنے فضول گفتگو کرنے سے محترز رہنا چاہئے - جو نقص افسران مدرسہ کے انتظام یا تعلیم میں ظاہر کریں بسر و چشم منظور کر کے ان کی اصلاح میں ہمہ تن مصروف ہو جانا چاہئے - اور اگر افسران کے پاس کوئی عرض معروض کرنی ہو تو نہایت ادب کے ساتھ مختصر طور پر کر دینی چاہئے - بار بار ایک عرض کو بطور تقاضا کے دہرانا ہرگز مناسب نہیں ہے اگر وہ مناسب سمجھیں گے اور ان کے انتظام میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا ہوگا - تو آپ کی بات مان لیں گے - ورنہ خیر پھر کسی اور موقعہ کا منتظر رہنا چاہئے بعض دفعہ انتظام میں بہت سی دقتیں پیش آیا کرتی ہیں - اور مدرسین کو ان کا علم نہیں ہوتا - پس ایسی صورت میں بار بار افسران کو دق کرنے سے بجائے فایدہ کے نقصان ہو جایا کرتا ہے - اپنی بول چال رفتار و حرکات میں ہمیشہ مودب رہنا چاہئے - کسی طرح سے بھی اپنے افسر کو ناراض نہیں کرنا چاہئے - اپنا کام نیک نیتی و ایمانداری سے کئے جاؤ - پھر آپ کو کامیابی ضرور ہوگی - اور

اس سے آپ کا اپنا دل بھی مطمئن رہے گا ۔ اگر طلبا کی تعلیم اچھی ہوگی۔ تو علاوہ لوگوں کے خوش ہونے کے افسران بھی بہت خوش ہونگے اور سب سے بڑھ کر یہ ماتما آپ پر خوش ہوگا ۔ الغرض یہ کہ دنیا و آخرت میں آپ کی سرخروئی ہوگی ۔ جو کہ سب نیک انسانوں کا مقصد اولے ہے +

شِو سرن داس بی ۔ اے

از جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع لاہور

جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بی۔اے جس قدر زیادہ تجربہ کار ہیں۔اسی قدر زیادہ مدرسین کے بہی خواہ بھی ہیں۔چنانچہ گذشتہ رسالوں میں ضلع میانوالی کے جو تعلیمی حالات شائع ہوتے رہے ہیں۔ان سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔کہ جہاں آپ نے سررشتہ تعلیم ضلع مذکور کے ہر شعبہ میں جان ڈال دی ہے۔وہاں مدرسین کی اعلےٰ گریڈ بندی اور شروع ملازمت سے اب تک کا کل پراویڈنٹ فنڈ دلانے سے نہایت حوصلہ افزائی بھی کی ہے پس ایسے اصحاب اگر کچھ نصائح کریں۔تو مدرسین کو اپنی حد درجہ کی خوش قسمتی سمجھنا چاہئیے۔اور ان نصائح کو حرز بازو بنا کر ہر قسم کی کامیابی حاصل کرنے کا وسیلہ سمجھنا چاہئیے۔لہذا امید ہے کہ ہمارے ناظرین مدرس آپ کی مرقومہ ہدایات کو آب زر سے لکھ رکھیں گے۔اور ان سے پورا پورا مستفید ہونے کی کوشش کریں گے۔آپ نے علاوہ تمام مضامین تعلیم کی متعلقہ ہدایات اور دیگر ضروری ہدایات کے۔مہربانی کر کے وہ تجاویز بھی لکھدی ہیں۔جن سے ان نقائص کا دفعیہ ہوسکتا ہے۔جو عام طور پر پرائمری سکولوں کے معائنہ کے وقت انسپکٹر صاحبان کو نظر آتے ہیں +

اڈیٹر

رجسٹرات

(۱)۔جب کوئی طالب علم مدرسہ میں داخل ہونے کے لئے آئے۔ تو اس کے والد یا ولی یا سرپرست کے پیشہ کے متعلق اچھی طرح تحقیقات کر لی جاوے۔

(۲)۔کاشتکار وہ طالب علم درج کیا جاوے۔ جس کا باپ یا ولی اپنے ہی ہاتھ سے قلبہ رانی کرے۔ لیکن وہ لڑکا جس کا باپ یا ولی اپنی اراضیات کی کاشت بذریعہ مزارعان کرے۔ زمیندار درج ہوگا۔

(۳)۔کسی طالب علم کے ذمہ ایک ماہ سے زیادہ کی فیس ہرگز بقایا میں نہ رہے

(۴)۔جب کوئی طالب علم بغیر حصول لیونگ سارٹیفکیٹ خارج ہو کر دوبارہ داخل ہونے کے لئے آئے۔ تو یہ اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے۔ کہ اس کے ذمہ کوئی رقم بقایا تو نہیں۔

(۵)۔اگر کوئی طالب علم اپنا نام خارج ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ سے کچھ عرصہ زیادہ گذرنے کے بعد برائے حصول لیونگ سارٹیفکیٹ درخواست کرے تو علاوہ دوسری رقوم کے جو اس کے ذمہ ہوں۔ اس سے ۸ر لیٹ فیس وصول کی جاوے۔ لیونگ سارٹیفکیٹ کی ہٹنے کاپی کے لئے بھی ۸ر لئے جاویں۔ یہ رقم اسی مہینہ کی فیس کے ساتھ جمع کرائی جاوے جس میں وہ وصول ہو۔ اور اس کا اندراج رجسٹر حاضری میں اسی مہینہ کے گوشوارہ میں درج ہو۔ بدیں تفصیل۔ نام طالب علم۔ نمبر سلسلہ۔ تاریخ خارجہ رقم لیٹ فیس وغیرہ۔ جس تاریخ کو کوئی لڑکا لیونگ سارٹیفکیٹ حاصل کرے۔ وہ تاریخ اسکے محاذی رجسٹر داخلخارج و رجسٹر حاضری کے خانہ کیفیت میں ضرور درج ہو۔

(۶)۔اگر کوئی طالبعلم سالم ماہ بیمار رہے۔ تو اس سے اس ماہ کی فیس نہ لیجاوے۔ لیکن اگر وہ کل ماہ میں ایک وقت بھی حاضر یا غیر حاضر درج

ہوا۔ تو اس سے سالم ماہ کی فیس لینی ہوگی۔

(۷)۔ جن طلباء کی فیس بوجہ مفلسی معاف کی جاوے۔ انکی غریبی کی مصدقہ درخواستیں مدرسہ میں موجود ہونی چاہئیں۔ جو طلباء ایک ماہ میں معاف دکھائے جائیں۔ آیندہ مہینوں میں بھی وہی معاف درج ہوں۔ لیکن اگر کسی ایک معاف شدہ طالب علم پر فیس لگاکر دوسرے کی معاف کرنی ہو تو یہ ازحد ضروری ہے۔ کہ اس کی کافی وجہ رجسٹر حاضری کے خانہ کیفیت اور اس طالب علم کی درخواست پر درج کیجاوے۔ معاف شدہ طلباء کی ایک فہرست اول مدرس کے کمرہ میں آویزاں رہنی چاہئیے۔

(۸)۔ رجسٹر داخل خارج میں اگر کوئی اندراج ایک دفعہ ہوجاوے۔ تو اس کے تبدیل کرنے کے لئے صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی منظوری لازمی ہے۔

(۹)۔ کسی طالب علم کے نام کے سامنے فیس کا خانہ خالی نہ چھوڑا جاوے مثلاً اگر وہ معاف ہے۔ تو بھی خانہ فیس میں معاف برائے مفلسی کاشتکار یا کمین یا استاد کا لڑکا لکھا جاوے۔ اگر کسی لڑکے کی اس کے دوسرے بھائی کے اسی مدرسہ میں پڑھنے کی وجہ سے فیس نصف ہے۔ تو چھوٹے بھائی کے خانہ کیفیت میں بڑے بھائی کا نام بمعہ اس کے نمبر سلسلہ و نام جماعت کے درج کرنا چاہئیے۔

(۱۰)۔ رجسٹر حاضری میں ہر ماہ کے گوشوارہ میں علاوہ دیگر کوائف کے فیس اور بقایا جماعت وار اور کل تعداد معاف برائے مفلسی بھی درج ہو۔

(۱۱)۔ ہر سال ماہ ستمبر و مارچ کے آخر میں گذشتہ چھ ماہ کی فیس کی پڑتال کرکے رپورٹ صدر میں بھیجی جاوے۔

(۱۲)۔ رجسٹر اشیاء مال میں جس وقت کوئی نئی چیز مدرسہ میں پہنچے درج کرلی جاوے اور رسید بلا توقف دفتر میں بھیجدی جاوے اور جو اشیاء

کوئی افسر معائنہ خارج کرے - ان کی فہرست بمعہ ہر چیز کے نمبر سلسلہ
اور حوالہ حکم ارسال بدفتر ہو -

(۱۴۶) - رجسٹر داخلخارج میں ہر ماہ کے آخیر پر خارج شدہ طلباء کے اندراج
کے متعلق پڑتال کی جاوے - بعض اوقات ایسا ہوتا ہے - کہ کئی طلبا
مدرسہ تو چھوڑ جاتے ہیں - لیکن رجسٹر داخلخارج سے خارج نہیں کئے
جاتے اس طرح بروقت معائنہ رجسٹر داخل خارج و رجسٹر حاضری کی
تعداد مطابق برآمد نہیں ہوتی -

(۱۴۷) - برآورد و قبض الوصول نہایت صفائی اور احتیاط سے پر کی جاویں
ان کی نقول مدرسہ میں رکھی جاویں - نشانات انگوٹھا - مہر - یا دستخط
نہایت صاف ہونے چاہئیں - مکمل برآورد ہر ماہ کی پچیس تاریخ
کو دفتر میں بھیج دینی چاہئے -
جس وقت تنخواہ پہنچے فوراً مستحقان میں تقسیم کر کے قبض الوصول صدر
میں بھیجی جاوے -

(۱۵) - اگر کوئی نائب مدرس ایک مدرسہ سے دوسرے میں تبدیل ہو - تو
اس مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر جس سے کہ وہ تبدیل ہوا ہے - اس نائب کو
اس امر کا سارٹیفکٹ دے - کہ اس نے مدرسہ ہذا میں فلاں تاریخ تک
کام کیا - فلاں تاریخ تک تنخواہ لے چکا ہے - اور کوئی رقم اس سے
قابل وصولی نہیں - لیکن اپنی برآورد میں اس کی تنخواہ درج نہ کرے
جس مدرسہ میں وہ تبدیل ہو کر گیا ہے - اس کے اول مدرس کے ذمہ
اس کی کل تنخواہ کا برآمد کرانا ہوگا - وہ اپنی برآورد کے خانہ کیفیت
میں اس نائب کی تفصیل ایام کارکردگی درج کرے گا - اور وہ سارٹیفکٹ
بھی ہمراہ برآورد دفتر میں بھیجے گا - اگر کوئی اول مدرس تبدیل ہو یا کوئی
نائب اول مدرسی پر جاوے - تو وہ بھی اپنی کل تنخواہ اسی مدرسہ کے

عملہ کی تنخواہ کے ساتھ برآمد کرائے جس میں کہ وہ تبدیل ہو کر گیا ہے۔
چارج رپورٹ میں قبل دوپہر یا بعد دوپہر ضرور لکھنا چاہئے۔ قبض الوصول
اور برآوردیں خانہ واجب الادا اور خانہ واجب الطلب کی مطابقت
ضروری ہے۔ بعض مدرسین اندراج ایسی بے احتیاطی سے کرتے
ہیں کہ اس ماہ کے اختتام تک بھی بوجہ کاغذات کے بار بار تصحیح کے لئے
واپس کرنے کے انکی تنخواہ برآمد نہیں ہو سکتی۔ جس سے وقت کا بڑا ہرج
ہوتا ہے۔ تنخواہ کے منی آرڈر کے کوپن پر جو دفتر سے ہدایت لکھی گئی ہو
اسکو غور سے پڑھنا اور عمل کرنا چاہئے۔

(۱۶)۔ لیونگ سارٹیفکٹس درآمدہ اور فارم ہائے داخلہ جماعت اول ایک
ہی فائل میں چسپاں ہوں۔ اور انپر رجسٹر داخلخارج کا نمبر سلسلہ برائے
سہولیت پڑتال درج کیا جاوے۔

(۱۷)۔ جماعت پنجم کے امتحانات کا رجسٹر ہر سہ ماہی امتحان لینے کے بعد ہفتہ کے
اندر اندر ضرور پر کیا جاوے۔ اور ہر معائنہ پر یہ رجسٹر پیش کیا جاوے
تاکہ افسران کو اس جماعت کے ہر طالب علم کی تعلیمی حالت کا پورا پتہ
لگتا رہے۔

(۱۸) نقشہ ماہواری ہر مہینہ کی یکم کو دفتر میں بھیج دینا چاہئے۔ اوسط حاضری
تعداد اور فیس کی زیادتی یا کمی کی وجہ اس کے خانہ کیفیت میں سرخی
سے درج کرنی چاہئے۔

(۱۹)۔ رجسٹر حاضری میں ہر تعطیل کا نام سرخی سے درج ہو۔

(۲۰)۔ یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض مدارس میں خاص کر چھوٹی جماعتوں میں بعض
طلبا مہینہ میں کچھ دن غیر حاضر۔ کچھ دن بیمار۔ رخصت پر یا حاضر لگائے
جاتے ہیں۔ ان کا یہی حال کئی ماہ تک چلا جاتا ہے۔ لیکن معائنہ مدرسہ
کے روز ایسے لڑکے اکثر غیر حاضر پائے گئے ہیں جس سے افسر معائنہ

کنندہ کو شبہ پڑتا ہے کہ وہ فرضی ہیں۔ اور محض تعداد زیادہ دکھانے کے لئے ان کے نام درج ہیں۔ امید ہے۔ آیندہ ایسے طلباء رجسٹرات میں نہ دیکھے جاویں گے۔

مکان

گاؤں میں مدرسہ کی عمارت تقریباً سب دیگر مکانات سے بدرجہا اچھی ہوتی ہے۔ اور ایسے آدمی کے چارج میں جو گاؤں کے عام لوگوں کی نسبت زیادہ مہذب اور خواندہ تصور کیا جاتا ہے۔ پھر اگر ایسا واقعہ ہو کہ مدرسہ کے اردگرد کی عام جھونپڑیاں صاف ستھری ہوں۔ اور مدرسہ میلا تو واقعی یہ امر کس قدر قابل افسوس ہے۔ چھت اور کونے۔ جالے اور جانوروں مثلاً چمگادڑوں وغیرہ کے گھونسلوں سے۔ فرش قلموں اور کاغذ کے ٹکڑوں سے صاف ہو۔ سامان کی کوٹھڑی۔ الماریاں۔ روشندانوں کے شیشے اور صحن مدرسہ صاف ہونے چاہئیں۔ مکان کے اردگرد میلا یا کوڑا کرکٹ اور صندوقوں اور فرش بوریہ کے نیچے مٹی جمع نہ ہونے پائے۔ مکان کے اندر تھوکنے کی سخت ممانعت کی جاوے۔

ہر مدرس کا فرض ہے کہ جب آثار بارش نظر آویں۔ تو مدرسہ کی چھت پر چڑھ کر یہ دیکھے کہ آیا کسی پرنالے کا منہ خس و خاشاک سے بند تو نہیں ہے۔ اگر کوئی اور جگہ ایسی ہو۔ جہاں سے خیال ہو کہ پانی ٹپک کر اندر آجائیگا تو فوراً اس کی مرمت کرا دینی چاہئے۔

سامان

اشیاء مدرسہ انتظام و احتیاط سے رکھی جاویں۔ ان کو میلا نہ ہونے دیں۔ گرد۔ دیمک۔ اور چوہوں سے بچانا۔ احتیاط سے رکھوانا اور اٹھانا۔

مدرسین کا عین فرض ہے۔ جو اشیاء بہ سبب کہنہ یا فرسودہ ہونے کے ردی ہو جاویں وہ بہ وقت معائنہ پیش کر کے خارج کرائی جاویں۔ اور بموجب حکم وہ تلف یا نیلام ہو جانی چاہئیں۔ ایسی اشیاء بہت دیر تک مدرسہ میں نہ پڑی رہا کریں +

ضبط و انتظام

(۱) - مانیٹر جماعت وار مقرر ہوں جو اپنے فرایض سے آگاہ اور تمیزی نشانات پہنے ہوئے ہوں ۔ مانیٹران کو اس طریق پر طیار کیا جاوے کہ ان سے انتظام و تعلیم مدرسہ میں مدد مل سکے۔ ان کو اس قابل بنایا جاوے کہ وہ جماعتوں کی حرکات و سکنات اور آمد و رفت وغیرہ کے ذمہ وار ہو سکیں۔

(۲) - حاضری وقت پر لگے۔ تختہ سیاہ کا باقاعدہ استعمال ہو۔ جھاڑن اور چاک تختہ سیاہ کے پاس موجود رہنے چاہئیں۔

(۳) - ایک خاص ٹائم ٹیبل پر باقاعدہ عمل ہو۔ ایسا نہ ہونا چاہئے کہ ایک دن کچھ بھی نہ پڑھایا جاوے اور پھر دوسرے دن دُگنا کام کیا جاوے۔ سارا سال کام سے دل چرانا اور امتحان کے نزدیک راتوں چراغ جلا کر پڑھانا قواعد صحت کے سخت برخلاف ہے۔ اس قسم کی بے قاعدہ محنت سے طلباء پر یکدم سخت بوجھ پڑ جاتا ہے۔ دماغ پریشان اور بے آرام ہو جاتا ہے۔ طلباء راتوں جاگنے اور بے وقت محنت کرنے سے امتحان کے روز مضطرب دماغ اور پریشان حال ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ سنا نہیں سکتے۔ اس وقت افسر معائنہ کنندہ کے سامنے ایسے عذر پیش کرنا کہ حضور کے رعب سے لڑکے گھبرا گئے ہیں۔ یا اس سال عام بیماری رہی ہے بے محل باتیں ہیں۔ جو استاد وقت پر کام کرتے ہیں۔ ان کو ایسا کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(۴) لباس اور جسم کی صفائی کی طرف خاص توجہ درکار ہے۔ با قاعدہ نہانا دانت صاف کرنا۔ اور جوتہ پہنے بغیر نہ چلنا۔ جزدان و کتابیں وغیرہ صاف ستھری رکھنا۔ لکھتے وقت انگلیوں کو سیاہی نہ لگنے دینا۔ قلم کو نہ چھڑکنا اور سلیٹوں پر نہ تھوکنا۔ اچھی عادات ہیں۔ ان باتوں کو مد نظر رکھنا معلم کا عین فرض ہے۔

(۵)۔ پانی کا انتظام اچھا ہونا چاہئے۔ گھڑے زمین پر بغیر ڈھکنے کے رکھنا اور لڑکوں کو ناپاک ہاتھ ان میں ڈالنے کی اجازت دینا اصول صحت کے برخلاف ہے۔ گھڑے حتے الوسع گھڑونچ پر ایسی جگہ اور حفاظت سے رکھے جاویں۔ جہاں کتّوں وغیرہ کی پہنچ نہ ہو سکے۔ ان کو ہر روز اندر اور باہر سے دھویا جاوے۔ پانی پینے کے گلاس کسی الماری میں یا کسی اور محفوظ جگہ مانیٹر کی تحویل میں احتیاط سے رکھے جاویں۔

(۶) پوائنٹر، گز، لیبے۔ انچوں فٹوں میں تقسیم۔ پاس۔ اور حاضری کی تختیاں موجود ہوں۔ اور ان کا باقاعدہ استعمال ہو۔

(۷)۔ کوشش کی جاوے کہ کسی طالب علم کو جماعت اول میں ایک سال سے زیادہ عرصہ نہ لگے۔ لیکن اگر کوئی لڑکا بیمار رہنے یا کسی اور وجہ سے کورس ختم نہ کر سکے اور فیل ہو جاوے تو اس کو پڑھائی ختم کرا کر دوسری جماعت میں کر دیا جاوے۔ دیرینہ میعاد کے طلبار کی تعلیم کا خاص خیال رکھا جاوے۔ جماعت اول کے طلبار کی ایک فہرست جن میں ان کا نام بمعہ تاریخ داخلہ ہو کمرہ جماعت میں آویزاں ہونی چاہئے۔ اور اس کی تجدید ہوتی رہے۔

(۸)۔ بعض مدارس میں دیکھا گیا ہے۔ کہ طلباء صبح سے شام تک مدرسہ میں موجود رہتے ہیں۔ استاد سارا دن تو پڑھا نہیں سکتے۔ جس وقت وہ ادھر اُدھر ہوتے ہیں۔ تو طلباء لڑتے جھگڑتے ہیں۔ مقررہ وقت سے زیادہ طلباء کو مدرسہ میں بٹھانے کے معنی ضبط کو خراب کرنا

مانیٹروں کے رعب میں خلل اندازی کرنا اور طلبار کو گھر کے کام کاج کرنے کا موقعہ نہ دینا ہے۔ اس طرح تعلیم کا سب سے بڑا منشا کہ طلبا پڑھکر گھر کا کام احسن طریق پر کر سکیں۔ فوت ہو جاتا ہے۔

(۹)۔ ہر جماعت کے طلبا ہمیشہ لیاقت وار بٹھائے جاویں۔ اس سے کمزور طلبار کی تعلیمی حالت کی روزانہ ترقی کا پتہ بخوبی لگتا ہے۔

تعلیم

تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ جملہ قوائے انسانی کی باقاعدہ اور یکساں نشو و نما ہو اور منشا یہ کہ انسان کو بہتر انسان بنایا جاوے۔ انسان وہ قواعد سیکھ جاوے جن کے ذریعے وہ دوسروں کے حقوق نگاہ رکھتے ہوئے تمدن میں ایک باوقار حصہ لے سکے۔ اپنے کاروبار دنیوی کو پہلے سے بہتر اور احسن طریق پر چلانے کے قابل ہو جاوے۔ بری خصلتوں سے نفور ہو۔ اور احسن خصایل اختیار کرنے کی طرف مایل ہو۔ اپنے آپ کو سمجھے۔ کہ میں کیا ہوں۔ اور کس مطلب کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ ذیل میں تعلیم کی مختلف اقسام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اخلاقی تعلیم

مدرسہ ایک باغیچہ ہے۔ اور بچے بمنزلہ پودوں کے ہیں۔ ایک درخت جنگل میں اگتا ہے۔ اور اس کا کوئی حفاظت کرنے والا نہیں ہوتا۔ اور دوسرا باغ میں اگتا ہے۔ جہاں مالی اس کو وقت پر پانی دینے اور اس کی غیر ضروری شاخیں کاٹنے اس کی ٹہنیوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دینے موسم کی شدت سے بچانے اور اس کے گرد و نواح کو صاف اور ستھرا رکھنے کی طرف خاص توجہ باقاعدہ طور پر مبذول کرتا رہتا ہے۔ جس سے اس کی نشو و نما اعلے

قسم کی ہوتی ہے۔ جو فرق ان دو درختوں کی حالت میں ہوگا۔ وہی فرق مدرسین کو اپنے نونہالان اور گلی کوچے کے آوارہ ناخواندہ طلباء میں پیدا کرنیکی کوشش کرنی چاہئے۔ طلباء کو طرز گفتگو۔ آداب مجلس۔ طریق نشست و برخاست سکھانا۔ نہایت ضروری ہے۔ بڑوں کا ادب کرنا۔ بزرگوں کا لحاظ رکھنا۔ دوسروں کے حقوق کو سمجھنا۔ لڑائی جھگڑے۔ دنگہ فساد سے باز رہنا۔ اور سچ بولنا ان کی عادت بنا دینی چاہئے۔ عالیجناب خان بہادر مولوی عمرالدین صاحب ایم۔ اے انسپکٹر مدارس فرمایا کرتے ہیں۔ کہ ہم کو وہ بچہ نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جو مدرسہ سے گھر جاکر یا سویرے اٹھکر اپنے والدین۔ بھائیوں۔ بہنوں اور راستہ میں کسی بزرگ کو ملنے پر سلام کرتا ہے۔ حرف کتابیں پڑھنا ہی علم نہیں بلکہ ان کے اندر جو نیک پند و نصائح ہوں۔ اپیر کاربند رہنا اصلی تعلیم ہے۔ نظمیں بھی وہی یاد کرائی جاویں۔ جو طلباء کی اخلاقی زندگی پر نیک اثر ڈالیں۔ اخلاقی تعلیم نصیحت اور تقلید پر منحصر ہے۔ استاد کو چاہئے کہ وہ طلباء کے سامنے اخلاق کا قابل تقلید نمونہ پیش کرے۔ صاف ستھرے استاد کے لڑکے صفائی پسند اور خوشخط ٹیچر کے شاگرد خود بخود خوش خط ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی دیگر نیک عادات وخصائل کا اثر پڑتا ہے۔ یہ مقولہ کہ جیسا معلم ہوگا ویسے ہی شاگرد ہونگے۔ بالکل حرف بحرف درست ہے۔ سچ ہے خربوزے کو خربوزہ دیکھکر رنگ پکڑتا ہے پورانے زمانہ کی اس بات کی سچائی کو کہ آدمی دستار گفتار۔ رفتار اور صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ ضرور مدنظر رکھنا چاہئے۔

تعلیم جسمانی

یہ تعلیم کی ایک نہایت ضروری اور مفید شاخ ہے۔ باقاعدہ ورزش کا انسانی صحت پر نہایت اعلےٰ اثر پڑتا ہے۔ انسان تندرست اور

مضبوط اور بشاش رہتا ہے - ان فواید کو مدنظر رکھ کر مدرسین کو چاہئے - کہ وہ اپنے شاگردوں کی تعلیم جسمانی کا خاص لحاظ رکھیں - اور ان کو باقاعدہ ورزش کرائیں - دیسی کھیلیں دوڑنا اور پیدل چلنا نہایت اعلٰے ورزشیں ہیں - جمناسٹک - دیسی کسرت اور ڈرل سے جسم کے مختلف حصوں کی ورزش مقصود ہے - اس امر کی شکایت ہے - کہ اس تعلیم کی طرف خاص توجہ نہیں کی جاتی - کسی مدرسہ میں کبھی یہ نہیں دیکھا گیا - کہ ہر جماعت کے ہر ایک لڑکے کو اپنی جماعت کا کورس ورزش اچھی طرح سے آتا ہو - صرف ایک مانیٹر ہوتا ہے - جو کورس یاد کر کے دوسروں کو ڈرل کراتا رہتا ہے - کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی - کہ ایک چھوٹا سا کورس پانچ سال کے عرصہ میں بھی ہر ایک لڑکے کو ازبر نہ ہو - کسی مدرسہ کی تعلیم جسمانی تب ہی اعلٰے کہی جاسکتی ہے - جبکہ ہر ایک لڑکا مانیٹر کے برابر طیار ہو - چستی - صفائی - اور حرکات کی یکسانیت ڈرل کی جان ہے - ورزش کراتے وقت غلطیوں کی صحت کرانا - اور پھر اس بات کا امتحان کر لینا کہ واقعی اس غلطی کی بیخکنی ہوگئی ہے ورزش سکھانے کا اصلی گر ہے - سارا سال باقاعدہ طور پر بچوں کو کھلانا چاہئے - بدیں غرض کہ کمزوروں کو مضبوط بنایا جاوے - وہی مدرسہ اچھا ہے جہاں کسی تعلیم میں سب لڑکے ایک جیسے ہوں - یا ایک جیسے بنانے کی کوشش ہوئی ہو - اگر کسی جماعت میں چند لڑکے بہت ہی اچھے ہیں - اور باقی خراب - تو ایسے مدرسہ کی تعلیم ہرگز تسلی بخش نہیں کہی جاسکتی - لہٰذا ورزش کے لئے ابتدائی سال سے ہی لڑکے طیار کرنے شروع کر دینے چاہئیں +

فن تعلیم

اس فن میں مختلف مضامین کے پڑھانے کا ڈھنگ بیان کیا جاویگا

ہر استاد کا فرض ہے کہ وہ ہر سبق کو اچھی طرح اصول تعلیم کے مطابق سمجھا کر طلبار کے ذہن نشین کرے۔ اس کو دھرائے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا طلبار واقعی سمجھ گئے ہیں۔ ان سے آموختہ ضرور سن لے۔ اور پھر آگے چلے۔ تھوڑا سبق اچھی طرح پڑھانا بہتر ہے۔ بہ نسبت بہت سے سبق کے جو طلبار کے لئے زیادہ اور ناقابل برداشت ہو جاوے۔ تعلیم کا اندازہ اس سے نہیں لگایا جاتا۔ کہ طلبار نے کوئی مضمون کتنا پڑھا ہے بلکہ اس سے کہ وہ مضمون اچھی طرح کتنا سیکھا ہے۔ استاد کو اپنا طریق تعلیم اس طرح پر رکھنا چاہیئے کہ جو عمدہ بات کاروبار زندگی کے مفید طلبا پڑھیں۔ اس پر عمل کرنے کے قابل ہو جاویں۔ اور ان میں علم کا شوق پیدا ہو جاوے۔ طوطے کی طرح بغیر سمجھنے کے کوئی بات نہ یاد کرنے دی جاوے +

لکھنا

شروع ہی سے باقاعدہ طور پر سکھایا جاوے۔ دیکھا گیا ہے کہ شروع سال ہی میں طلبار سارے حروف ابجد لکھنے سیکھ لیتے ہیں۔ لیکن نہایت بے اصول طریق پر خراب اور ٹیڑھے اور پھر تمام سال غلط اور بیقاعدہ ہی لکھتے رہتے ہیں۔ اگر پہلے ہم شکل حروف کے مختلف گروہوں کی مشق ایک ایک گروہ کر کے کرائی جاوے۔ اور غلطیاں ساتھ ساتھ درست کرائی جاویں تو لکھنے میں طلباء ترقی کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی استاد یہ احتیاط رکھے کہ کوئی حرف یا لفظ دوبارہ غلط نہ لکھے۔ تو یہ یقینی امر ہے۔ کہ اس کے لڑکوں کا خط بہت جلدی اچھا ہو جاویگا۔ خوشخط استاد کے لڑکے خوشخط ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر معلم خوشخط نہ بھی ہو۔ تو وہ بھی طلباء کے لکھنے کی نگرانی و تصحیح بموجب اصول خوشخطی کرنے سے ان کا خط عمدہ بنا سکتا ہے۔ بیت

گر تو مے خواہی کہ باشی خوشنویس + مے نویس و مے نویس و مے نویس

کا مطلب یہ نہیں کہ اگر ایک لفظ ایک دفعہ بے قاعدہ لکھا گیا ہے۔ تو اس کو بار بار اسی طرح بیقاعدہ طور پہ لکھنے سے آدمی خوشنویس ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ یا حرف جو ایک دفعہ بے قاعدہ لکھا جاوے اس کو دوسری دفعہ استاد کی اصلاح کے مطابق لکھے۔ اور پھر تیسری دفعہ اور عمدہ طور پر بنا کر لکھے۔

لکھنے کے لئے شروع میں لکیروں کی پابندی ضروری ہے۔ خوشخطی کے نقشوں کا استعمال باقاعدہ کیا جاوے۔

پڑھنا

لہجہ قدرتی ہونا چاہئے۔ گانے کی آواز یا سر میں پڑھنا بیقاعدہ ہے پڑھنا اس قسم کا ہو جس سے یہ سننے والا سمجھے۔ کہ کوئی شخص کسی مضمون پہ باتیں کر رہا ہے۔ روانی اور تلفظ کا خیال رکھا جاوے۔ سبق کا مطلب تشریح اور معانی الفاظ صاف اچھی طرح سمجھائے جاویں۔ زباندانی کی کوئی کتاب پڑھاتے وقت عمدہ عمدہ محاوروں۔ کارآمد اشعار اور گرامر کے متعلق شکل بناوٹ الفاظ کے نیچے رنگدار پنسلوں سے نشان لگوا دینے چاہئیں۔ طلبار کی واقفیت کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے ہر سبق کے نفس مضمون سے طلبار کو پوری آگاہی کرانا ازحد لازمی ہے۔

نظم خوانی

اخلاقی معنی خیز نظمیں سمجھا کر یاد کرائی جاویں۔ جن الفاظ پر کم و بیش زور دینا ہو۔ انپر پنسلوں سے نشان کرائے جاویں۔ سُر میں یا اٹک اٹک کر یا بناوٹی آواز میں شعر نہیں پڑھنے چاہئیں۔ آواز قدرتی ہو۔ ہر نظم کا خلاصہ مضمون طلبار کو اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے +

گانا

سر باقاعدہ ہو۔ اگر کوئی نظم طلبار اکٹھے ملکر گائیں۔ تو زیادہ بھلی معلوم

ہوتی ہے جب بہت سے طلباء اکٹھے ملکر گانے لگیں۔ تو ان کے کھڑا کرنے کی ترکیب یہ ہے۔ کہ سب سے موٹے نیچے سر یا آواز والا لڑکا بائیں کھڑا ہو۔ اسی طرح دائیں طرف قطار سب سے باریک اونچے سُر والے لڑکے پر ختم ہو گانا وسط قطار سے شروع کیا جاوے۔ کوئی نظم ایسی سر میں نہ گائی جاوے کہ طرز پوری کرنے کے لئے طلباء الفاظ کا تلفظ بگاڑنے پر مجبور رہوں۔

خطوط نویسی

دیہات میں زمینداروں کو ابتدائی تعلیم دینے کی یہ بھی ایک بڑی غرض ہے کہ وہ اپنے کاروبار کے متعلق خط و کتابت کرنے میں کسی کے محتاج نہ رہیں۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ جماعت پنجم میں اس مضمون میں خاص مشق کرائی جاوے یہ پڑھنے اور لکھنے کا پھل ہے۔ اس فن میں منی آرڈر نویسی۔ ہنڈی۔ اشٹام نویسی کا سکھانا بھی ضروری ہے

بہی کھاتہ

ہندی میں ہونا چاہئے۔ ہر مدرس کو چاہئے کہ وہ بہی کھاتہ سے اپنے آپ کو بہت جلدی اچھی طرح واقف کرے۔ زمیندار طلباء کے لئے اس کا سمجھنا۔ اور رکھنے کے طریق سے آگاہ ہونا۔ کاروبار زندگی کے لئے بڑا مفید ہے۔ تین پٹیاں رکھنی چاہئیں۔

اوّل سوڑ یا روزنامچہ۔ جس میں روز کی خرید و فروخت کی تفصیل نرخ اور خریدار کا نام درج ہوتا ہے۔

دوم روکڑ۔ اس میں ہر روز نقدی کا حساب لکھا جاتا ہے یعنی کتنے روپے نقد آئے کتنے دیئے گئے۔

تیسرا کھاتہ اس میں ہر ایک گاہک کا حساب علیحدہ علیحدہ درج کیا جاتا ہے

جغرافیہ

صرف چند اصطلاحات جغرافیہ ہیں جو جماعت دوم کو پڑھانی پڑتی ہیں

لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ سالہا سال کے بعد بھی کئی مدارس میں ان کو پڑھانے کی کوشش نہیں ہوتی۔ جب کوئی صاحب افسر معائنہ طلباء کے سامنے دوات اٹھا کر پیش کرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں۔ کہ لڑکو دیکھو اس کے اردگرد خشکی ہے اور درمیان میں پانی۔ بتاؤ یہ کیا بن گیا۔ تو جواب ملتا ہے کہ جھیل۔ اسی طرح پتھروں کے ڈھیر کو طلباء پہاڑ کہتے ہیں۔ نقاط سمت کا تصور۔ سارے سال میں بھی طلباء کو اچھی طرح نہیں ہوتا۔ زمین پر نمونہ اور بورڈ پر نقشے بنا کر ان اصطلاحات کو ذہن نشین کرانا چاہئیے۔ یہ قابل افسوس امر ہے کہ ہر سال سالانہ معائنہ پر کئی مدرسوں کے لڑکے یہی غلطیاں کرتے ہیں۔ خاکہ۔ تصویر۔ اور نقشہ کا فرق اچھی طرح ذہن نشین کیا جاوے

حساب

ہنوز سے پہلی جماعت کے لڑکے ۲۹۔۔ ۴۹۔ ۶۹۔ ۸۹۔ اور چہارم کے لڑکے سوا سو۔ ڈیڑھ سو۔ پونے دو سو۔ اڑھائی سو وغیرہ لکھنے میں غلطی کرتے ہیں پہاڑے کسری پہاڑے۔ نہایت ضروری ہیں۔ تقریبی حساب نکالنے میں ان سے بڑی مدد ملتی ہے۔ ان کا عملی استعمال ضرور سکھایا جاوے۔

حساب کے قاعدے۔ پہلے ایک قاعدہ اچھی طرح سمجھایا جاوے اس کے متعلق ہر قسم کی مثالیں تقریری طور پر نکلوائی جاویں۔ جب یقین ہو جاوے۔ کہ طلباء اصول سمجھ گئے ہیں۔ تو پھر سلیٹ پر سوال شروع کرائے جاویں۔ جب تک ایک قاعدہ اچھی طرح نہ آئے۔ دوسرا شروع کرانا فضول ہے۔ کئی مدارس میں یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ استاد سارے قاعدے بغیر یہ معلوم کرنے کے کہ طلباء کو آتے ہیں۔ یا نہیں۔ جلدی ہی ختم کرا دیتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ پڑھائی تو ختم ہو گئی۔ اب ان قاعدوں کو آہستہ آہستہ دہراتے رہیں گے۔ یہ خیال بالکل بے اصول ہے

تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایسے معلمین کے لڑکوں کو سال بھر کوئی قاعدہ بھی اچھی طرح نہیں آتا۔ مثلاً جماعت پنجم میں۔ مسطحات کے سوالات کے متعلق (طول × عرض)، × ۲ × بلندی کا بہت غلط اور بے محل استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی سوال میں لڑکے دیکھ لیں۔ کہ کمرہ کی بلندی دی ہوئی ہے۔ تو بغیر سوال کے پڑھنے کے اور بغیر یہ معلوم کرنے کے کہ کیا پوچھا گیا ہے۔ فوراً یہ فارمولا (قاعدہ مندرجہ بالا) لگا دیتے ہیں۔ ایسا ہی دوسرے قاعدوں میں بھی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ عبارتی سوالات معمولی معمولی قاعدوں کے بھی طلبا آسانی سے نہیں نکال سکتے۔ جماعت چہارم میں پھیلاوٹ کے قاعدے کی طرف ضروری توجہ درکار ہے۔ جماعت دوئم کو جمع یا تفریق کے سوالات شروع کرانے سے پہلے بھی رقمیں صحیح لکھنے کی مشق از حد ضروری ہے۔

اسباق الاشیاء

(۱) اشیا آلات مکمل طور پر طیار ہوں

(۲) سامان پورا ہو۔

(۳) ہر جماعت کے اسباق کا سامان علیحدہ علیحدہ گتوں پہ مرتب کیا جاوے مثلاً بکری کے سبق کا گتا اس طرح پہ طیار کیا جاوے۔ کہ اس پہ بکری کی تصویر ہو۔ اور جو مفید چیزیں جو اس جانور کے بالوں یا سینگوں وغیرہ سے بنی ہوئی روزمرہ استعمال میں آئیں۔ وہ بھی تصویر کے ساتھ لگائی جاویں جو چیزیں کسی سبق کے متعلق گتوں پہ نہ لگ سکیں۔ وہ چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں ڈال کر گتوں کے ساتھ لٹکائی جاویں۔ سیال اشیاء کو چھوٹی بوتلوں یا ڈبیوں میں رکھا جاوے۔ ہر جماعت کے اسباق کا سامان اس طرح آراستہ ہو۔ کہ سارے اسباق ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر دہرائے جا سکیں۔

(۴) کوشش کی جاوے۔ کہ ہر سبق اصلی چیز طلبا کو دکھا کر پڑھایا جاوے۔

(۵) ہر چیز کے متعلق علاوہ اس کی شکل وشباہت کے وہ باتیں بھی پڑھائی جاویں۔ جو زندگی کے کاروبار میں مفید ہوں۔

گفتگو

اس سے مدعا یہ ہے کہ کسی زبان کا صحیح بولنا سکھایا جاوے۔ اس میں جملوں کی بناوٹ وترکیب۔ الفاظ کے درست اور برمحل استعمال کا خیال کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایک ہی مضمون اسباق الاشیاء اور گفتگو کے لئے رکھا جاتا ہے۔ جب اس مضمون پر گفتگو کرانی ہو۔ تو زباندانی کے قواعد کے لحاظ کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ یعنے آیا جو جملے طلبار نے اس شے کے متعلق بولے یا کہے ہیں۔ ان میں کوئی محاورہ یا گرامر کی غلطی تو نہیں ہوگئی۔ لیکن اگر اسے بحیثیت اسباق الاشیاء کے سبق پڑھانا ہو۔ تو پھر توجہ جملوں کی بناوٹ وغیرہ کی طرف اتنی نہیں رہتی۔ جتنی کہ اس امر کی طرف کہ طالب علم نے اس شے کی ماہیت یا خواص کے متعلق کوئی بات خلاف واقعہ تو نہیں کہی۔ گفتگو کراتے وقت سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ طلباء کو بھی سوال کرنے کا موقعہ دینا چاہئے۔ ان کی طرف سے صرف جواب ہی جواب نہ ہوں۔

نقشہ کشی

پہلے مربعوں میں کرائی جاوے۔ ملک کے طول وعرض کی صحیح نسبت ذہن نشین کرائی جاوے۔ اکثر سلیٹوں پر مشق ہونی چاہئے۔ جب تک یاد سے کوئی نقشہ ٹھیک نہ کھینچ سکے۔ تب تک سمجھنا چاہئے۔ کہ ان کو نقشہ کشی نہیں آتی کئی طلبار کی کاپیاں صاف ستھری۔ اور اپنے نقشے درست کھینچے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ لیکن جب ان کو یاد سے نقشہ کھینچنے کے لئے کہا گیا ہے۔ تو انہوں نے نہایت بھدے خاکے کھینچ کر دکھائے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی آنکھ و ہاتھ کی تربیت ادھوری ہے۔ پنجاب اور ہند کا نقشہ پانچویں جماعت سے کھچوانا شروع ہوتا ہے۔ اور امتحان انٹرنس میں بھی بعض اوقات یہی

نقشے پوچھے جاتے ہیں۔ آپ یقین جانئیے کہ کئی طلبار وہاں بھی خاکے صحت اور درستی سے نہیں کھینچ سکتے عکس اندازی روکنی نہایت ضروری ہے

مساحت

اس مضمون کی تعلیم جتنی ہو عملی ہونی چاہئیے۔ پیمایش کے مختلف پیمانے طولانی و مربع۔ اور مختلف اشکال کی تعریف سے طلبار کو بخوبی واقف ہونا چاہئیے۔ آلات پیمایش کے نام۔ بناوٹ اور استعمال سے واقفیت کرائی جاوے۔ پیمایش کا سب کام طلبار کے ہاتھوں سے باقاعدہ طور پر سرانجام ہونا چاہئیے۔ پیمایش کی ایک نوٹ بک ہر طالب علم کے پاس ہو۔

کاغذات زمین کے متعلق واقفیت ہر زمیندار طالب علم کے لئے بڑی مفید اور ضروری ہے۔

باغیچہ یا کھیت مدرسہ

اسباق الاشیاء اور کھیتی کی کتابوں کے متعلق موسمی اشیاء کاشت کی جاویں۔ کھیت سر سائیوں میں تقسیم ہو۔ اور سالانہ معائنہ پر دکھانے کے لئے ہی طیار نہ کیا جاوے۔ بلکہ سال بھر رہے۔ جو اشیار کاشت کی جاویں ان کی تاریخ کاشت و دیگر باتیں پودوں کے نشو و نما کے متعلق طلبار ایک نوٹ بک میں درج کرتے رہیں۔ ہر کیاری پر کاشت شدہ چیز کا نام ایک ایک ایستادہ لکڑی کے ساتھ لکھکر لگا دیا جاوے۔ آلات کشاورزی یا ان کے نمونے موجود ہوں۔ ہل طلبا سے چلوایا جاوے۔ نلائی، آبپاشی اور کھاد کا انتظام بھی انہی کے سپرد ہو۔

عجائب خانہ مدرسہ۔ جن اشیاء کے نام کتب درسی میں آتے ہیں۔ وہ طلبار کو دکھانے کیلئے سب اکٹھی کی جاویں۔ اس طرح ایک بڑا مجموعہ کارآمد اشیاء کا اکٹھا ہو جاتا ہے۔

کنڈر گارٹن

تعلیم کی یہ ایک نہایت دلچسپ اور مفید شاخ ہے۔ جو معلمین نورمل سکول سے اس مضمون کی تعلیم حاصل کر کے آتے ہیں۔ ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے سکول میں اس کا رواج دیں۔ ترقی کے وقت خاص کام دکھانے والوں کا خاص خیال رکھا جاویگا۔

انجمن معلمین

کے اجلاس میں شامل ہونا ہر ایک استاد کے لئے ضروری اور مفید ہے مہینہ میں جو جو تعلیمی مشکلات پیش آئیں وہ بھی ایسے موقع پر حل ہو سکتی ہیں۔

نوٹ ۔ افسران معائنہ کنندگان کے ریمارکس کو غور سے پڑھئے ۔ جو نقائص وہ ایک معائنہ پر بتلا جاویں ۔ ان کو محنت اور جانفشانی سے رفع کرنے پر ایک مدرسہ کی تعلیم کی ترقی منحصر ہے ۔ رائے بک نائبوں کو بھی پڑھائی جایا کرے ۔ جو احکام دفتر سے آئیں ۔ وہ بھی نائبوں کو دکھانے چاہئیں ۔

محمد اسحاق ۔ بی ۔ اے ۔

نظم ونسق مدرسہ اور مدرسین کیلئے چند ضروری ہدایات

از جناب لالہ وسندہ رام صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع ملتان

ہم جناب لالہ وسندہ رام صاحب بی۔ اے کے از حد مشکور ہیں۔ کہ آپنے ہماری درخواست پر ذیل کا مضمون لکھکر نہ صرف اپنے ماتحت مدرسین کو نہایت مفید اور ضروری باتوں سے آگاہ کر دیا ہے۔ بلکہ جملہ اپنے کام میں کامیاب ہونے کے خواہشمند مدرسین کو ایک بیش بہا نصائح کا خزانہ عطا کر دیا ہے۔ جس طرح سے کہ جناب لالہ وسندا رام صاحب بی۔ اے اور چند دیگر صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر نے ہدایات لکھکر اپنے ماتحت اور دیگر مدرسین پر یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ وہ مدرسین سے کیا چاہتے ہیں۔ اگر اسی طرح سے وہ دیگر صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر بھی جنہوں نے اس بارہ میں اب تک لب کشائی نہیں کی ہر معاملہ کے متعلق اپنے دلی خیالات اور خواہشوں کا اظہار کر دیں۔ تو نہ صرف مدرسین ہی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ بلکہ جہاں کار تعلیم عمدہ ہو سکتا ہے۔ وہاں مدرسین اور صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر کے باہمی تعلقات خوشگوار ہونے کے علاوہ صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کو بھی اپنے کام میں بہت آسانی اور سہولیت ہو سکتی ہے۔

جناب لالہ صاحب ممدوح نے اپنے مضمون میں مدرسین کے لئے مکان مہیا کرنے کی ضرورت پر جو زور دیا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ اس کے لئے ہم اور مدرسین اس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں۔

کم ہے۔ کاشکہ جملہ اضلاع پنجاب کی لوکل باڈیاں (Local Bodies.)
اس طرف نظر الطاف وشفقت کہ غریب مدرسین کی اس بڑی
دقت اور تکلیف کو رفع کر دیں۔ جو ان کو دیہات میں (جہاں کرایہ
کے لئے مکان نہیں ہوتے) مکان مفت میسر نہ آنے اور شہروں اور
قصبوں میں کمی تنخواہ کی وجہ سے کرایہ پر مکان حاصل نہ کر سکنے سے
ہوتی ہے۔

اڈیٹر۔

اچھا نظم ونسق مدرسہ کی جان ہے۔ اس کے بغیر انتظام مدرسہ درست
نہیں رہ سکتا۔ اور نہ ہی مدرس کو امور تعلیم میں خواہ کتنی ہی کیوں نہ کوشش
کرے کامیابی ہو سکتی ہے۔ اگر مدرس کے کام میں باقاعدگی نہیں ہے۔
تو خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے۔ سب رائگاں جائے گی۔ مدرس
کو چاہئے کہ ہر روز صبح مدرسہ لگنے سے پہلے اپنا اطمینان کر لے۔ کہ آیا کمرہ تعلیم
سامان کی کوٹھڑی اور مدرسہ کے احاطہ کی صفائی درست طور پر ہوئی ہے
اگر نہ ہوئی ہو تو سب سے پہلے صفائی اچھی طرح کرائے۔ اور آیندہ کے لئے
پورا پورا انتظام کرے۔ ایسے مکان میں جو صاف نہ ہو گھنٹوں تعلیم پانے
سے طلبار کی صحت میں فرق آجائے گا۔ اور ان کی تعلیم میں خلل پیدا ہوگا
ٹاٹوں کے نیچے سے بھی فرش کو ہفتہ میں کم از کم ایک دو بار صاف کرا دینا
چاہئے۔ اور نیز ٹاٹوں کو اچھی طرح جھڑوا دینا ضروری ہے۔ قلموں کی تراشیں
اور گٹھلیاں وغیرہ کمرۂ تعلیم اور احاطہ مدرسہ میں پھینکنے کی طلبار کو ممانعت
ہونی چاہئے۔ بہتر یہ ہے۔ کہ کمرہ کے باہر ایک ٹوکری رکھی جاوے اور
طلبار کو ہدایت کی جاوے کہ اس میں قلموں کے تراش اور کاغذ وغیرہ ڈالیں
اور سکول بند ہونے پر ہر روز اس ٹوکری کو مدرسہ سے دور پھنکوا دیا
جایا کرے۔ ٹاٹوں پر سیاہی کے قطرے ڈالنے سے بھی طلبار کو باز رکھا

جانا مناسب ہے۔ اس مطلب کے لئے طلبا ربلاٹنگ کاغذ کا ٹکڑا یا گدگدا پارچہ استعمال کر سکتے ہیں۔ بعض طلبا میں ایک خراب عادت یہ پائی جاتی ہے۔ کہ دیواروں پر نام یا کوئی فضول باتیں لکھ کر ان کو خراب کر دیتے ہیں۔ اس قبیح عادت کو بھی روکا جانا چاہئے۔ کیونکہ طلبا کی یہ عادت بھی اچھے نظم ونسق کی علامت نہیں ہے۔ مدرسین اور طلبا ہر دو کے لئے مناسب ہے کہ جوتیاں کمرۂ تعلیم سے باہر ترتیب وار رکھیں تاکہ ان میں باقاعدگی کی عادت پیدا اور راسخ ہو۔ دروازوں کے مدخلوں میں بھی فرش بچھانا چاہئے۔ تاکہ مٹی اور کوڑا کرکٹ پاؤں کے ساتھ اندر نہ آئے۔ کمرۂ تعلیم میں ٹائم ٹیبل تعلیم کی سکیم (سالانہ سہ ماہی وار کام کی) اور اسباق الاشیاء۔ نظم خوانی۔ عام ومقامی تعطیلات۔ ممبران کمیٹی اور اقوام کمین وغیرہ کی فہرستیں لٹکا رکھنی چاہئیں۔ چند مفید پند ونصائح کا خوشخط لکھ کر لٹکانا بھی ضروری ہے۔ اس سے طلبا کے اخلاق اور عادات کی درستی ہوتی ہے۔ ان مضامین پند ونصائح صفائی۔ پابندی وقت۔ وقت کی قدر وقیمت۔ فوائد علم۔ محنت۔ ہر روز کا کام ہر روز کرنا۔ ورزش وغیرہ کے متعلق ہدایات ہونی چاہئیں۔ سامان مدرسہ کو قرینہ سے صاف ستھرا رکھا جاوے۔ اور اس سے طلبا کو فایدہ بھی پہنچایا جاوے۔ ورنہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اکثر ایسا دیکھا جاتا ہے۔ کہ مدرسین سامان کے طلب کرنے میں بیصبر ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے استعمال کرنے میں سست۔ یہ سرکار کا روپیہ ضائع کرنا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ جو سامان ذرا سی مرمت کرانے سے کچھ مدت استعمال میں آسکتا ہے اسے ردی کر کے پھینک دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا نامناسب ہے۔ سرکار کی چیزوں کو جس کے مدرسین نمک خوار ہیں ویسی ہی احتیاط سے استعمال کیا جانا چاہئے۔ جس طرح سے کہ وہ اپنی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں۔ اگر

مدرسہ کا کنٹنجنٹ ر) ایسا ضعیف ہے کہ خرچ مرمت کی اس
میں گنجایش نہیں ہے تو بذریعہ رپورٹ علیحدہ منظوری لے لینی - اس سے
بہتر ہے کہ کسی چیز کو بالکل پھینک ہی دیا جاوے - تختہ سیاہ اور الماری
وغیرہ کے روغن کرنے کے لئے مدرسین کو کوئی روغن کا نسخہ آپ
برتنا چاہئے - اور سال بھر میں دو تین دفعہ روغن خود کرا لینا چاہئے
ایسی چیزیں صدر میں نہیں بھیجی جا سکتیں اور نہ ہی کوئی کاریگر گاؤں
میں ایسا کام کرنے کے لئے ملتا ہے - اگر ایسا نہ کیا جاوے تو جلد ہی
نکمی ہو جائیں گی - اور لوکل باڈی کو رز کثیر چیزوں کو بار بار اور جلدی دینے
پر خرچ کرنا پڑے گا - جو اشیا بالکل ردی ہو گئی ہوں اور ان کی بجائے
اور مل چکی ہوں ان کو فوراً خارج کرا دینا چاہئے - تاکہ کمرۂ تعلیم یا سامان
کی کوٹھڑی خواہ مخواہ نہ رُکے رہیں -

طلبار کا اچھا طرز نشست بھی اچھے نظم و نسق کی دلیل ہوتا ہے - اکثر
مدرسین اس بارے میں غلطی کرتے ہیں - چاہئے - کہ طلبار کو سبق پڑھانے
کے وقت اپنے سامنے کھلا کھلا بٹھلائے - اور حساب کے سوالات
نکالنے اور املا لکھنے اور نقشہ کشی وغیرہ کے لئے بھی انہیں سیدھی قطاروں
میں ایک دوسرے کے پیچھے ایسا کھلا کھلا بٹھائے کہ ان کو نقل کرنے کی
عادت نہ پڑے - اور طرزِ نشست بھی ایسا ہو کہ اپنی تختی سلیٹ یا کاپی کے
اوپر نہ جھکیں - اور چپ چاپ کام کرتے رہیں - بعض بعض جگہ ایسا بھی
نوٹس میں آیا ہے کہ بہ وجہ رہایش مدرس مکان مدرسہ میں اس کی
رہایش اور کھانے پینے کی متعلقہ چیزیں پڑی ہوتی ہیں - مکان مدرسہ
کو خانگی صورت دینا اچھا نہیں ہے - اول تو مدرس اپنا علیحدہ انتظام
کرے تو بہتر ہے - ورنہ ایسی صورت سے رہے کہ مدرسہ کی شکل میں
ذرا فرق بھی نہ آوے - اچھا تو یہ ہوگا کہ سررشتہ تعلیم مدرسین کی رہایش

کے لئے ایک کمرہ اور آگے ایک چھوٹے سے صحن اور باورچیخانہ کا انتظام کرے ۔ ملازمان ریلوے ڈیپارٹمنٹ ۔ ڈاکخانجات ۔ پٹواریان کی نظیریں موجود ہیں ۔ کیا غریب مدرسین کے لئے یہ سہولت ضروری نہیں ہے ۔ خصوصًا دیہات میں بالعموم مدرسین کو مکان ملنے محال ہوتے ہیں ۔ اگر لوکل باڈی پر خرچ بڑھتا ہے ۔ تو یہ خرچ سیدھے سادھے کم قیمت مکانات مدرسہ بنانے سے کم کیا جا سکتا ہے ۔ بہرحال اگر مدرس کی رہایش کا انتظام مکان مدرسہ کے ملحق لیکن علیحدہ ہو جاوے تو نظم ونسق مدرسہ میں ان کی مدرسہ کی رہایش سے جو نقص اکثر پیدا ہو جاتا ہے وہ دور ہو جائے گا ۔ ہر جماعت کا کام ٹائم ٹیبل کے مطابق کیا جاوے ۔ تو ہر مضمون میں کامیابی کی بڑی امید ہو سکتی ہے ۔

مدرسین اکثر غلطی کرتے ہیں کہ اسباق الاشیاء ۔ طریق الصحت ۔ کھیتی جغرافیہ وغیرہ مضامین کو شروع سال میں بالائے طاق رکھتے ہیں ۔ اور آخیر سال پر ان پر زور دیتے ہیں ۔ اسے اچھا نظم ونسق نہیں کہہ سکتے ۔ اس سے ان مضامین کی تعلیم با سمجھ نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ رٹوائے جاتے ہیں ۔ جو تعلیم کے اصلی مدعا کے خلاف ہے ۔

وسندہ رام ۔ بی ۔ اے

فرائض مدرسین

ازجناب لالہ شودیال صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع حصار

جناب لالہ شودیال صاحب بی۔ اے نے ذیل میں جو دس نصیحتیں کی ہیں۔ وہ جس قدر مختصر الفاظ میں ہیں۔ اسی قدر ضروری اور پر معنی ہیں۔ آپ نے ان نصائح کو اس سبب سے کہ ع دانا را اشارتے کافی ہست بالتفصیل بیان کرنے کی ضرورت خیال نہیں کی۔ امید ہے۔ کہ آپ کی ان نصائح سے نہ صرف ان کے ضلع کے مدرسین بلکہ جملہ ناظرین معلمین فائدہ اٹھائیں گے۔ کیونکہ یہ نصائح ہر جگہ اور ہر حالت میں مفید ہیں۔

اڈیٹر

(اول)۔ مدرس نیک چلن۔ خوش اخلاق۔ بے طمع۔ اور اپنے فرائض منصبی کو محنت اور ایمانداری سے انجام دینے والا ہونا چاہئیے +

(دوم) مدرس کو گاؤں میں رسوخ پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اپنی شخصیت کا اثر لڑکوں پر ہی نہیں بلکہ ان کے والدین پر بھی ڈالے +

(سوم) مدرس کا برتاؤ اپنے لڑکوں کے ساتھ نہایت ہمدردانہ اور پدرانہ ہو۔ تاکہ لڑکے اس سے مانوس ہوں اور مدرسہ میں آنا بجائے تکلیف کے آرام خیال کریں۔

(چہارم) مدرسین کو چاہئیے کہ وہ کبھی کبھی تعطیل کے روز اپنے آس پاس کے علاقہ میں جاکر تعلیم کا ذکر اذکار کیا کریں۔ اور آس پاس کے دیہات

سے اپنے مدرسہ کے لئے لڑکے بھرتی کرتے ہیں

(پنجم) مدرسین، نہ صرف کتابی تعلیم پر ہی اکتفا کریں۔ بلکہ اپنے شاگردوں کی جسمانی اور اخلاقی تعلیم کا بھی اس کے ساتھ ساتھ خیال رکھیں۔ تاکہ ان کے طالب علم مضبوط۔ خلیق۔ خدا ترس۔ مودب اور وفادار گورنمنٹ ہوں +

(ششم) مدرسین کو اپنے مدرسے اور لڑکوں کے جسم اور لباس کی صفائی کی طرف پوری پوری توجہ رکھنی چاہئے۔ تاکہ ان کے طلباء میں صفائی کی عادت پیدا ہو جاوے۔

(ہفتم) مدرس کی طبیعت ڈانواں ڈول نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ اپنے کام اور پیشہ کو عمدہ سمجھکر اپنے فرائض کو یکدلی سے ادا کرے۔ نہ کہ افسران کے خوف یا کسی اور لالچ سے۔

(ہشتم) مدرسین کو عام علمی کتب کا عموماً اور کتب طریقہ تعلیم کا خصوصاً مطالعہ کرتے رہنا چاہئے۔ تاکہ ان کے علم میں ترقی اور واقفیت میں تازگی ہو۔ اور ان کا طریقہ تعلیم ایسا ہو جس سے طلباء کے حواس اور عقل میں ترقی ہو۔

(نہم) چاہئے کہ مدرس چست وچالاک زندہ دل اور ورزش میں شوق لینے والا ہو۔ تاکہ اس کے طلباء بھی ویسے ہی بنیں۔

(دہم)۔ مدرس اپنے وقت کا پابند ہو۔ اور اپنے مدرسہ کی تمام اشیاء کو ترتیب اور قرینہ کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر رکھکر اپنے مدرسہ کو آراستہ اور پیراستہ رکھے۔ تاکہ اسکے لڑکوں میں بھی باقاعدگی اور قرینہ کی عادت پیدا ہو +

شو دیال۔ بی۔ اے

مدرسین کیلئے مفید ہدایات

از جناب لالہ چرنجی لال صاحب شرما سب ڈپٹی انسپکٹر (اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس) ضلع علی گڑھ

جناب لالہ چرنجی لال صاحب شرما۔ نے ذیل کا مضمون عنایت فرماکر ہمیں ازحد مشکور احسان کیا ہے۔ امید ہے۔ کہ ہمارے مدرس ناظرین اس مضمون کو پڑھکر جو نقایص ان کے حسب حال ہیں ان کو رفع کرکے اس سے مستفیض ہونگے۔

اڈیٹر

معائنہ کے وقت پرائمری سکولوں میں جو عام تعلیمی نقائص پائے جاتے ہیں۔ اور افسران کے بارہا لکھنے پر بھی رفع نہیں ہوتے۔ ان کا کچھ بیان کرنا ہی آج کے مضمون کا مدعا ہے۔ امید ہے۔ کہ مدرس صاحبان اسے بغور مطالعہ فرماویں گے۔

۱۔ لکھنے کے نقائص

فریق ا کی تختیاں صاف نہیں رہتیں۔ طلبار اپنے لکھے ہوئے کو ہاتھ یا کسی کپڑے سے مٹا کر اسی میلی تختی پر پھر لکھنے لگتے ہیں۔ اگر بہت کیا تو کچھ پانی ڈال کر ہاتھ پھیر دیا۔ اس سے اور بھی خراب ہو جاتی ہیں تختیوں پر ملتانی مٹی یا تو بہت گاڑھی چڑھاتے ہیں یا پتلی۔ اگرچہ فریق ب اور درجہ ا کی تختیاں فریق ا کی تختیوں سے صاف ہو جاتی ہیں۔ مگر جیسی چاہیئیں وہ بھی نہیں ہوتیں۔ قلم بھی بہت چھوٹے چھوٹے سرکنڈے کے ہوتے ہیں۔ اور درست بنے ہوئے نہیں ہوتے دواتوں کا عجب حال دیکھا

گیا ہے کسی میں گوند کی سیاہی کسی میں برائے نام روشنائی ۔ کسی میں کوئلا ہی گھلا ہے ۔ پھر ایسا تمام سامان بھی ہر ایک طالب علم کے پاس نہیں ملتا ۔ کسی کے پاس تختی ہے تو دوات نہیں اور دوات ہے تو قلم ندارد ۔ غرضیکہ سامان تعلیم کا معقول انتظام نہیں ملتا ۔

طلبہ سے اپنی نگرانی میں نہیں لکھایا جاتا ۔ اور لکھتے وقت اُن کو بتایا نہیں جاتا کہ تم کیا غلطی کرتے ہو ۔ اور اپنی مرضی کے مطابق جیسا چاہتے ہیں لکھتے رہتے ہیں ۔ املا لکھاتے وقت بھی مدرسین اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ لڑکا کس قسم کے حروف بنا رہا ہے ۔ نشست درست ہے یا نہیں کیونکہ ان کا منشاء تو صرف یہ ہوتا ہے کہ املا صحیح لکھ دیں ۔ حروف خواہ کیسے ہی ہوں ۔ اصلاح بھی صرف غلطیوں کی کی جاتی ہے حروف کی بناوٹ اور ملاوٹ کی درستی نہیں کی جاتی ۔

کاپی خوش خطی عموماً دوپہر ہی میں مدرس کے سو لینے یا کھانا پکانے کے وقت لکھی جاتی ہیں اور ان کا لکھنا بھی طلبہ کی مرضی پر موقوف ہے مدرس مدرسہ میں آکر ایک ساتھ دستخط کر دیتے ہیں ۔

خوش خطی اور املا کے علاوہ اور کچھ لکھنے کو تو لکھنا ہی نہیں سمجھا جاتا خواہ طلبا پینسل سے لکھیں ۔ خواہ کسی اور چیز سے غلط صحیح ٹیڑھا سیدھا جیسا چاہے لکھ لیں ۔ حساب کے عبارتی سوالات ۔ اور جغرافیہ کے نوٹس وغیرہ ہمیشہ غلط اور بدخط لکھے جاتے ہیں ۔ غرضکہ لکھنا اچھا نہیں ہوتا خصوصاً فریق آ ۔ اور ب کا ۔ باقی درجات کا املا تو درست کرا دیا جاتا ہے مگر خوش خطی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ۔ فریق ا و ب کے لڑکے باریک قلم سے ٹیڑھے سیدھے حروف تختیوں پر گھسیٹتے رہتے ہیں ۔ باقی درجات کی کاپی خوش خطی کے حروف منظور شدہ کاپیوں کے حروف سے نہیں ملتے ۔ العرض خوش خطی بہت ہی بُری دیکھی جاتی ہے ۔ بالخصوص حروف

کے دایرے سے بالکل درست نہیں ہوتے۔ اوپر ہی رہ جاتے ہیں یا بالکل نیچے نکل جاتے ہیں۔

اصلاح کا علاج

جو دفعات تختی پر لکھتے ہیں ان کی تختیاں صاف رہنی چاہئیں۔ یعنی ہندی خوان کی تختیوں پر سیاہی چڑھی ہوئی ہو اور وہ گھٹی ہوئی ہوں اردو خوان کی تختیوں پر ملتانی مٹی چڑھی ہو۔ مگر بہت گاڑھی نہ ہو۔ مناسب فاصلے پر لکیریں کھنچی ہوں۔ لڑکوں کو ہدایت کرو کہ یہ کام شام کے وقت گھر پر کر لیا کریں تاکہ صبح مدرسہ میں وقت ضائع نہ ہو۔ قلم بھی موٹے اور عمدہ بنے ہوں۔ جن کے خراب ہوں خود بنا دو۔ دوات اور بدھے کا درست کرانے کے بعد طلبہ سے اپنی نگرانی میں لکھاؤ۔ اول تختی پر تھوڑا سا تم خود لکھو پھر لڑکوں سے کہو۔ کہ تم ایسا ہی لکھو۔ خواہ تھوڑا ہی لکھیں مگر بنا بنا کر لکھنا چاہئے۔ جن درجات میں کاپیاں لکھائی جاتی ہیں۔ ان کی کاپیاں کاپی سلپ کے برابر لمبی ہوں۔ ہاں چوڑی چاہے جتنی ہوں۔ ناپ ناپ کر اسی کاپی کے برابر دوری پر سطور کھنچاؤ۔ قلم بھی اسی قدر موٹا ہو۔ پھر طلبہ سے کہو۔ کہ ان کاپیوں کے حروف کو دیکھ دیکھ کر ایسے ہی حروف بناؤ۔ درمیان میں آپ خود ان کو غلطیوں سے آگاہ کرتے جاؤ۔ جب ایک لائن لکھ چکیں تو کلاس کو کھڑا کر کے کاپی سلپ سے ان کے حروف کا مقابلہ انہیں سے کراؤ اور جہاں فرق ہو جواب طلب کرو اور کہو کہ خبردار۔ دوسری لائن میں یہ غلطیاں ہرگز نہ رہیں جو حروف بہت بُرے بنے ہوں ان کی مشق سادہ صفحہ پر کرا لو۔ غرضیکہ خوش خطی کا کام آپ اپنی نگرانی میں کراؤ۔ علاوہ خوش خطی کے طلبہ اور جو کچھ لکھیں عمدہ لکھیں۔ لاپرواہی سے گھسیٹ کر کچھ نہ لکھا کریں۔ ایسا کرنے سے وہ صاف اور خوش خط لکھنے کے عادی ہو جاویں گے۔

ا۔ پڑھنے کے نقائص

فریق آ اور ب کے طلبہ کو اپنی کتابیں زبانی یاد ہوتی ہیں وہ دیکھ کر نہیں پڑھتے۔ اور تلفظ غلط ہوتا ہے۔ سبق کی سرخی کو تو کسی درجہ کے طلبا نہیں پڑھتے اور نہ اس کا مطلب سمجھتے ہیں۔ ساتواں سبق کی جگہ ہمیشہ سبق سات پڑھتے ہیں۔ اصول خوش خوانی کی بھی مطلق پروا نہیں کرتے۔ کتب کی علامتیں طلبہ کو نہیں سمجھائی جائیں۔ بعض صورتوں میں مدرسین خود بھی نہیں سمجھتے۔ جملوں اور محاورات کا مطلب اور استعمال نہیں بتایا جاتا۔ بڑے درجات میں الفاظ کی تشریح۔ مرادف الفاظ۔ الفاظ کی ضد۔ تلمیح وغیرہ ضروری باتیں نہیں بتائی جاتیں۔ صرف ونحو پڑھانا تو گناہ سمجھا جاتا ہے۔ نظم موزون پڑھنا نہیں بتایا جاتا۔ نظم سے نثر بامحاورہ کرنا نہیں بتایا جاتا۔ نظم کا مطلب مشرح سمجھا کر نہیں بتایا جاتا بلکہ زبانی رٹا دیا جاتا ہے۔

۲۔ وجوہات

مدرسین اس مضمون کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس کے پڑھانے نہ پڑھانے کا ثبوت ہی کیا ہے۔ افسر معائنہ سے کہہ دیں گے کہ ہم نے تو بہت کچھ پڑھایا سمجھایا مگر طلبہ نے یاد نہیں کیا۔ سوائے اس کے انسپکٹر کے اچھے اور بُرے ہونے سے ہرج ہی کیا ہے۔ طلبہ املا اور حساب میں پاس ہونے پر ترقی پا ہی جاوینگے علاوہ بریں مدرسین کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اور جو باتیں ان کو معلوم نہیں ہیں دوسروں سے دریافت نہیں کرتے اور نہ لغات دیکھنے کی تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ ہاتھ میں کتاب لیکر سبق نہیں پڑھاتے طلبہ جو کچھ پڑھتے ہیں۔ سنتے چلے جاتے ہیں۔ کہیں درمیان میں بہت مہربانی کی تو کسی لفظ کے معنی بتا دیئے۔ بلیک بورڈ سے کام نہیں لیتے

ابتدائی درجات کے طلبہ کی توجہ حروف دیکھ کر پڑھنے کی طرف مایل نہیں کراتے وہ زور زور پڑھتے چلے جاتے ہیں اور مدرسین سنتے رہتے ہیں بڑے درجات میں صرف ونحو کتاب کے تعلق سے نہیں پڑھایا جاتا۔ مدرسین خود بطور نمونہ کبھی نہیں پڑھتے۔

۳۔ اصلاح کا طریقہ

طریقہ تعلیم کی کتب میں جو طریقہ زباندانی کے پڑھانے کا لکھا گیا ہے اسی طرح پڑھانا چاہیئے۔ الفاظ ومحاورات مشکلہ کو بلیک بورڈ پر لکھ کر ان کے تلفظ اور معنی طلبا کو یاد کراؤ۔ ادنےٰ درجات کے پڑھانے میں مدرس خود بجو د بطور نمونہ پڑھ کر سنادے۔ بڑے درجات میں چنداں ضرورت نہیں۔ نظم اصول خوشخوانی کے مطابق پڑھانے کی کوشش کرے محاورات اور جملوں کو شرح سمجھادے۔ محاورات کا استعمال طلبہ سے نئے جملے بنوا کر کرائے۔ نظم سے نثر یا محاورہ کرا کر طلبہ ہی سے مطلب اخذ کرائے۔ صرف ونحو کی ضروری باتیں بتا کر سبق کا خلاصہ سمجھادے۔

حساب کے نقایص

ہندسے صاف اور مکمل نہیں بنتے۔ عمل مشکوک اور گنجان ہوتا ہے۔ حاشیہ نہیں چھوڑا جاتا۔ ایک ایک صفحہ پر کئی کئی سوالات حل کئے جاتے ہیں۔ باریک قلم یا ہولڈر سے حل کیا جاتا ہے۔ اعداد مجرد کو اعداد مقرون کے برابر لکھا جاتا ہے کسریں بذریعہ اجزا ضربی حل نہیں کی جاتیں۔ تناسب کی علامتیں غلط لگائی جاتی ہیں۔ حساب تجارت کا عمل عموماً غلط کیا جاتا ہے

۲۔ وجوہات

مدرسین ریاضی کی مستند کتب کا مطالعہ نہیں کرتے تاکہ صحیح اور صاف حل کرنا آجاوے۔ صرف جوابات دیکھ کر صحیح یا غلط کی نشانی بنا دیتے ہیں عمل دیکھنے کی تکلیف برداشت نہیں کرتے۔

۳۔ اصلاح کی تدابیر

اول ۹ تک کے ہندسوں کی مشق کرائی جاوے۔ عمدہ قلم سے خوش خط عمل کرایا جاوے۔ برے یا غلط عمل ہونے پر صحیح جواب بھی غلط ماننا چاہئے۔ حساب کا عمل بغور دیکھا جاوے۔ عمدہ کتب کے مطالعہ سے اپنی کمی پوری کی جاوے۔

آخری درخواست

میں نے جو کچھ لکھا ہے بہت اختصار کیساتھ عرض کیا ہے۔ امید ہے کہ مدرسین اسی سے اپنے خیالات کو وسیع کر کے تمام نقائص سے آگاہ ہو جاویں گے اور اپنی اصلاح خود ہی کر لینگے اگر یہ مضمون مدرسین کو مفید اور پسند ہوا تو آئندہ دیگر مضامین پر لکھنے کی ہمت کی جاوے گی۔

چرنجی لال شرما

مدرسین کیلئے ضروری ہدایات

ازجناب چودھری حکم چند صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی قائمقام

ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گوڑگانوہ

جناب چودھری حکم چند صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی نے نہایت مہربانی کرکے ذیل کے مضمون میں ان تمام نقایص اور غلطیوں کے اظہار کے علاوہ جو عموماً مدرسین سے سرزد ہوتی ہیں۔نہایت سادگی اور صفائی کے ساتھ بہت سی ایسی ضروری ہدایات بھی درج کردی ہیں۔جن کا مدرسین کو اپنے کام میں کامیاب ہونے کے لئے اچھی طرح سے معلوم ہونا نہایت ضروری ہے۔امید ہے۔کہ مدرسین اس سے ضرور فایدہ اٹھاکر چودھری صاحب کے مشکور احسان ہونگے

اڈیٹر

اگر بغور دیکھا جاوے تو مدرس کا کام ایک باغبان کے مانند ہے جس طرح مالی پودے کا خیال رکھتا ہے۔کہیں سے اس کی کانٹ چھانٹ کرتا ہے۔کبھی پانی دیتا ہے۔کہ یہ پودا خاص عمر کو پہنچ کر اچھا پھل دے۔اسی طرح اصل مدرس کا یہ کام ہے کہ وہ بچے کو ہر طرح سے ایک اچھے درخت کی مثال بنادے۔اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری ہے۔کہ وہ اپنے پیشہ میں ماہر ہو۔جس کے لئے علاوہ اور بہت سی باتوں کے حسب ذیل باتوں کا مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

۱۔ مختلف مضامین پڑھانے کے متعلق

(۱) سب سے پہلے ہم اسباق الاشیا یعنی تعلیم ہی کو لیتے ہیں۔ہر ایک بچے میں قدرتی خواہ مصنوعی اشیاء کے اندرونی حالات دریافت کرنےکا

شوق ہوتا ہے۔ چھوٹے سے بچے کو اگر کوئی کھلونا دیا جاوے تو جبتک وہ اس کو توڑ پھوڑ کر نہ دیکھ لیگا تب تک اس کو صبر نہ آئیگا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے۔ ایسے اسباق میں اصلی اشیاء کا بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ بچے ان کو خود اچھی طرح دیکھیں۔ اور جب بچے اشیاء کو اچھی طرح مشاہدہ کرلیں۔ تو مناسب ہے۔ کہ پھر بذریعہ سوالات ہر بات کا جواب لیا جائے۔ اور جو باتیں تختہ سیاہ پر لکھنے کے قابل ہوں تختہ سیاہ پر درج کی جائیں۔ نیز ضروری ہے۔ کہ مدرس اشیاء کی تصاویر تختہ سیاہ پر کھینچے۔ اور طلباء سے بھی کھنچوائے۔

(ب) حساب کی تعلیم میں بھی حتے الامکان چیزیں بہم پہنچانی چاہئیں۔ مثلاً تیلیاں کوڑیاں وغیرہ ان پر قیمت بھی کچھ زیادہ خرچ نہیں ہوتی اور کار تعلیم بھی آسان ہو جاتا ہے۔ طلباء کو تیلیاں اور کوڑیاں دے کر مدرس ان سے جمع تفریق ضرب تقسیم وغیرہ کے سوالات اصلی شئے کے تعلق سے ذہن نشین کر سکتا ہے۔ پھر انہی سوالوں میں سے دو چار سوالات بغیر اشیاء کے تعلق کے زبانی پوچھے جائیں تو امید ہے کہ طلباء بخوبی جواب دیں گے۔ اگر تحویل کے اسباق پڑھانے ہوں۔ تو اس کے لئے پائی پیسے۔ دھیلے۔ اکنی۔ دونی چونی۔ وغیرہ سکہ جات ہونے چاہئیں۔ اور بذریعہ سوالات پائیوں کے پیسے۔ پیسوں کی پائیاں۔ آنوں کے پیسے وغیرہ بنوا کر قاعدے ذہن نشین کرانے چاہئیں۔ مسطحات کا سبق دینا ہو تو اصلی شئے کا مشاہدہ کراؤ۔ اور مربع انچ وانچ مربع اور مربع فٹ اور فٹ مربع کا فرق بخوبی ذہن نشین کراؤ۔ اور جب دیواروں کا رقبہ نکالنا سکھانا ہو۔ تو کمرے کی دیواروں کا تعلق گنتے کی بنی ہوئی فرضی دیواروں کے ساتھ دلانا چاہئے۔ اور جب صندوق

وچبوترے کا رقبہ نکلواؤ۔ تو چاہئے۔ کہ صندوق اور چبوترے کے ذریعے سمجھاؤ۔ تاکہ قاعدہ ان کی سمجھ میں اچھی طرح آجائے +

(ج) پڑھنا سکھانے میں یہ معلوم رہے۔ کہ بچہ مشابہ حروف میں تمیز کرنا حروف لکھنے سے ہی سیکھتا ہے۔ جب تک اُن سے حروف کی شکلیں نہ لکھوائی جائیں گی۔ ان کو حرفوں کی شناخت ہونا مشکل ہے۔ زبانی ہجے کرانا بے فائدہ ہے۔ الفاظ لکھ کر اس کے ہجے کراؤ۔ یعنی بچوں کو آنکھوں کی امداد سے ہجے سکھائے جانے چاہئیں۔ نہ کہ کانوں کی وساطت سے۔ مطالعۂ زبان میں تقلید اور مشق کو زیادہ استعمال کرو۔ اگر تم بچوں کی زبان درست کرنا چاہتے ہو۔ تو ان کو الفاظ صاف طور پر کہنے اور بولنے کی مشق کراؤ۔ اور جو الفاظ وہ پڑھ چکے ہیں۔ ان کی مشق فقروں میں ڈال کر کراؤ۔ اور باہم گفتگو بھی کرتے رہو۔ موٹی موٹی باتیں جو قواعد کے متعلق دریافت کرنی یا بتانی ہوں۔ تو سبقوں کے ہمراہ بتاؤ اور دریافت کرو۔ نہ کہ صرف ونحو کی لکھی ہوئی مثالوں کو حرف بحرف زبانی رٹواؤ جب طلبا سے کتاب میں سے مضمون سبق پر سوالات کئے جائینگے اور قواعد کی منتخب کردہ باتیں دریافت کی جائیں گی۔ تو لڑکوں کی سمجھ میں وہ سبق اچھی طرح آئیگا۔ آجکل جو کتابوں کا نیا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ ان میں مندرجہ بالا خوبیوں کا ایک جزو پایا جاتا ہے۔ ہمیں اور آپ کو ایسے مصنفوں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ کہ جنہوں نے ایسی مفید کتابیں مرتب کی ہیں +

(د) لکھنا سکھانا ہم پہلی جماعت ہی سے شروع کرتے ہیں۔ یکساں الفاظ کی مشق دو چار روز تک برابر کرانے جاؤ۔ اس بات کا خیال مت کرو۔ کہ طلبا ایک ہی روز میں آ سے یےؔ تک لکھنا سیکھ جائیں

بار بار لکھنے سے اس حرف کے بنانے کی بہت اچھی مشق ہو جاتی ہے نیز اس کی اصلی صورت بھی بخوبی ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ پہلی جماعت کے واسطے مدرس خود سطریں کھینچے یا بڑی جماعت کے کسی ہوشیار لڑکے سے کھنچوا دے +

الف کے لئے دو لمبی لکیروں کے درمیان کھڑی لکیریں کھنچوائے اور ب کیواسطے دو کھڑی ہوئی لکیروں کے درمیان پڑی لکیریں کھنچوائی جائیں۔ مگر یہ کام چھوٹے بچوں سے تھوڑی دیر کرانا چاہئیے اگر وہ خود نہیں لکھ سکتے تو ان کا ہاتھ پکڑ کر لکھوایا جائے۔ ایسے وقت میں اگر اور جماعتیں مدرس کے تعلق ہیں ہوں تو ان کو لکھنے یا حساب نکالنے کا کام دے دینا چاہئیے۔ تاکہ وہ بیکار نہ رہیں۔ اصلاح دیتے وقت اپنے اور طلبار کے لکھے ہوئے الفاظ کا فرق واضح کرو اگر چھوٹی جماعتوں کو املا لکھوانا ہو۔ تو ان سے اسی سبق کو املا کے طور پر لکھواؤ۔ جو کہ انہوں نے سبق یا خوشخطی کے طور پر لکھا ہو چونکہ پہلے لکھنے سے ان کی مشق ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس حالت میں طلبار عبارت کو جلدی خوشخط اور صحیح لکھیں گے۔ بڑی جماعتوں سے خواہ مدرسہ میں خواہ گھر پر املا کے سبقوں کا مطالعہ کراؤ۔ اور مشکل الفاظ لکھ کر ان کے ہجے کراؤ۔ اور اس کے بعد عبارت لکھواؤ۔ اور بعد ازاں عمدہ طریقہ سے اصلاح دو۔

۲۔ **نظم ونسق مدرسہ**۔ اچھے یا بڑے مدرسہ کا سرسری طور پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ لگ جاتا ہے کہ آیا مدرسہ کا انتظام کیسا ہے۔ کام باقاعدہ ہوتا ہے یا بے قاعدہ اور مدرس کا ضبط طلبار میں کیسا ہے اور ان کا سلوک استادانہ وشاگردانہ ہے یا نہیں۔

ضبط دو طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) بلحاظ طلبار (۲) بلحاظ مدرس۔

دیہاتی مدارس میں صفائی کے واسطے طلباء کے ممبر مقرر کرنے چاہئیں بچوں میں صفائی کی عادت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ دو چار روز اپنے سامنے ان سے صفائی کرانی چاہئے اور ان کو چیزوں کے باقرینہ اور بحفاظت رکھنے کا شوق دلایا جاوے۔ گو آپ کو دو چار روز ان کے ساتھ کام کرنے میں دقت تو معلوم ہوگی۔ مگر اس طرح کام کرانے سے یہ دقت آرام کی صورت میں تبدیل ہو جائے گی۔ پڑھائی شروع ہونے سے پیشتر دیکھ لیا جاوے کہ کوئی چیز بے قاعدہ تو رکھی ہوئی نہیں ہے۔ کہیں کوڑا کرکٹ نہ پڑا ہو۔ اگر ایسی حالت ہو تو فوراً درست کراؤ کوئی لڑکا غلیظ لباس پہن کر مدرسہ میں آوے۔ تو شرم دلانے کے بعد اس کو اسی وقت گھر واپس بھیجدو۔ تاکہ وہ یا تو اور صاف کپڑے پہن کر آوے یا وہی کپڑے جو اس نے پہنے ہوئے ہیں۔ صاف کر کے پہن کر حاضر ہو۔ ہر ایک جماعت کا ایک ہوشیار مانیٹر مقرر کرو۔ اور مانیٹروں کو ان کے فرائض اچھی طرح بتاؤ۔ مانیٹر لکھنے پڑھنے اور دیگر کاموں میں باقاعدگی کا خیال رکھیں۔ لکھنے یا سوال نکالتے وقت سب لڑکے ایک طرف منہ کریں۔ اور دایاں گھٹنا دبا کر بیٹھیں۔ جب کوئی بڑا آدمی مدرسہ میں آوے۔ تو مانیٹر سٹینڈ کہے اور ون اور ٹو کے حکم سے سلام کو پورا کرے۔ ایسا کرنے سے پانچ سات روز میں ہی عادت ہو جائیگی۔ طلبار کو ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں قطار میں اور باترتیب جانا چاہئے۔ طلبار کو عادت ڈالو۔ کہ وہ اپنے بزرگوں استادوں کو سلام کیا کریں۔ جب راستے میں تم کو کوئی طالب علم ملے۔ اور وہ سلام نہ کرے۔ تو ہرگز درگزر نہ کرو۔ بلکہ اس سے اسی وقت سلام کراؤ۔

(ب) ضبط مدرسہ بلحاظ مدرسین۔

طلبار کے سامنے ہمیشہ پاک اور صاف رہو۔ کبھی گندے الفاظ زبان سے نہ نکالو۔

بہت سے مدرس طلبار کو "الو کا پٹھا" "سور کا بچہ" "حرام زادہ" وغیرہ وغیرہ الفاظ کہا کرتے ہیں۔ ایسے الفاظ جو طلباء کی ذات سے دوسرے پر تجاوز کر جائیں اپنی زبان سے نہیں نکالنے چاہئیں۔ ہاں اگر ضرورت ہو۔ تو بدتمیز۔ بدشعور۔ بے عقل وغیرہ کہہ کر شرم دلا سکتے ہو۔ طلبار کے سامنے ہنسی ٹھٹھا کی گفتگو زبان پر نہ لاؤ نہ ان کے سامنے چرٹ یا حقہ نوشی کرو۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ طلبار کی حاضری زیادہ اور باقاعدہ ہو۔ تو روزمرہ باقاعدہ حاضری لو۔ دو تین روز کی اکٹھی ہی رجسٹر میں نہ بھرو۔ اس میں اول تو طلبار کی حاضری میں بے قاعدگی اور کمی واقع ہوتی ہے۔ دوم۔ اگر کوئی افسر آجائے۔ تو اس کی خفگی کا باعث ہوتا ہے۔ پڑھائی شروع ہونے سے پیشتر طلبار سے اپنے ساتھ ساتھ بہت شانتی کے ساتھ۔ نہ کہ شور مچا مچا کر کوئی دعائیہ نظم کہلواؤ۔ بہتر یہ ہے۔ کہ سب طلبار کو وہ نظم زبانی بھی یاد ہو۔ دعا کے بعد کار تعلیم شروع کرو تاکہ خدا کی مہربانی سے طلبار کو علم جیسی نعمت حاصل ہو۔

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ آپ کے طلبار نیک بنیں۔ تو آپ خود نیک اور با اخلاق بن کر ان کے لئے نمونہ بنو۔ اور پھر نصیحت آمیز کہانیاں یا قصے اور ہدایات کیا کرو۔ اور جو کچھ ان کو بتلاؤ ان پر خود بھی کاربند رہو۔ آٹھویں روز ان کے کپڑے صاف کرا دیا کرو۔ طلبار ایسے کام خوشی سے کرتے ہیں۔ اور ان کو کچھ دقت معلوم نہیں ہوتی۔ اپنے طلبار سے کوئی لین دین کا معاملہ نہ کرو +

۳۔ پبلک سے سلوک۔ پبلک کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی بہت سے امورات کا خیال رکھنا چاہئیے۔ جن میں سے کچھ ضروری بیان کئے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی لڑکے کا والد یا سرپرست مدرسہ میں آوے تو اس کو باعزت بٹھاؤ۔ اور اس کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرو۔ اور شیریں زبانی سے گفتگو کرو۔ اور اس کے لڑکے سے جس کا وہ ولی یا سرپرست ہے۔ کچھ لکھنے پڑھنے کا کام کراؤ جس سے کہ اس کی طبیعت خوش ہو۔ اور تعلیم کا شوق زیادہ ہو اگر بچے کو کچھ تکلیف ہو۔ تو اس کے رفع کرنے کے لیئے اس سے کہو مگر اثنا عرصہ بھی اس سے بات چیت نہ کرتے رہو۔ کہ آپ کے کام میں ہرج ہو۔ جن بچوں کے والدین آپ کے پاس آتے ہوں۔ گاہے بگاہے آپ بھی ان کے پاس جایا کریں۔ اور ان کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد ان کے بچے کی پرورش اور تربیت کی بابت ان کو ضروری ہدایت کیا کریں۔ اور علم کے فائدے ان کے ذہن نشین کیا کریں +

۴۔ افسران سے مدرس کا سلوک۔ جب کوئی مدرس باقاعدہ کام کرنے والا ہوتا ہے تو اس کو افسر سے خواہ وہ کسی وقت آجائے دہشت نہیں ہوتی۔ لیکن جو کاہل وجود اور بے قاعدہ کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کو ہر وقت اپنے افسر کا خوف رہتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ افسران کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں جب مدرس اپنے فرائض منصبی کو پورے پورے طور پر سرانجام دے۔ تو سب افسر اس کے خیر خواہ ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی افسر مدرسہ میں آوے تو پہلے اس کو خوب باقاعدہ سلام کرو۔ پھر جب وہ اندر آئے تو طلبار سے اس کو باقاعدہ سلام کراؤ اور پھر طلبار کو بٹھا کر خود

خود مودب کھڑے ہو جاؤ۔ اور ہر ایک سوال کا جواب بہت سنجیدگی کے ساتھ دو۔ کسی طرح سے گھبراؤ نہیں۔ اگر کوئی قصور ہو جاوے تو اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دو۔ چھوٹا موٹا جواب نہ گھڑو۔ امید ہے کہ قصور کا اقرار کرنے سے افسران بالا معاف کر دیں گے۔ اگر آپ کو کسی طرح کی تکلیف ہو۔ تو ایکانت میں ان سے کہو۔ امید ہے کہ وہ تمہاری تکلیف کو پورا کرنے کی تدابیر کرینگے گا۔ مگر یہ جبھی ہو سکتا ہے۔ کہ جب مدرس اپنا کام مستعدی سے کرتا ہو۔

۵۔ فرائض مدرسین۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ مدرس دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف پانچ گھنٹے ہی مدرسہ میں رہتا ہے۔ اس لئے مدرس کا کام بہت محدود ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھ کر مدرسوں کو اس قلیل وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مدرس کو چاہئے کہ طلباء کے خانگی حالات سے واقفیت حاصل کرے۔ نیز اس بات کا بھی پتہ لگاوے۔ کہ وقت مدرسہ کے علاوہ وقت میں بچے کی تربیت کیسی ہوتی ہے۔ اگر اس میں کوئی خرابی ہو۔ تو اس کے والدین کو سمجھا کر۔ اس کمی کو پورا کرانا چاہئے۔ مثلاً خوراک اور لباس کی عمدگی کا معقول انتظام کرادے مگر مدرس کو اس بات کا خیال رہے کہ جو تعلیم و تربیت اس کے مدرسہ میں ہوتی ہے۔ وہ ہر طرح سے قابل اطمینان ہے۔ مثلاً ہوا کی آمد و رفت۔ کمرے کی روشنی۔ نشست طلباء۔ طلبا کی استعداد۔ اور عمر اور صحت بدنی کے لحاظ سے ان کا کام ان باتوں کا خوب خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی مدرس۔ کہ وہ اپنا کام بہت خوبی اور ہوشیاری کے ساتھ کرے۔ تو اس کو اپنے کام کا ٹھیک اور صاف خیال ہونا چاہئے۔ کہ مجھ کو کیا کرنا ہے۔ اور میں اپنے فرائض میں کس طریقہ سے

کامیاب ہو سکتا ہوں۔ کامیابی کے لئے جس لیاقت اور قابلیت کی
ضرورت ہو مدرس میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً ہم ایک مثال
پیش کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑھئی کو صندوق بنانا ہے۔ تو صندوق کی
بناوٹ اس کے خوب ذہن نشین ہونی چاہئے۔ اور اسے یہ معلوم
ہونا چاہئے کہ کن کن اوزاروں سے اور کس کس طرح سے کام
لینا چاہئے۔ اور دیگر کس کس چیز کی ضرورت ہے۔ یہی حساب ہوبہو
مدرس کا ہے۔ کیونکہ اس نے بھی طلبا کو ایک مقفل صندوق کی
مانند بنانا ہوتا ہے۔ بلکہ مدرس کا کام بڑھئی سے ہزار ہا گنا اہم ہے
کیونکہ لکڑی کو توڑ پھوڑ لینا بہت آسان ہے۔ لیکن ایک حیوان کو
انسان بنانا بہت ہی مشکل ہے۔ اور چونکہ بچوں سے ہی قوم بنتی ہے
اس لئے صاف ظاہر ہے۔ کہ قوموں کا بگاڑنا اور سنوارنا۔ مدرسین
ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پس مدرسین کا کام دنیا کے سب پیشہ وروں
سے زیادہ اہم۔ نازک اور ذمہ واری کا ہے +

حکم چند بی۔ اے۔ بی۔ ٹی

مکان مدرسہ

ازجناب سوڈھی جگت سنگھ صاحب بی۔اے اسسٹنٹ
ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع فیروزپور

جناب سوڈھی جگت سنگھ صاحب نے ذیل کے مضمون میں مکان مدرسہ کو صاف رکھنے۔ضبط مدرسہ اور طلباء کے مکان مدرسہ میں چپ چاپ رہنے کی ضرورت اور اسکی تدابیر۔طلباء کی نشست کے ڈھنگ اور تختہ سیاہ کے استعمال وغیرہ کے متعلق جو ضروری ہدایات کی ہیں۔درحقیقت جس مدرسہ میں ان پر عمل نہیں ہوتا۔وہ صحیح معنوں میں مدرسہ کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔اور جس مدرسہ میں یہ اوصاف نہیں۔اس کا حق ہی نہیں۔کہ اسے اصلی مدرسہ کہا جائے۔اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔کہ اصحاب مدرسین اس مضمون کو پوری پوری توجہ سے پڑھیں گے۔اور ساتھ ہی اس کو اپنا دستورالعمل بنا کر اس سے پورے پورے طور پر مستفید ہونگے

اڈیٹر

ہمارے ملک میں جماعتوں کے بیٹھنے کے کمرے اچھے دلکش اور فرحت بخش نہیں ہوتے۔اگرچہ بعض حالتوں میں ان میں روشنی ہوا اور حرارت کا معقول انتظام ہوتا ہے۔اور مکان مدرسہ کا محل وقوع صحت کے لحاظ سے بھی اچھا ہوتا ہے۔تاہم اکثر اوقات کمرۂ تعلیم کی دیواریں برہنہ۔بھدّی اور نفرت دلانے والی پائی جاتی ہیں۔اور دیکھنے والے کی طبیعت بشاش نہیں ہوتی۔معلم مکان مدرسہ کی بڑی عالیشان اور نفیس عمارت کے بنائے جانے کا ذمہ وار نہیں ہے۔مگر اسے چاہئیے

کہ مکان کو صاف اور ستھرا رکھے۔ سامانِ تعلیم کو اس ترتیب اور قرینے سے لگائے کہ اچھا معلوم ہو۔ اور جماعت کے بیٹھنے کے کمرے کو ایسے طریقے سے سجائے اور آراستہ کرے۔ کہ اس کو دیکھنے سے ہی استاد کی لیاقت ذہانت اور طلبار کی استعداد کا پتہ لگ سکے۔

جب کوئی آدمی ایک پراگندہ پڑے ہوئے سامان والے اور بے ہنہ اور بھدی دیواروں والے خراب کمرۂ تعلیم میں سے گذر کر کسی ایسے کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ جس کی دیواریں طلبار اور معلم کی دست کاری کے نمونوں فوٹو کی تصویروں اور خوبصورت رنگین نقشوں اور چارٹوں سے آراستہ ہوں جس میں عمدہ پودوں اور پھولوں کے گملے آرائش کے طور پر موجود ہوں جہاں کہ اسباق کے متعلق مختلف چیزوں کا مستقل اور حتے الوسع مکمل ذخیرہ صاف ستھرے طریقہ کے ساتھ ایسی ترتیب سے آراستہ ہو۔ کہ بچوں کا عجائب گھر معلوم ہو۔ اور جہاں دیگر قسم کے مختلف نمونے اور طلبار کے اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے کھلونے دکھائی دیں۔ تو دیکھنے والا معلوم کرتا ہے۔ کہ میں غیر ذمہ وار اور فرضی کام کرنے والے مدرس کے کمرے سے گذر کر ایک اصلی۔ لایق اور تجربہ کار استاد کے کمرے میں آگیا ہوں۔ جو کہ ہر وقت بڑے شوق اور محنت و سرگرمی سے کارہائے تعلیم میں کوشاں رہتا ہے۔ اور جس کو طلبار میں دلچسپی پیدا کرنے کا خاص ملکہ حاصل ہے۔

نہایت عالیشان۔ بہت کشادہ ہوادار اور قیمتی ساز و سامان سے آراستہ کمروں کی چنداں ضرورت نہیں۔ جو کہ بڑی بھاری لاگت سے تیار ہوں۔ بلکہ مدرس اپنے طلبار کی کوشش سے کمرۂ تعلیم کو خوبصورتی و نفاست سے آراستہ کرے۔ جس سے کہ مدرسے کے تمام کام ہمیشہ فرحت بخش معلوم ہوں۔ اور دیکھ کر طبیعت بشاش ہو جائے +

ہمارا یہ منشار نہیں ہے کہ اس ملک کی قلیل تنخواہ پانے والے

مدرسین اپنی جماعتوں کے کمروں کو خوبصورت بنانے میں اپنے پاس سے کچھ خرچ کریں۔ روپیہ صرف کرنے کی ضرورت نہیں ذرہ سی محنت۔ کوشش اور خاصہ شوق اور دلچسپی درکار ہیں۔ برہنہ اور خراب دیواریں طلبا کے بنائے ہوئے نقشوں اور تصویروں یا خوشخطی اور دیگر دستکاری کے عمدہ نمونوں کے نیچے چھپ سکتی ہیں۔ اس طرح سجی ہوئی دیواروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ معلم اور متعلم علم حاصل کرنے میں بڑی سعی اور کوشش کرتے ہیں۔ اور ان سے ان کے اپنی سعی عقل و دانش سے کام لینے کا پتہ لگتا ہے ان باتوں سے کمروں کی خوبصورتی ہی نہیں بڑھتی۔ بلکہ ان طلبار کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔ جن کی دستکاری کے نمونوں کی اس طرح سے نمایش کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مدرسے کی دیواروں پر لٹکانے کے لئے۔ جانوروں پودوں اور پہاڑ جھیل دریا وغیرہ قدرتی نظاروں یا جغرافئے کے کسی منظر طبعی اور کلوں۔ کارخانوں وغیرہ کی تصویریں اور کئی قسم کے رنگدار خوبصورت نقشوں سے مکان کی زیبایش بھی ہو جاویگی۔ اور عام اشیاء۔ جغرافیہ وغیرہ مضامین کے سبقوں کی توضیح کا بھی ایک بڑا ذریعہ جمع ہو جائے گا۔ ریشمی کیڑوں وغیرہ کے پالنے یا خوبصورت اور مفید پھولوں اور ضروری پودوں کے لگانے اور نشو و نما کرنے سے علم طبعی یا قدرتی اسباق کے پڑھانے میں کافی مدد ملتی ہے۔ جس سے طلبار کی استعداد اور ذہانت بڑھتی ہے۔ چند بیل بوٹے۔ گملے اور پھولدان مدرسہ کی رونق اور مذاق کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں۔ چمکیلے رنگ دار پھول۔ کاغذ اور نمونہ جات چھوٹے بچوں کو بہت بھاتے ہیں۔ ان کے ذہن کے واسطے خوراک بنتے ہیں اور ان میں تعلیم کی اشتہا پیدا کرتے ہیں ✤

مدرسہ ہر بات میں ایسا صاف ستھرا اور آراستہ و پیراستہ ہونا چاہئے کہ طلبا اسے ایک متبرک و مقدس جگہ خیال کر کے وہاں چپ چاپ بیٹھکر

تعلیم حاصل کریں۔ کھیل کے میدان میں لڑکے جتنا شور وغل چاہیں کریں مگر مدرسہ میں ان کو بالکل اجازت نہ ہونی چاہئیے کہ وہ کھیلیں کودیں۔ یا ایک دوسرے کی طرف کنکر یا بیر وغیرہ کی گٹھلیاں پھینکیں۔ سوا سے خاص حالتوں کے سکول ٹائم کے بعد طلبار کو مدرسہ میں بیٹھنے کی اجازت نہ دینی چاہئیے البتہ کبھی کبھی کلاس مانیٹر یا دیگر ہشیار طلبار کو اجازت دی جاوے۔ مکان مدرسہ اور کمرۂ تعلیم کے ٹھیک استعمال اور برتاؤ سے طلبار کی تادیب اور اخلاق پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے +

طلبار کی نشست وغیرہ کے بارے میں بھی کافی توجہ دینی چاہئیے کہ طلبا آگے یا پیچھے کی طرف جھک کر یا ٹیک لگا کر نہ بیٹھیں۔ مدرس کو اپنی جائے نشست۔ تختہ سیاہ۔ ہوا اور روشنی کا خیال رکھ کر طلبار کو اس طریقے سے بٹھانا چاہئیے۔ کہ روشنی بائیں طرف اور اوپر سے پڑے۔ کئی مدرسوں میں دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ مدرسین تختہ سیاہ کو باقاعدہ استعمال نہیں کرتے۔ تختہ سیاہ تو سکولوں کی روح وروان ہے۔ لائق اور نالائق استادیں کسی اور چیز سے اتنی صفائی کیساتھ تمیز نہیں ہوسکتی جتنی کہ تختہ سیاہ کو چستی اور لیاقت کیساتھ استعمال کرنے اور نہ کرنے سے ہوتی ہے +

طلبار کو اس طرح سے بٹھاؤ۔ کہ وہ تختہ سیاہ کو نظر پر زور ڈالنے کے بغیر بخوبی دیکھ سکیں۔ اور مدرس تمام طلباء کو ایک ہی نظر سے دیکھ سکے۔ لڑکوں کو دروازوں اور کھڑکیوں کے درمیان اس طریقے سے بٹھانا چاہئیے کہ تازہ ہوا کی رَو ان کے بیچوں بیچ گذر سکے۔ طلبار کو کمرے کے تین طرف دیواروں کے ساتھ ساتھ بٹھانے اور مدرس کا چوتھی طرف کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ جس کے عام طور پر ہمارے مدرسین عادی ہیں نہایت نامناسب اور برا ہے۔ سب سے عمدہ اور بہتر طریقہ یہ ہے۔ کہ چھوٹے اور بڑے قدوالے لڑکوں کا خیال رکھکر اس ترتیب سے قطاروں

میں بٹھایا جائے۔سب طلبار کا مُنہ مدرس کی طرف ہو۔اور قطاروں کے درمیان اور دونوں طرف طلبار کے آنے جانے کے واسطے جگہ کافی ہو۔اس طرح بیٹھنے سے طلبار ہمیشہ مدرس کی نظر کے سامنے رہیں گے۔اور نظر بچا کر شرارتیں نہ کیا کریں گے۔ اگر برعکس اس کے طلباء مدرس کے دائیں۔ بائیں اور سامنے کی طرف قطاروں میں بیٹھے ہوتے ہوں۔ تو ان کی طرف مڑ کر دیکھنے سے مدرس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور تمام لڑکوں پر نظر بھی ٹھیک طور سے نہیں پڑ سکتی +

طلبار میں ایک بری عادت قلم سے سیاہی کا فرش وغیرہ پر چھڑکنا ہے۔ اور اس طرح سے وہ اپنے کپڑوں۔جزدانوں اور کتابوں وغیرہ کو بھی خراب کر لیتے ہیں۔ لکھنے میں اس قدر سیاہی خرچ نہیں کرتے جس قدر کہ اس طرح بیہودہ ضائع کرتے ہیں۔مدرس کو چاہئے۔کہ اپنے ضبط کو کام میں لاکر طلبار کی اس بری اور گندی عادت کو دور کرے۔ اس کا بہتر علاج یہ ہے۔کہ طلبار کو اپنی سیاہی آلودہ جگہ کے صاف کرنے پر مجبور کیا جاوے + طلبار میں سلیٹوں کو تھوک سے صاف کرنے کی بدعادت کو بھی روکنا چاہئے شروع ہی سے بچوں میں ایسی عادت پیدا کرو۔کہ فرش اور دیواروں کو خراب نہ کریں۔پنسل۔قلم۔ چاک۔وغیرہ سے دیواروں۔دروازوں اور کھڑکیوں پر کچھ نہ لکھیں۔ اور نہ ہی ان کو چاقو سے کھرچیں۔ مکان کے اندر نہ تھوکیں۔ نہ ناک صاف کریں۔کاغذ کے پرزوں قلم کے ٹکڑوں وغیرہ کی ردی ڈالنے کے لئے ہر ایک کمرہ کے ایک کونے میں ایک ٹوکرا رکھا رہنا چاہئے۔ اگر بچے ردی چیزیں ان میں ڈالتے رہیں گے تو ہر وقت مدرسہ صاف ستھرا

ہی نظر آئے گا۔ اور روزانہ صفائی کا کام بھی ہلکا ہو جائیگا۔
کبھی کبھی ٹاٹ اور دریوں کو میدانوں میں نکلوا کر جھڑوانا
چاہئیے۔ اور مدرس پوری توجہ دے۔ کہ مکان وغیرہ
ہمیشہ اچھی حالت میں رہے +

سوڈھی جگت سنگھ۔ بی۔ اے

ضبط مدرسہ

از جناب پنڈت رگھبیر چند صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع حصار

ضبط۔ تعلیم کی جان ہے۔ جس مدرسہ میں ضبط نہیں۔ اس کا عدم وجود برابر ہے۔ اور ضبط کی جان باقاعدگی اور انصاف ہے۔ جو مدرس اپنے اور طلبار کے کاموں میں باقاعدگی کا خیال نہیں رکھتا۔ اور طلبار کے معاملات میں انصاف سے کام نہیں لیتا۔ آپ سمجھ لیں۔ کہ وہ ضبط کی برکات کی پرواہ نہیں کرتا" جناب پنڈت رگھبیر چند صاحب بی۔ اے نے ضبط قایم کرنے اور پھر اس کو قایم رکھنے کی جو تجاویز ذیل کے مضمون میں تحریر کی ہیں۔ وہ ایسی ہیں کہ ہر اپنے کام میں کامیاب ہونے کا خواہشمند مدرس انہیں ہر وقت اچھی طرح سے مدنظر رکھے +

اڈیٹر

تسلیم۔ بموجب آپ کی چٹھی نمبر ۱۷۴ مورخہ ۲۲ ماہ جون ۱۹۱۴ء "ضبط مدرسہ بہتر کرنے اور قایم کرنے کے" متعلق چند مختصر باتیں برائے رہنمائی مدرسین تحریر کرتا ہوں۔ کیونکہ اکثر مدارس کی حالت بوقت معائنہ اچھی نہیں پائی جاتی۔ اور اسی لئے ضبط مدرسہ ڈھیلا یا ناقابل اطمینان پایا جاتا ہے +

ضبط مدرسہ سے مراد یہ ہے کہ مدرس اپنے مدرسہ کا کام مقررہ

وقت میں باقاعدگی کے ساتھ کرتے رہیں۔ اور اپنے چال چلن اور روزمرہ کے برتاؤ سے طلبہ کے دلوں میں آپس کی محبت اور نیک اخلاق پیدا کریں۔ تاکہ بچے بھی صدق دلی سے اُن تمام قواعد کی پابندی کریں اور ان میں باقاعدہ طور سے کام کرنے کی عادت پیدا ہو۔ اور مدرسہ سے نکل کر وہ نیک چلن اور نیک عادات والے ثابت ہوں۔

عموماً دیکھا جاتا ہے۔ کہ مدرس اپنے فرایض منصبی انجام دینے میں باقاعدگی سے کام نہیں لیتے۔ نہ تو مکان مدرسہ کو روزمرہ صاف کرایا جاتا ہے۔ اور نہ ہی مدرسہ کا تمام سامان باقاعدہ طور سے رکھا جاتا ہے۔ جس سے کہ طلبہ پر اچھا اثر پڑے۔ کیونکہ جیسا مدرس ہوگا ویسے ہی اس کے شاگرد ہوں گے +

اول مدرس کو اپنے روزمرہ کام میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ یعنی صبح سویرے اٹھ کر اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہو کر نہائے دھوئے اور مناسب لباس پہن کر مدرسہ میں حاضر ہو جائے۔ صبح کے وقت یا چھٹی ملنے کے بعد ایک روز پیشتر مکان مدرسہ میں صفائی کرائے اور خاکروب سے جھاڑو دلوائے۔ اور صبح کے وقت پر آرتھنا (دعا) کے ساتھ مدرسہ کا شروع کر کے حاضری رجسٹر میں لگائے اور طلبہ کو ترتیب وار بیٹھنے کے لئے ہدایت کرے۔ نیز طلبا کے جسم و لباس کی صفائی کی طرف زیادہ توجہ کرے۔ اور سامان مدرسہ کو حفاظت سے باقاعدہ کمرۂ تعلیم میں آویزاں رکھے۔ اور ہفتہ میں ایک مرتبہ نقشجات و دیگر سامان مدرسہ کو جھاڑتا یا جھڑواتا رہے۔ تاکہ ہر ایک لڑکے کی طبیعت میں صفائی کا خیال پیدا ہو۔ اور مدرسہ میں باقاعدہ حاضر باش رہے +

مدرسین کو طلبہ کے مودب بنانے میں پوری پوری کوشش سے کام لینا چاہئے۔ اور ہر ایک برائی سے حتے المقدور طلبہ کو روکنا چاہئے +

کسی مدرس سے طلبا اسی وقت دب سکتے ہیں جبکہ مدرس میں گھمبیرتا (بردباری) اور لیاقت ہوگی۔ بغیر سوچے سمجھے کوئی حکم دینا یا طلبا کی مشکلات کو واضح طور سے اور سمجھا کر رفع نکرنا۔ یا علمی لیاقت کی کمی ہونا رعب کو کم کرتا ہے اور طلبا مدرس کی خاطر خواہ عزت نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے بجا احکام کی تعمیل سے بھی بعض اوقات پہلوتہی کرتے ہیں +

ضبط مدرسہ قایم رکھنے کے لئے جہاں تک ہوسکے طلبا کو کام میں مشغول رکھا جانا چاہئے۔ اور خیال رکھنا چاہئے کہ طلبا کے ہر کام سے باقاعدگی ظاہر ہو۔ ان کے حرکات سکنات میں کسی طرح کا بیہودہ پن نہ ہو۔ اور ان کی نشست برخاست مودبانہ اور باسلیقہ ہو۔ پس یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ طلبا کو ہمیشہ باقاعدہ طور سے ترتیب وار بٹھایا جائے۔ اکثر مدارس میں دیکھا جاتا ہے کہ جسوقت کوئی افسر معائنہ مدرسہ میں پہنچتا ہے تو کوئی لڑکا کسی طرف کو بھاگتا ہے کوئی کسی طرف کو۔ نہ تو طلبہ کی اپنی چیزیں باقاعدہ قرینے سے رکھی ہوئی ہوتی ہیں اور نہ مدرسہ کی دیگر اشیا اپنی جگہ پر ملتی ہیں + مدرس صاحب گھبراہٹ میں اٹھکر اپنے حقہ و چلم کو اندر لیکر بھاگتے ہیں اور کئی تو ٹوپی یا پگڑی پہن کر بعد میں باہر نکلتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان میں باقاعدگی نام کو نہیں اور اسی لئے ضبط مدرسہ ڈھیلا ہوتا ہے۔ اگر بچے ترتیب وار بٹھائے جائیں اور جو کچھ مدرس پڑھاتا ہے اسکی طرف پوری توجہ کرتے ہوں تو ضبط مدرسہ عمدہ ہوسکتا ہے مدرس کو طلبا میں محنت اور فرمانبرداری کی عادت پیدا کرنی چاہئے۔ اور ان کے ساتھ محبت اور مہربانی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ زیادہ محبت اور مہربانی بھی اکثر ٹھیک نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی انصاف کو بھی ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ یہ مناسب نہیں کہ کسی لڑکے کے کہنے سے دوسرے لڑکے کو بلا تحقیقات پیٹ ڈالا جائے۔ قصوروار لڑکے کو ضرور تنبیہ کرنی چاہئے اور دیگر طلبا کے سامنے اس کو شرمندہ کرنا چاہئے تاکہ دوسرے لڑکوں کو عبرت

ہو مگر انصاف اور حالات کا مدنظر رکھا جانا نہایت ضروری ہے۔ مدرس کو شام یا صبح کے وقت خالی وقت میں یا کسی تعطیل کے روز نئے قصے کہانیاں سنانے اور نئی دلچسپ باتوں سے طلبار کے دل بہلانے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ کتب درسی یا دیگر کتابوں میں سے اخلاقی کہانیاں ایسی سنائی چاہئیں۔ جن سے ان کے اخلاق کی درستی ہو۔ کیونکہ بچے نئی چیز کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور اخلاقی کہانیوں کے عمدہ نتیجہ سے ان کے نرم دلوں پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ مدرس کو چاہئے کہ طلبار کے سامنے نمونہ بن کر رہے اور جہانتک ہو سکے۔ طلبار میں نیک عادات اپنی مثال سے پیدا کرے تاکہ جب وہ مدرسہ چھوڑ کر جائیں تو دنیا میں رہکر اپنی اور دیگر متعلقین کی بہبودی میں کوشاں رہیں +

رگھبیر چند۔ بی۔ اے۔

مفید ہدایات
برائے طلباء

ادب اور اخلاق عامہ

از جناب پنڈت حکم چند صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع راولپنڈی

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ طلباء دن بدن گستاخ اور شریر ہوتے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ زیادہ تر یہ ہے۔ کہ ماں باپ اپنے لڑکوں کی مناسب نگرانی اور تربیت نہیں کرتے۔ اور کئی استاد بھی اپنے فرض منصبی کو پورا نہیں کرتے۔ جناب پنڈت حکم چند صاحب بی۔ اے نے جس خوبی کے ساتھ اس مضمون میں اس امر کے متعلقہ والدین اور استاد کے فرایض کا اظہار کیا ہے۔ یہ انہی کا حصہ تھا۔ امید ہے۔ کہ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد استاد اور والدین اپنے اپنے فرایض کو اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ اور کبھی ان سے چشم پوشی نہ کریں گے اس کے ساتھ ہی اس مضمون میں جو نصائح طلباء کے لئے درج کی گئی ہیں۔ امید ہے۔ کہ ہونہار بچے ان کو پڑھکر ضرور سعادت مند بننے کی کوشش کریں گے۔ ہم پنڈت جی کے از حد مرہون منت ہیں۔ کہ آپ نے نہایت مہربانی کرکے یہ مفید مضمون ترتیب دیکر ہم کو مشکور احسان فرمایا +

اڈیٹر

فی زمانہ یہ عام شکایت ہے۔ کہ ہمارے بچوں کے اخلاق حمیدہ اور پسندیدہ نہیں۔ وہ اپنے بزرگوں لواحقین اور استادوں کا ادب

کرنے میں بہت قاصر رہتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اور اس کی ذمہ واری کس پر عاید ہوتی ہے۔ والدین جن کے پاس بچے دن کا زیادہ تر حصہ گذارتے ہیں۔ اپنی برئیت یہ کہہ کر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جب بچہ مدرسہ میں بھیج دیا۔ اور استاد کے سپرد ہوا۔ تو اس کے سیاہ و سفید کا ذمہ وار استاد ہے۔ اور استاد اپنی بری الذمگی یہ کہکر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بچہ ہمارے پاس صرف دن کا ⅓ وقت رہتا ہے۔ اور دن کا باقی ⅔ حصہ وہ والدین کی زیر نگرانی گذارتا ہے۔ اس لئے وہی اس کے چال چلن کے ذمہ وار قرار دیئے جا سکتے ہیں +

بادی النظر میں تو یہ باتیں معقول معلوم ہوتی ہیں مگر در اصل دونوں اپنے اپنے فرایض سے کوتاہی کر رہے ہیں۔

والدین کو مناسب ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کی حرکات سکنات نشست و برخاست اور صحبت وغیرہ کی طرف پوری پوری توجہ دیں۔ تاکہ بچوں کے اخلاق نہ بگڑنے پاویں۔ صرف کتب کا ازبر کر لینا اور امتحان پاس کرنا ہی تعلیم نہیں ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

طوطے کی مانند تعلیم کسی کام کی نہیں۔ تعلیم ایسی ہونی چاہئے۔ کہ جس سے بچوں کی ذہنی اخلاقی اور جسمانی تربیت پورے طور پر ہو۔ علم سے اخلاق کی درستی اور اخلاق آموزی میں ایک بڑی حد تک مدد ملتی ہے۔ اس لئے ہمیں علم سے اخلاقی تربیت میں ضرور مدد لینی چاہئے +

خداوند تعالے نے تمام قسم کے اخلاق حمیدہ کے مادے ربیج، ہمیں عطا کئے ہوئے ہیں۔ جو ہماری فطرت میں موجود پائے جاتے ہیں + یہاں اگر اخلاق کی مختصر تعریف بھی بیان کی جاوے۔ تو بے جا

نہ ہوگا۔ اخلاق کا لفظ ان جملہ صفات حسنہ پر حاوی ہے۔ جو انسان میں ہونی لازمی اور لابُدی ہیں۔ راستی ہمدردی۔ دیانت داری۔ پاکبازی بزرگوں کا ادب۔ زیر دستوں پر مہربانی۔ غریبوں کی دستگیری وغیرہ وغیرہ تمام اس کی شاخیں ہیں۔ اور جیسا کہ مذکور ہوا۔ یہ تمام خداوند تعالےٰ نے ودیعت کر رکھی ہیں۔ یہاں مثال کے طور پر راستی اور ہمدردی کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں +

دو شیر خوار بچے ایک ساتھ چل رہے ہیں۔ رستہ چلتے چلتے ان میں سے ایک لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اُسے چوٹ آئی۔ اور رونے لگا۔ اس کا رفیق اسے چپ کراتا ہے۔ اور اس کی دلجوئی کرتا ہے۔ یہ کیوں؟ فطری امر ہے۔ ہمدردی کا تقاضا ہے۔ جو اسے ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے +

راستی اگر تم کسی کمسن بچے سے کوئی امر دریافت کرو گے۔ تو وہ بے کم وکاست اپنی واقفیت کے مطابق تم سے راست راست کہدیگا۔ روزمرّہ کا تجربہ کہہ رہا ہے۔ اس کے لئے کسی خاص مثال کا پیش کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے +

نہ صرف یہ کہ خدائے عزوجل نے راستی اور ہمدردی کے بیج ہمارے اندر بو رکھے ہیں۔ بلکہ تمام صفاتِ حسنہ کے بیج انسان کے اندر موجود ہیں۔ اب ان بیجوں سے پودا بنانا اور پودوں میں پرورش اور نشوونما کے خیال رکھنے کا اہم ترین فرض والدین کے سپرد کیا گیا ہے۔ والدین پر بچوں کی تربیت فرض کی گئی ہے۔ اور اس فرض سے وہ بچوں کو سکول میں بھیج کر سبکدوشی حاصل نہیں کر سکتے۔ البتہ انہیں اپنے فرائض کی ادائگی میں مدد مل جاتی ہے۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کا ایک اور ذریعہ مل جاتا ہے۔ جو بڑا اچھا ذریعہ ہے +

یاد رہے۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ دوسروں کی نقل کا نتیجہ ہوتا ہے

ہماری خوراک۔ ہماری پوشاک۔ ہماری رفتار۔ ہماری گفتار۔ ہمارے افعال اور کردار۔ اعمال اور اقوال سارے کے سارے دوسروں کی نقل کا نتیجہ ہیں +

آدمی پیدائش کے دن سے لے کر مرتے دم تک نقل کرتا رہتا ہے غرضیکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ انسان نقال ہے۔ اس پر ہر ایک بیرونی بات کا جو آنکھوں دیکھتا یا کانوں سنتا ہے۔ ضرور اثر ہوتا ہے۔ اور بچوں میں تو قوتِ تقلید حد سے زیادہ بڑھی ہوتی ہے۔ آپ اکثر دیکھتے ہیں۔ کہ بچے وہی بات یا کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ جسے سنتے یا دیکھتے ہیں۔ اور وہ اپنا علم (واقفیت) اسی طرح بڑھاتے ہیں۔ اور درحقیقت اس سے اعلےٰ ذریعہ علم بڑھانے کا اور کوئی نہیں +

شیر خوار بچہ بھی والدین کو باتیں کرتے ہوئے دیکھ سن کر منہ ہلاتا اور باتیں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پہلے پہل حرف ایک حرف پھر بابا جا ماما کہتے کہتے۔ آخر ایک روز اپنی مادری زبان بے روک ٹوک بولنے لگ جاتا ہے۔ اور یہ سب تقلید کا نتیجہ ہے۔ بچہ میں قابلیت کے سب مادوں سے تقلید کا مادہ بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے۔ پیچھے مذکور ہوا ہے۔ کہ انسان مرتے دم تک نقل کرتا رہتا ہے۔ اگر ہم یہ کہدیں۔ کہ انسان تقلید پر مرتا ہے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ اور بچے میں چونکہ تقلید کی عادت حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے سامنے وہ مثالیں پیش کی جاویں۔ جن کی تقلید بچے سے کرانی مطلوب ہے جو صفات حسنہ بچوں میں پیدا کرنی چاہتے ہو۔ پہلے وہ اپنے آپ میں پیدا کرو مگر اس میں کامیابی وہاں ہوتی ہے۔ جو ملک زیور علم سے آراستہ پیراستہ ہو۔ اور اس کا ہر فرد علم کی قدر و منزلت کو جانتا ہو۔ ہمارے ملک میں اکثر والدین اور ضلع راولپنڈی کی صورت میں تو قریبًا زیادہ تر والدین

زیور علم سے عاری ہیں۔ پس لے دے کر قرعہ آخری نام (طبقۂ معلّمین) پر پڑا۔

خطاب بہ معلمین

معلم یا استاد کا مبارک لفظ جن اشخاص کے نام کے ساتھ لیا جاوے ان میں کیا کیا صفات نہ ہونی چاہئیں؟

کم از کم اس نام کی ہی لاج رکھ لو۔ پرانے زمانے میں نگراد بے استاد، دشنام کے طور پر کہا جاتا تھا۔ اب بھی بولتے ہیں۔ گویا جس کا استاد نہیں۔ وہ ادنےٰ ترین بشر ہے اس سے استاد کی فضیلت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

استادوں کو چاہئے۔ کہ وہ اپنے آپ میں نیک عادات پیدا کریں۔ نیک اطواری کا ثبوت دیں قبل ازیں تقلید کے متعلق بہت کچھ بیان کیا جا چکا ہے۔ مدرس کی حرکات وسکنات۔ اقوال وکردار۔ افعال واعمال۔ عادات وخصایل کا تو بچوں پر ایسا گہرا اثر ہوتا ہے۔ کہ اس سے بڑھکر اور کسی کا ممکن نہیں۔ بچے استاد کی ہر ایک بات کی نقل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی نظر میں تمام لوگوں سے برگزیدہ شخص ہوتا ہے۔ وہ اس کے کلام کو وحی خیال کرتے ہیں۔ جو کہے اسے برحق مانتے ہیں۔ غرضیکہ کیا کیا کہوں کہ وہ کیا کیا خیال کرتے ہیں۔ الغرض وہ تو بعینہ مدرس جیسا بننا چاہتے ہیں ؛

مدرس ان کو اپنی مرضی کے مطابق بنانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو سکتا ہے کہنے کو ہزار عذر بنائے جا سکتے ہیں۔ مگر ؎

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

اور ؎

پہنچو گے تم بھی زینۂ اوج مراد پر
ہاں ہمت بلند عزیمت میں چاہئے

اس سے بڑھ کر اور کون سی نیکی ہوگی؟ کہ انسان لوگوں کے اخلاق سنوارے اور اس کام سے بڑھ کر اور اچھا کام کونسا ہوگا؟ کہ تنخواہ ملے سرکار سے اور کام ہو ثواب کا۔ ہم خرما و ہم ثواب والا معاملہ ہے +

اگر استاد صاحبان اس طرف پوری پوری توجہ دیں۔ تو ممکن نہیں کہ وہ بچوں کے اخلاق حمیدہ بنانے میں کامیاب نہ ہوسکیں +

اخلاق وہ شے ہے۔ جس کی موجودگی سے انسان انسانیت کے لباس فاخرہ سے ملبوس ہوتا ہے۔ بغیر اخلاق پسندیدہ انسان لباس انسانیت سے عاری ہوتا ہے۔ اور انسان اور حیوان میں بیّن فرق انسانیت کا ہے دنیا میں جس قدر بزرگ۔ مہاتما۔ اولیا۔ پیغمبر۔ ولی اوتار۔ گزرے ہیں۔ اور جن کا نام لینا بھی داخل ثواب ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے نام معبدوں میں جپے جاتے ہیں۔ ان تمام کی عزت۔ سیرت اور بزرگی کا باعث ان کے اخلاق تھے۔ رامچندر جی مہاراج۔ گورو نانک۔ حضرت یسوع مسیح۔ اور حضرت محمدؐ صاحب کے مقدس نام کس عزت سے لئے جاتے ہیں۔ یہ مختلف مذاہب کے اوتار گورو یا پیغمبر کیوں کہلائے۔ ان سب کی علت غائی ان کے اخلاق حمیدہ تھے۔ اب تک مذکورۃ الصدر کے اخلاق نمونے کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور یہ ہی اخلاق کا معراج ہے +

سب سے بڑا زبردست ذریعہ اخلاق آموزی کا مذہبی تعلیم ہے۔ والدینوں کو چاہئیے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم بھی دیا کریں۔ دینی اور دنیوی تعلیم ساتھ ساتھ ہونی چاہئیے۔ گویا استاد اور والدین مشترکہ طور پر کام کریں۔ والدین استادوں پر پورا اعتماد کریں۔ اور ان کی سختی کو سختی نہ سمجھیں "جور استاد بہ زمہر پدر" ایک مشہور مقولہ ہے۔ جو نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ مذہبی تعلیم سے بچوں کے اخلاق بنانے میں بڑی کافی مدد ملتی ہے بلکہ مذہبی تعلیم کا سارے کا سارا زور تربیت اخلاق پر ہوتا ہے۔ لہذا

مذہبی تعلیم سے کوتاہی کرنا سخت کوتاہ اندیشی ہے۔

دانا اور نادان میں اتنا فرق ہے۔ کہ دانا اپنے بچہ کی ذہنی اخلاقی اور جسمانی تربیت کا خیال رکھتا ہے۔ اور نادان اس کی اخلاقی تربیت سے قاصر رہ جاتا ہے +

پوت سپوت کپوت کے الفاظ زبان زد خلایق ہیں۔ اور محتاج تشریح نہیں۔ اخلاق حمیدہ اور پسندیدہ کے باعث ہی کوئی سپوت کہلاتا ہے اور اس کے برخلاف کج اخلاقی کے باعث کوئی کپوت مشہور ہو جاتا ہے۔ دانا والد اپنے بچوں کو سپوت بناتا ہے۔ اور بنانے کی کوشش کرتا ہے بچہ کی ہر جایز خواہش کو پورا کرتا ہے۔ مگر جو اخلاقی حدود کے اندر ہو۔ اور نادان اس سے لاپرواہی کرکے اسے کج اخلاق بنا دیتا ہے۔ سعدی کا قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ؎

درختے کہ اکنوں گرفت است پا ۔۔۔ بہ نیروے شخصے بر آید زجا

وگرہمچناں روزگارے ہلی ۔۔۔ بگردونش از بیخ بر نگسلی

شروع سے ہی ہر بات کا پورا پورا خیال رکھو۔ وگرنہ پیچھے کچھ نہ ہو سکیگا اور کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔ یہ مقولہ بڑے کام کا ہے "از پسر ناخلف دختر بہ" اپنے بچوں کو ناخلف نہ بناؤ۔ اور نہ بننے دو۔ خلف اور سپوت بنانے کی کوشش کرو۔ تاکہ تمہارے بچوں پر لوگ سعدی کا یہ قطعہ چست نہ کریں۔

قطعہ

زنانِ باردار اے مرد ہشیار + اگر وقت ولادت مار زایند

ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند + کہ فرزندانِ ناہموار زایند

عزیز طالب علمو!

ماں باپ جیسی کوئی اور نعمت دنیا میں نہیں۔ انہوں نے ہی تمہیں پالا۔ پال پوس بڑا کیا۔ وہی تمہاری ہر طرح کی نگہداشت کرتے ہیں۔ رکھانے کو

پینے کو پہننے کو۔ اوڑھنے کو۔ غرضیکہ تمہاری آسایش کے ہر طرح کے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ تمہاری بہبودی میں مقدور بھر کوشش کرتے ہیں۔ کوئی بشر ان سے بڑھ کر تمہارے رنج و راحت میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اور نہیں ہوتا۔ خود تکلیف اٹھاتے ہیں۔ لیکن تمہاری تکلیف نہیں دیکھ سکتے۔ اگر تم اپنی گذشتہ زندگی پر نظر ڈالو۔ اور ان واقعات کو دہراؤ۔ جو تم پر ایام شیر خواری میں گزرے ہیں۔ یا اب گذر رہے ہیں۔ تو تم کو معلوم ہو۔ کہ والدین نے تمہارے لئے کیا کیا کیا۔ وہ وہ مصیبتیں اٹھائیں کہ تمہارے لئے ان کا خیال کرنا بھی مشکل ہے۔ اور پھر ان سب پر یہ کہ تمہیں علم سے مزین کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ تم تحصیل علم کرکے اپنی زندگی بامراد گزارو۔ تمہارے اخلاق ایسے پسندیدہ ہوں۔ کہ ایک دنیا تعریف کرے

والدین کی تمامتر کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کے بچے سب سے لایق سب پر فایق۔ سب سے ستھرے۔ سب سے سچے۔ سب سے اچھے۔ اور ہر ایک بات میں اپنی مثال آپ ہوں۔ تمہارے اخلاق کی آراستگی میں وہ تن من دھن سے کوشش کرتے ہیں۔ تو پھر ان کے واسطے تمہاری طرف سے جتنی بھی خدمت ہوسکے۔ کم ہے۔ اور جس قدر ممکن ہو۔ ان کی خدمات کی بجا آوری میں دریغ نہ کرو۔ ان کی اطاعت کا جتنا بھی دم بھر سکو بھرو ان کی رضامندی کا اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دھیان رکھو۔ ان کی تواضع۔ فرمانبرداری۔ ہمدردی اور مروت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

جنت کی راہ دکھائے ماں باپ کی اطاعت
بھولے کو راہ پہ لائے ماں باپ کی اطاعت
ہو ہرزہ گردی دائم قسمت میں جس کے لکھی
اس کو نہ کرنی آئے ماں باپ کی اطاعت

سب سے بڑی سعادت ماں باپ کی ہے خدمت ÷ سب سے بڑی عبادت ماں باپ کی ہے خدمت
ہو جسکو یہ سعادت بس خوش نصیب وہ ہے ÷ دنیا میں لاکھ نعمت ماں باپ کی ہے خدمت
دنیا میں نام پائے عقبےٰ میں سرخرو ہو ÷ دیکھو تو کیا کرامت ماں باپ کی ہے خدمت

عزیزو!

تعلیم کا مدّعا ہی یہ ہے۔ کہ تم نیک بنو

(ا) گورنمنٹ جس کے زیر سایہ امن سے زندگی بسر کر رہے ہو۔ اس کی وفادار اور فرمانبردار رعایا بنو۔

(ب) اپنے ماں باپ اور بزرگوں کا ادب کرو۔

(ج)۔ استاد تمہارا روحانی باپ ہے۔ اس سے علم جیسی بے بہا نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی اطاعت و متابعت کو فرض اولین سمجھو۔

(د) استاد تمہیں جو کچھ بھی تعلیم کے وقت یا وعظ کے طور پر کہیں اسے غور سے سنو پھر یاد رکھو۔ بعد میں عمل کرو۔ کیونکہ (ہ) علم بغیر عمل کے ناکارہ ہوتا ہے۔

(و) سعادت مند بچے ہمیشہ استاد اور والدین کی باتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں

(ز) جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس سے اپنے دامن کو آلودہ نہ کرو۔

(ح) ہمیشہ راستی پسند رہو۔ اور سچ بولو۔ ؎

راستی موجب رضائے خداست ÷ کس ندیدم کہ گم شدہ از رہ راست

(ط) بری صحبتوں سے گریز کرو۔ بری صحبتیں تمہیں برا بنا دینگی۔ نیکوں کی صحبت غنیمت جانو۔ سعدی نے کیا عمدہ کہا ہے۔ ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند ÷ صحبتِ طالح ترا طالح کند

(ی) زیردستوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔

(ک) محتاجوں کی دستگیری کرو۔

(ل) اپنے کپڑوں اور جسم کی صفائی رکھو۔ کتابوں اور بستوں کو سیاہی سے

مت بھرو۔ صفائی سے تمہاری طبیعت روشن ہوگی۔ غرضیکہ ہر دم صفائی مدنظر رہے۔

(م) اپنے ہم سبق۔ ہمجولیوں اور متعلقین سے ہمیشہ نیک برتاؤ کرو۔

(ن) سعدی کے قول "ہر چہ بر خود پسندی بر دیگراں پسند" کو نظر انداز نہ کرو۔ بلکہ اس کی پوری پوری پابندی کرو۔

(س) تمہاری بول چال۔ نشست و برخاست۔ افعال و اقوال۔ کردار و اعمال الغرض جملہ باتیں پسندیدہ ہوں۔ تاکہ تمہارا شمار نیک اور سعادت مند بچوں میں ہو۔ اور اپنے اور بیگانے تمہاری تعریف کریں آخر میں میں پھر تمہیں کہتا ہوں۔ اور بزور تاکید کرتا ہوں۔ کہ اپنے استاد ماں باپ اور بزرگوں کا ادب کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرو۔ ذیل میں چند شعر لکھے جاتے ہیں۔ انہیں ورد زبان بناؤ۔ اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ان پر عمل کرو ؎

ادب سے مزین پسر سر بسر ہو
سدا زیر فرمان مادر پدر ہو

پڑے وقت ان پہ یہ سینہ سپر ہو
اندھیرے میں ان کا یہ نور نظر ہو

نہیں گر یہ اوصاف فرزند کیا ہے
دل آزار ہے۔ گر تو دل بند کیا ہے

ہے شاگرد وہ جو خودی سے بری ہو
ہو سیدھی طبیعت نہ کوئی کجی ہو

ادب اور اطاعت سے ہی لو لگی ہو
سدا پیش استاد گردن جھکی ہو

تکبر ہو اس میں نہ جوش غضب ہو
اطاعت کا پتلا سراپا ادب ہو

کبھی اسکے آگے وہ اونچی نہ بولے
جو کہنا ہو کچھ تو کہے ہولے ہولے

جو بھاری لگے کچھ اسے پہلے تولے
کبھی ہلکی باتوں سے لب کو نہ کھولے

شرف اتنا استاد کو ہے پدر پر
شرف روح کو جتنا جسم بشر پر

بڑوں کا ہمیشہ ادب دل سے کرنا ہمیشہ دم انکی اطاعت کا بھرنا
سدا انکا کہنا سر آنکھوں پہ دھرنا اسی دھن میں جینا اسی دھن میں مرنا

جہاں میں نشانِ سعادت یہی ہے
نجابت یہی ہے۔ فراغت یہی ہے

حکم چند۔ بی۔ اے

مشاہدہ قدرت

از جناب میر عبد الواحد صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع میانوالی

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جو قومیں اپنا حقیقی اور بڑا استاد قدرت کو نہیں سمجھتیں۔ ان کا میدان ترقی میں بازی لے جانا تو درکنار قدم رکھنا بھی ناممکن ہے۔ انسان کا کامل استاد قدرت ہی ہے۔ اور اسی کے فیضان تعلیم سے انسان کامل اور مکمل ہو سکتا ہے۔ کاشکہ اہل ہند اس بارہ میں یورپ اور امریکہ کی تقلید کریں۔ اور وہ معلم قدرت کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر دنیا کی زندہ قوموں میں اپنا اشعار کرانے کے قابل ہوں +

ہم میر صاحب کے نہایت مشکور ہیں۔ کہ انہوں نے معلم اور متعلم ہر دو گروہوں کو ایک ضروری امر کی طرف نہایت دلچسپ پیرایہ میں متوجہ کیا ہے۔ امید ہے۔ کہ اس مضمون کے پڑھنے کے بعد کوئی طالبعلم بھی ایسا نہ ہو گا۔ جو دنیا کی قدرتی اشیاء کو غور وخوض سے دیکھنے کی عادت اپنے آپ میں پیدا کر کے اصلی مفید علم جس پر ہر قسم کی ترقی کا دارومدار ہے۔ حاصل کرنے کی کوشش نہ کریگا۔ اور نہ ہی کوئی ایسا معلم ہے جسے اپنے فرض منصبی کا کچھ بھی احساس ہو۔ ایسا ہو گا۔ جو یہ نہ سمجھے۔ کہ اپنے طلباء کو قدرتی مناظر اور اشیاء کا پورا پورا مشاہدہ کرا کر تعلیم دینے اور ان میں مناظر قدرت

کے پورے پورے شوق سے دیکھنے کی عادت پیدا
کرنے کے بغیر وہ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی سے سبکدوش نہیں ہو سکتا
اڈیٹر

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست زمعرفتِ کردگار

موسمِ بہار کی آمد ہے۔ موجوداتِ عالم تر و تازہ نظر آتے ہیں۔ بے حس و حرکت مادی ذرات صانعِ قدرت کی کمال صنعت کی شہادت زبانِ حال سے دے رہے ہیں۔ بہار ہی کے خیر مقدم کے لئے عروسانِ چمن نے خزاں کا گرد آلودہ لباس اتار کر پاکیزہ آبِ شبنم سے چہرہ کو آب و تاب دی ہے۔ اسیر گل و غنچہ کی زینت مزید کا طرہ ہے۔ نسیم سحری ذرا گدگدی کرتی ہوئی گذر جاتی ہے تو سرور کے عالم میں جوانانِ چمن مستانہ وار جھومنے لگتے ہیں۔ مرغانِ چمن نوط انبساط میں اپنی اپنی طرز کی راگنیاں گا رہے ہیں۔ غرضیکہ انسان کی چشمِ عبرت کے لئے نیچر نے آج نیا ورق الٹا ہے۔ ہر ایک متلاشئے علم اپنے رنگِ خیال کے موافق اسے تختۂ مشق بنا رہا ہے۔ ایک استاد جو ہمارے زمانہ کے معمولی اساتذہ میں سے نہیں ہیں۔ خوابِ خرگوش میں کروٹ بدلتے ہیں کچھ تو رگوں کے تازہ خون کے جوش اور کچھ دلِ پر شوق نے پہلو میں چٹکیاں لیں۔ تو آپ بسترِ استراحت کو چھوڑتے ہیں۔ اور تعطیل کے روز گھر سے باہر سیرگاہِ عالم میں نکلتے ہیں +

گھر سے نکلے ہی تھے۔ کہ حسنِ اتفاق سے ایک شاگرد رشید مل جاتا ہے۔ جس کو استاد صاحب کی توجہ سے اُن کی عقل و دانش کا خاص حصہ ملا ہے، دیکھتے ہی استاد صاحب یہ شعر زبان پر لاتے ہیں۔ ؎

ستم است گر ہوست کشد کہ بہ سیرِ سرو و سمن در آ
تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ درِ دل کشا بہ چمن در آ

اور اپنے تلمیذ کے ہمراہ ایک باغ کی راہ لیتے ہیں۔ آپس میں بات چیت کرتے ہوئے ابھی دور نہ نکلے تھے۔ کہ نئی مغربی تہذیب کے چند نمونے دیکھتے ہیں۔ پانچ سات کم سن انگریز بچے ہیں۔ سیر کرتے جا رہے ہیں سرخ سپید چہروں سے پوری صحت اور بشاشت کے آثار مترشح ہیں۔ راستہ میں جو نیا پودا دیکھ پاتے ہیں۔ پاس جاکر اس کی ڈالی ڈالی پتی پتی کو بہ غور دیکھتے ہیں۔ جو نئی قسم کا پھول دل کو بھاتا ہے۔ جھٹ توڑتے ہیں۔ جو توڑتے ہیں۔ وہی اوروں کو چیر چیر کر دکھاتے ہیں۔ گویا اس کی پتیاں اور اندرونی رگ و ریشہ کو دیکھے بغیر اُن کی طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ اور زبان ہے۔ کہ اثنائے بحث میں فراٹے بھرتی ہے۔ پیچھے پیچھے استاد صاحب بھی ماجرا دیکھتے جاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ ؎

جو جانتے یہ کہ چن چن کے ہم کو توڑینگے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

انگریز بچے چلتے چلتے کسی جھاڑی میں خوبصورت پرندہ کو دیکھ پاتے ہیں۔ جو اپنی لہر میں سینہ ابھارے ترانہ گا رہا ہے۔ تو اول خوب تاک جھانک کر اس کی خوشنمائی پر بہ آواز خفی قایل ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی طرف اشارے کرتے ہیں۔ ایک ظالم کے ہاتھ میں ربڑ کی ہلکی سی غلیل ہے۔ جھٹ غلہ تان کر مارتا ہے۔ اور بیچارہ پرندہ چوٹ کھاکر زمین پر گرتا ہے۔ دو ایک اسے زندہ پکڑ لیتے ہیں۔ یہ ماجرا دیکھ کر استاد صاحب یہ شعر زبان پر لاتے ہیں ؎

زمزمہ کس کی زباں پہ بدل شاد آیا ◆ منہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا

کسی جھاڑی میں پرندے کے آشیانے نظر آتے ہیں۔ دو ایک فوراً دوڑتے ہیں۔ اور ایک ہمت کر کے جھاڑی میں سے گھونسلا اتار لاتا ہے اس کے اندر سے انڈے بچے نکال ایک دوسرے کو دکھلائے جاتے

ہیں۔ اور چہ میگوئیاں ہوتی جاتی ہیں۔ کسی پودے پر خوش رنگ تیتری جو نظر پڑ جاتی ہے۔ تو ننھے سے شکار کو پکڑے بغیر نہیں چھوڑتے۔ ان کے ہاتھ میں اگر پھر جائے کہاں۔ اس کے ہر ایک پر و بال کا باحتیاط ملاحظہ ہوتا ہے اثنائے گفتگو میں ذرا سے شبہ پر ایک بے درد اس بیچاری کے رگ و ریشے کو نوچ گھسوٹ کر تشریح کرنے لگتا ہے۔ استاد صاحب یہ دیکھ کر اپنے شاگرد رشید سے ہولے سے فرماتے ہیں۔ ؎

ابھی فتنہ ہیں کوئی دن میں قیامت ہونگے

شاگرد پوچھتا ہے۔ حضرت! اس کے معنے کیا ہوئے؟ فرماتے ہیں یہ وقت معنے پوچھنے کا نہیں۔ اب تو سیر کرو معنے پھر بتائیں گے۔ کچھ فاصلے پر باغ کو سیراب کرتی ہوئی ایک نہر چشمۂ نور کی طرح جاری تھی۔ پانی کی شفاف سطح میں ان درختوں کا جو آب جو کھڑے تھے۔ صاف عکس پڑ رہا تھا۔ گویا نہر کے اندر باغ کا تماشہ تھا۔ انگریز بچوں کی نظر سے ایسا دلکش نظارہ کب بچ سکتا تھا۔ خوب دیکھا۔ اور بڑے خوش ہوئے کچھ دور آگے چل کر ایسا مقام تھا۔ جہاں درختوں کا سایہ پانی کی سطح پر دیڑتا تھا۔ اس موقع پر آئینۂ آب میں جو بظاہر ساکن معلوم ہوتا تھا۔ عالم بالا کا فوٹو صاف اتر رہا تھا۔ ماہتاب عروسِ فلک کی تاروں بھری محفل پر جو رات بھر گرم رہ چکی تھی۔ صبح صادق کی سفید چادر پڑ چکی تھی۔ ایک طرف یہ سب کے سب چراغانِ سحری کی طرح جھملا رہے تھے۔ دوسری طرف شاہسوار مشرق کرنوں کا زرین تاج سر پر رکھے آتشی برج سے لعب رمانہ و انداز جلوہ نمائی کر رہا تھا۔ اس دلچسپ قدرتی منظر نے انگریز بچوں کی طبع سادہ لوح پر جادو کا اثر کیا۔ کچھ دیر ہمہ تن صورتِ استعجاب بن کر پانی میں جھانک جھانک کر دیکھتے رہے۔ پھر آسمان کی طرف نظر دوڑا کر عکس کا مقابلہ اصل چیزوں سے کر کے مطمئن سے معلوم ہوئے۔ اتفاق

ہیں جہاں نیلگون چادر کے کنارے پر طلوع آفتاب کی روشنی کا طلائی حاشیہ کھنچ رہا تھا۔ نگاہیں جما جما کر دیکھتے تھے۔ اور چلتی زبان اپنا کام برابر کر رہی تھی۔ استاد شاگرد یہ ماجرا کچھ فاصلے سے کھڑے دیکھا کئے۔ سطح آب کی طرف شاگرد رشید کی نظر جو پڑی متحیر ہو کر بولا۔ کہ حضرت یہ دوسرا آسمان پانی میں کیسے اتر آیا۔ کہیں میری نظر کو تو دھوکا نہیں ہوا۔ جواب میں استاد صاحب نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

اگر فردوس بر روئے زمین ست

ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاگرد زیرک جو فارسی سے کچھ آشنا تو تھا۔ مگر اپنے سوال کا جواب چاہتا تھا۔ پوچھنے لگا۔ کہ حضرت! مطلب واضح کریں۔ استاد صاحب نے فرمایا کہ بھائی مطلب۔ مطلب۔ ابھی سیر بہت باقی ہے۔ بس اس نظارے کی نرالی شان کو نظر بھر کر خوب دیکھ کو۔ مطلب پھر بتائیں گے۔ دونو جلد جلد قدم اٹھا کر خوش خرام انگریز بچوں سے آگے بڑھ گئے۔ شہر سے کوئی دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر لب دریا ایک جگہ درختوں کی گنج کے قریب دیکھا کہ تخلئے میں ایک منحنی نوجوان کبھی دریا کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔ گویا ان کی تیز نظر ان لہروں کو جو پانی کی سیمیں سطح پر اٹھ کھیلیاں کر رہی ہیں۔ گنتی ہے۔ کبھی درختوں کی جھومتی ہوئی شاخوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ روش عاشقانہ ہے عام ہیئت سے شوخی ٹپک رہی ہے۔ کبھی آہستہ آواز سے کچھ غنغنانے لگتے ہیں۔ کبھی جیب سے کاغذ نکال کر کچھ لکھنے لگتے ہیں۔ شاگرد رشید کی چلبلی طبیعت نہ رہ سکی۔ آہستہ سے استاد سے پوچھنے لگا۔ حضرت یہ کون ہیں؟ اور کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا۔ کہ یہ دوسرا رنگ ہے۔ مگر بات وہی ہے۔ گنتی کے ان دو لفظوں سے تلمیذ سیر نہ ہو کر تشریح کرانا چاہتا ہے۔ مگر استاد صاحب صرف یہ کہہ کر ٹال بتاتے ہیں۔ کہ ابھی منزل دور ہے۔ آگے چل کر

تشریح کرینگے۔ اس کے بعد ذرا آگے بڑھے۔ تو نہانے کا گھاٹ تھا۔ جہاں بہت سے ہندو اشنان کر رہے تھے۔ اور اپنی جسمانی صفائی کے ساتھ روحانی ترقی میں مشغول تھے۔ ان میں خدا کا ایک بندہ چلتے پانی میں سر و قد خاموشی کی ایک تصویر بنے کھڑا تھا۔ آفتاب کیطرف رخ ہے۔ سر تسلیم کسی قدر خم ہے آنکھیں قریباً بند ہیں۔ لب کبھی کبھی جنبش کرنے لگتے ہیں۔ ماتھے پر گیان کا تلک ستارے کی طرح چمک رہا ہے۔ استاد صاحب نے شاگرد کیطرف اشارہ کیا۔ کہ خوب دیکھ لو۔ شاگرد نے فوراً سوال تانا۔ مگر اُستاد صاحب نے جو اپنی بات کے پکّے تھے۔ سیدھی آگے کی بتائی۔ اور زبان گوہر فشان سے صرف اس قدر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ تیسرا رنگ ہے۔ مگر بات وہی ہے بیچارہ شاگرد کچھ پاس ادب کچھ حیرت سے لب بند۔ استاد کے ساتھ تیز تیز چلنے لگا۔ پل کے پار دریا سے کچھ فاصلے پر خوشنما پہاڑیاں تھیں بعض کی چوٹیوں نے قدرت سے لیکر سبز تاج زیب سر کیا تھا۔ بعض کے تاج میں رنگ رنگ کے پھولوں کا جڑاؤ تھا۔ اور بعض کے درمیاں سے خاصے بلند درخت طرہ دار نکل رہے تھے۔ بعض پہاڑیاں حکیم مطلق کی عطا کردہ زیب و زینت سے محروم گنجی گنجی نظر آتی تھیں۔ ان پر کہیں کہیں متعدد پھول زبان حال سے یہ کہتے نظر آتے تھے۔ ؎

بسا گلے کہ شگفت ست کس نہ دید او را
کہ بوئے خویش بویرانہ دہد بر باد

انہی میں سے ایک پہاڑی پر عوام کی نظر سے پوشیدہ ایسے موقع پر جہاں سے سبزہ اور دریا کا نظارہ صاف دکھائی پڑتا ہے۔ ایک سفید ریش بزرگ خدا سے لو لگائے کنج تنہائی میں بڑے تپاک کے ساتھ بیٹھے ہیں اور ذوق و شوق کی حالت میں سراپا حیرت کی تصویر بن رہے ہیں۔ آنکھوں سے جلال ٹپکتا ہے۔ کبھی مراقبہ کی حالت میں سر سینہ میں گاڑتے ہیں کبھی

باوقار نظر کو سامنے کے خوش منظر میدان پر دوڑاتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیکِ نگاہ آناً فاناً میں اپنا کام کر کے آنکھوں کے راستے واپس آتا ہے۔ اور دل و دماغ کے لئے معلومات کے ساتھ تسکینِ خاطر کا بیش بہا خزانہ لا دیتا ہے۔

اس جگہ استاد صاحب اس قدر تو جرأت نہ کر سکے۔ کہ قریب جائیں ہاں کچھ فاصلہ سے نظر بچا کر دیکھتے رہے۔ اور بولے تو یہ بولے ؎

آں صانع لطیف کہ بر فرشِ کائنات
چندیں ہزار صورتِ الوان نگار کرد

اور شاگرد سے آہستہ سے فرمایا کہ اس مرد نے نرالا رنگ پایا ہے۔ مگر معاملہ واحد ہے۔ ان الفاظ سے طفلِ نوخیز کی حیرت اور بڑھ گئی۔ استاد نے شاگرد کو اشارہ کیا کہ خوب دیکھ لو۔ شاگرد کی تجسس کن طبیعت دل کو گرما رہی تھی۔ مگر پاس ادب بولنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔

حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے۔ جونہی استاد صاحب نے قدم پیچھے ہٹایا پوچھنا شروع کیا۔ کہ اور نہیں تو اس کیفیت سے تو واقف کیجئے۔ فرمایا کہ یہ سب سے زیادہ مشکل کیفیت طلب معاملہ ہے۔ آؤ اب سیر بہت کر چکے واپس چلیں۔ راستہ میں تمہارے تمام سوالات کا جواب دیتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ حافظہ کو کام میں لاؤ۔ سوال معقول کرو۔ جو کچھ کہوں۔ گوش ہوش سے سنو۔ خوب سمجھو۔ اور مدت العمر کے لئے لوحِ خاطر پر نقش کالحجر کر لو۔

شاگرد۔ سب سے پہلے ہم نے انگریز بچوں کی جماعت کو دیکھا۔ تو آپ نے ان کی حرکات پر یہ فرمایا۔ (ع) ابھی فتنہ ہیں کوئی دن میں قیامت ہونگے اس کے معنی اور اس مصرع کے زبان پر لانے کا موقعہ میری سمجھ میں نہیں آسکتا

استاد۔ میاں لڑکے سب سے پہلے تم یہ بتاؤ۔ کہ یہ بچے ایسے زندہ دل اور چلبلے کیوں معلوم ہوتے تھے۔ اور تم میں یہ بات کیوں نہیں۔؟

شاگرد:- حضرت جہاں تک میری ناقص عقل تباتی ہے وجہ یہ ہے کہ وہ مالدار اور حاکم قوم کے بچے ہیں ۔ اور ہم غریب آدمی ہیں ۔

استاد:- تمہارا کہنا کسی قدر ٹھیک ہے مگر قدرت کے نظاروں کے اس غور سے دیکھ بھال کرنے کو میری غریبی سے چنداں تعلق نہیں اصل یہ ہے کہ یہ اس بیدار مغز قوم کے بچے ہیں جس میں ہر ادنے اور اعلےٰ نے اولاد کی تربیت کو اپنی زندگی کا اصول قرار دیا ہے جو اپنی اپنی وسعت کے مطابق اس امر اہم کے لئے نہ روپیہ دریغ رکھتے ہیں نہ ذاتی کوشش جن کا یہ قول ہے ۔ کہ تعلیم و تربیت کا زمانہ اول تو شکم مادر ہی میں شروع ہو جاتا ہے ۔ پھر جس روز جس گھڑی بچہ عالم ظہور میں اول قدم رکھتا ہے ۔ یعنی بطن مادر سے پیدا ہوتا ہے ۔ اس روز اور اس گھڑی سے اسکی تعلیم و تربیت کے سلسلہ کا آغاز ہونا توفی زمانہ مسلم خیال کیا جاتا ہے ۔

شاگرد:- حضرت آپ کیا فرماتے ہیں کہ بچہ جسے پیدا ہونے کے وقت اور اس کے بعد عرصہ تک اپنے تن کی کچھ ہوش نہیں ہوتی ۔ تعلیم کیسے حاصل کر سکتا ہے ؟ ہم تو آج تک اسی خیال میں تھے کہ تعلیم تو مدرسہ میں شروع ہوتی ہے ۔ اس سے پہلے ماں باپ کسی بری حرکت پر گھر کتے یا مارتے ہیں ۔ اگر یہ تربیت ہے ۔ تو یہ بھی بچہ کو ہوش آنے ہی پر ہو سکتی ہے ۔ اس سے پہلے تعلیم و تربیت کیسے شروع ہو جاتی ہے ۔ اور کرتا کون ہے ؟

استاد:- گو تمہیں اپنی ابتدائی عمر کا زمانہ بالکل یاد نہیں مگر مثال دیگر سمجھاتا ہوں ۔ دیکھو بیج جو زمین میں بویا جاتا ہے ۔ اول نظر سے غائب ہوتا ہے ۔ بیج مٹی ہوا اور پانی سے اپنی غذا نامعلوم طور پر حاصل کرتا ہے پھر ایک دن بشکل کونپل نمودار ہوتا ہے ۔ پھر اس کونپل کا تنا بنتا ہے ۔ اور تنے سے تمام درخت کی شاخیں اور پتے اپتے

وقت پر پھوٹ نکلتے ہیں۔ اس وقت مکمل درخت کہلاتا ہے۔ مگر اس کی نشوونما روز اول سے جب سے کہ بیج زمین میں ڈالا گیا۔ شروع ہو گئی تھی۔ یہی حال بچہ کی جسمانی ترقی کا ہے۔ جسم کے ساتھ دل و دماغ کی نشوونما بھی جو انسان کو بدرجہ اکمل عطا ہوئے ہیں۔ جسم کی طرح اول دن سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اور بتقاضائے فطرت رک نہیں سکتی بشرطیکہ انہیں مناسب غذا ملتی چلی جائے

شاگرد:۔ ان کی غذا کیا ہے۔ اور کیونکر حاصل ہوتی ہے۔

استاد:۔ جیسے بچہ کا جسم دودھ وغیرہ پینے سے بڑھتا ہے۔ بلکہ اوائل عمر میں اسی پر اس کی زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔ اسی طرح دل ودماغ کے لئے معلومات کا حاصل کرنا لازمی غذا ہے۔ اس کا انتظام صانع قدرت نے اوّل ہی سے کر دیا ہے۔ جس طرح بچہ کے جسم کے قیام کے لئے اوّل ہی ماں کے سینہ سے دودھ کی دو نہریں جاری کر دی ہیں۔ اسی طرح جب دل ودماغ میں قابلیت نشوونما رکھی تو ساتھ ہی عالم ہستی کو معلومات کا ذخیرہ بنایا۔ بچہ جوں ہی اس میں وارد ہوتا ہے۔ اسے ہر چیز نئی عجیب اور دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کی طبیعت اشیاء عالم کی طرف خود بخود کھنچتی ہے۔ گویا۔ خود قدرت ہی اس کا پہلا استاد ہے جو عجائبات عالم کی ایک زندہ کتاب روز اوّل سے اسکے مطالعہ کے لئے پیش کر دیتا ہے۔

شاگرد:۔ جناب من تو ہمارا یہ خیال غلط نکلا کہ کتابیں علم کا ذریعہ ہیں اور علم سیکھنے کے لئے مدرسہ میں جا کر کتابیں پڑھنی ضروری ہیں؟

استاد۔ تمہارا یہ خیال کچھ صحیح بھی ہے اور کچھ نہیں بھی۔ اس زمانہ میں اکثر لوگ خواہ اہل ہند ہیں یا اہل فرنگ زیادہ تر علم کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔ مگر تم نے سنا یا پڑھا ہو گا۔ کہ فن چھاپہ زمانہ حال کی ایجاد ہے۔ اس سے پہلے کتابیں کہاں تھیں۔ اگر تم یہ کہو کہ کتابیں لکھی جاتی

تھیں تو تھوڑی سی دیر کے اس زمانہ کو فرض کر لینا چاہیے۔ جب کہ نوشت کا فن بھی لوگ نہ جانتے تھے۔ تب علم کس طرح حاصل کیا جاتا تھا۔؟

شاگرد۔ اسوقت علم کا نام و نشان بھی نہ ہوگا اسی لیے اسے غالباً زمانہ جہالت شمار کرتے ہیں

استاد۔ گو اس زمانہ کی مقابلہ میں آج کے زمانہ سے زمانہ جہالت کہہ سکتے ہیں لیکن جہالت محض کبھی بھی نہ تھی البتہ جسطرح بچہ جسم کی بالیدگی ماں کو محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح ابتدائی زمانہ کی ترقی دل و دماغ غیر محسوس تھی۔ چنداں بیّن نہ تھی۔ لیکن اس سے یہ امر ہرگز لازم نہیں آتا۔ کہ وہ حالت سکون تھی۔ ورنہ تم ہی بتاؤ کہ خدا نے یہ تمام نظام عالم روز آفرینش سے ہی مکمل کیوں بنایا؟ کیا یہ بات تمام دنیا نہیں مانتی کہ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں +

شاگرد۔ میں نے آجتک اس مسئلہ پر اچھی طرح غور نہیں کیا۔ پہلے ہی سے یہ خیال تھا کہ کسی روز فرصت میں آپ ہی سے یہ بات دریافت کرونگا

استاد:۔ میاں لڑکے تم کتاب کے کیڑے بن گئے ہو۔ تمہیں اس قدر فرصت کہاں کہ ایسے مسئلوں پر غور و پرداخت کر سکو آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ حکیم مطلق نے کارخانہ عالم کیسا عجیب و غریب بنایا ہے۔ اور اس عظیم الشان کل کو ایسی ترکیب سے چلایا ہے کہ اسکے بنانے کا منشا غور سے دیکھنے والے کو صاف معلوم ہوتا ہے۔ یہ امر بیان کا محتاج نہیں کہ جمادات پر نظر ڈالیں نباتات کو دیکھیں یا حیوانات کو۔ زمین پر نظر ڈالیں یا آسمان کی طرف کوئی چیز ایسی معلوم نہیں ہوتی۔ جس میں دونوں اوصاف ایک جگہ نہ ملتے ہوں یعنے ہر ایک ذرہ کائنات ایسی موزونیت سے ترکیب دیا گیا ہے۔ کہ نتیجہ خوشنما بھی ہے اور مفید بھی۔ یہ بات دوسری ہے۔ کہ خوشنمائی اور مفید ہونے کے بہت سے درجے ہیں جن کی وجہ سے تمام نظام عالم عجیب نیرنگی دکھا رہا ہے۔ صانع قدرت نے وسیع سمندر کے طوفان سے زمین کو محفوظ رکھنے کے لیے عظیم الشان کوہستان کا سلسلہ قایم

کیا۔ پتھر کی جگہ سے پانی کے چشمے اور دریا بہائے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں
کو سبز روئیدگی کا قدرتی تاج پہنایا۔ سطح خاک پر گیاہی مخمل کا فرش بچھایا۔
اور اس پر پُر تکلف چمن لگائے۔ باغوں میں طرح طرح کے پودے۔ پودوں
میں شاخیں۔ شاخوں میں پھول۔ پھولوں میں پھل۔ پھل میں مزہ۔ مزہ
لینے والے زنگارنگ کے خوشنما۔ خوش رفتار و خوش الحان چرند و پرند
پیدا کئے۔ اور انکے بقاء جان کے لئے شفاف چشمے اور لطیف کرہ
ہوا پیدا کیا۔ اور اسپر آسمان کا نیلگوں شامیانہ لگایا۔ اور اس کی زینت
کے لئے اجرام فلکی۔ چاند سورج کا اہتمام کیا۔ شعاعوں سے تمام جہان روشن
ہے۔ پھر یہ سب کچھ کس لئے ہے۔ محض حضرت انسان اشرف الجہان
کے لئے جسکے وجود کو انتہا درجہ کا خوبصورت بنایا۔ کہ آج تک نکتہ چین
سر موفرق نہ بتا سکا۔ گو اس کے جسم کو مادی دنیا کا اعلےٰ نمونہ بنایا۔ جسم
کی چوٹی پر دماغ کی قندیل میں عقل کا لازوال چراغ روشن کیا۔ اور حواس
خمسہ یعنے علم کے پانچ دروازے کھولدیئے۔ جن کے راستہ روشنی عقل
تجلی برق سے بھی بڑھکر جلوہ نمائی کرتی ہے۔ اور چشم زدن میں
بیرونی دنیا کا فوٹو حواس خمسہ کے راستہ دماغ پر اور وہاں سے آئینہ دل
پر ہر آن صاف اترتا چلا آتا ہے۔ اس میں کسی تکلف کی ضرورت نہیں یعینہ
فوٹوگراف کی تصویر کا معاملہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ فوٹوگراف آخر انسان
کی ایجاد ہے جسے استعمال کیوقت تصویر کھینچنے والے کو ٹھیک ٹھاک
کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ انسان کے صانع کامل نے اس کی کل کو
روز اول سے مکمل کر دیا ہے۔ اور جس شیشہ پر تصویر اترتی ہے
اسے بھی صاف بنا دیا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جس طرح تصویر اتارنے
والا شیشہ کو گرد و غبار سے صاف اور شکست ریخت سے محفوظ رکھتا
ہے ایسے ہی قدرت سے عطیہ حاصل کرنے کے بعد انسان کا بھی اتنا فرض

فرض ضرور ہے کہ آئینہ دل و دماغ کو مخالف حوادث سے محفوظ رکھے اور اس پر کسی قسم کی کدورت نہ آنے دے۔ یہ بھی یاد رکھے کہ جس طرح تصویر کشی کی کیا کوئی کل بھی ہو بیکار پڑی رہکر زنگ آلودہ اور خراب ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کوئی فرد بشر دل دماغ سے وہ کام نہ لیتا رہے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے تو ترک استعمال سے ضرور ہے کہ جہالت کی سیاہی اس پر آجائے اور اسے ہمیشہ کے لئے بیکار کر دے +

عالم بیرونی کا فوٹو اندرونی دنیا یعنی دل و دماغ پر اتارنے کو مشاہدہ کہتے ہیں جس کے لغوی معنے ہیں روبرو ہونا یعنے انسان کا یہ وہ فعل ہے جس میں اندرونی اور بیرونی دنیا کا روبرو بلا واسطہ تعلق ہوتا ہے۔ اس میں انسان کے ارادہ کو اس قدر دخل ہے کہ جس قدر ارادہ اور توجہ زیادہ کرتا ہے۔ یہ تصویر زیادہ صاف اترتی ہے۔ ابتدا سے طفولیت میں چونکہ ارادی طاقت بھی ضعیف ہوتی ہے۔ اس لئے اس وقت کے نقش لبا اوقات محو ہو جاتے ہیں۔ انسان کی بالیدگی کے ساتھ جب عقل و شعور طاقت پکڑتے جاتے ہیں اور ارادہ معمولی حالت سے بڑھکر شوق کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے تو یہ نقش نہایت صاف اور صحیح اترنے لگتے ہیں مگر یہ واضح رہے کہ قوت مشاہدہ کا نشو و نما بچپن میں بلکہ شیر خواری کے زمانہ ہی میں شروع ہوتا ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ ننھے بچہ کے آگے کوئی خوش رنگ چیز لائیں تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے۔ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اسے پکڑنا چاہتا ہے۔ لپک لپک کرتا ہے۔ گویا آواز سننے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر منہ میں لیجاتا ہے گویا مزہ چکھتا ہے۔ کبھی ناک سے ملتا ہے گویا بو سونگھتا ہے۔ یہ تمام واقعات میرے قول کی دلیل ہیں۔

شاگرد: - آپکا فصیح کلام ہوتا ہے اگر اجازت ہو تو استفسار یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیشمار نقش کہاں رہتے ہیں اور کس کام آتے ہیں۔ میرے خیال میں تو یہی بات

شکل سے آتی ہے کہ دماغ کا مصوّر بے شمار تصاویر کو کیسے یاد رکھ سکتا ہے کہ کس کس کی ہیں +

استاد:۔ تمہارے سوال سے تحصیل علم کا شوق مترشح ہوتا ہے۔ اسلیئے جواب دینا مجھپر فرض ہے۔ اوپر کا سلسلہ کلام ختم نہیں ہوا۔ ابھی تو ابتدا ہے سنو۔ جس طرح محض تصویر بلا جاننے اس امر کے کہ کس کی تصویر ہے۔ نہ دل کو خوش کرتی ہے اور نہ مطمئن۔ بلکہ تصویر کو دیکھکر باشعور انسان کو بیساختہ یہ معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس کی تصویر ہے۔ اسی طرح صانع قدرت نے انسان کو وہ ذہنی طاقت بخشی ہے جس کا ہمہ وقت یہ تقاضا ہوتا ہے۔ کہ نقوش عالم کو اصل اشیائے عالم کی طرف منسوب کرکے بالیقین معلوم کرے کہ یہ نقش کس چیز کا ہے۔ اس قوت ذہنی کو اصطلاح میں قوت استدراک کہتے ہیں۔ واقعی اگر یہ نہ ہوتی تو پھر حصول نقوش کی کوشش بے سود ہوتی۔ یہی وہ طاقت ہے جسکے ذریعے انسان کو یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

شاگرد۔ کیا یہ طاقت سب میں بلا امتیاز عمر ہوتی ہے۔

استاد۔ ہاں یہ قوت سب میں فطرتاً پائی جاتی ہے۔ بشرطیکہ دماغ میں کسی مرض یا منشی چیز سے فتور نہ آگیا ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ جس کی آنکھیں بند ہو جائیں وہ کیا دیکھے گا۔ جو مادر زاد بہرہ ہو وہ کیا سنے گا۔ جو شراب کے نشہ میں ایسا چور ہو۔ کہ اسے اپنے تن بدن کی ہوش نہ ہو تو اسکے نزدیک تو تمام دنیا کا عدم و وجود برابر ہے۔ مگر قدرت نے جس طرح پر اصل میں صحیح و سالم وجود بنایا ہے وہ درست ہو۔ تو پھر ممکن نہیں کہ یہ قوت اپنا عمل نہ کرے +

ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ عمر کیساتھ یہ قوت بھی زور پکڑتی ہے۔ یا دیر ایک وقت خاص میں دیگر اعلےٰ قوائے متخیلہ و استدلال کے لیئے یہ سرمایہ

فعل وظہور پذیر ہوتی ہے۔ مبارک ہیں وہ اقوام جن کے بچوں میں زمانہ طفولیت
ہی سے زندہ کتاب قدرت کو بہ غور مطالعہ کرنے کا میلان ہو۔ جیساکہ
طفلان فرنگ کی حرکات سے جو تم نے آج دیکھیں۔ پتہ چلتا ہے۔ ان
کی ترقی کا یہی راز ہے۔ جو بچے آج بصد شوق پھول و پرندوں کا مشاہدہ
کرتے ہیں۔ وہ ایک روز علوم نباتات وحیوانات اور دیگر علوم طبعی کے عالم
بننے کا یقین دلاتے ہیں۔ تواریخ شاہد ہے۔ کہ ڈارون نیوٹن وسٹیفن وغیرہ
دانایان فرنگ جو بعد میں علمی دنیا کے آسمان ترقی پر مثل ستاروں کے چمکے ہیں
ان کی حرکات ایام طفولیت میں ایسی ہی تھیں جیسی آج ان انگریز بچوں سے
ظہور میں آرہی تھیں۔ ابھی فتنہ ہیں کوئی دن میں قیامت ہونگی۔ کیا
تم اس کا مطلب سمجھ گئے۔؟
شاگرد۔ آپکا مطلب سمجھا۔ واقعی ان لڑکوں کو سیر میں وہ لطف آرہا تھا۔
کہ ہمیں نصیب نہ تھا۔ خیر اب براہ بندہ نوازی میرے دوسرے سوال کا
جواب فرمادیں۔ کہ وہ نازک وجود نوجوان جو کبھی دریا کی لہریں گننے اور
کبھی دیوانہ وار پودوں اور پھولوں سے مخاطب ہوتے نظر آتے تھے۔
کون صاحب تھے؟
استاد۔ جہانتک میرا قیاس کام کرتا ہے۔ وہ نوجوان کوئی شاعر نازک خیال
تھا۔ اور مشاہدۂ قدرت کا دلدادہ نیچر کی تصویر الفاظ میں اُتارنا شعراء کی علت
غائی ہے بسا اوقات جب ہجوم عام میں انہیں طبیعت کی یکسوئی حاصل نہیں
ہوتی۔ تو فکر سخن میں پرفضا مقاماتِ تنہائی میں نکل آتے ہیں۔ یہاں
معشوقہ قدرت سے جسکے یہ سچے عاشق ہیں۔ دوچار ہوکر ان کا توسن
خیال عرش معلےٰ تک پرواز کرتا ہے۔ اور وہ نادر مضامین دماغ
سے اترتے ہیں۔ جو شور وغل میں نہیں بندھ سکتے۔ جو شاعر تنگ حجروں
میں بیٹھے ہوئے چند دیوان دیکھکر اشعار کہنے لگتے ہیں۔ انکے کلام میں

وہ تروتازگی اور لطافت ہرگز نہیں ہوتی۔ جوان شعراء کے کلام معجز نظام میں پائی جاتی ہے۔ جو شوق کی آنکھوں سے دل فریب قدرت کے اصلی مشاہدہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ انگریز ایک عرصہ دراز سے ایسی شاعری کو پسند کرتے ہیں۔ جس میں قدرت کے کسی منظر کی ہو بہو تصویر اتاری جائے یا کسی اصلی چیز کا خاکہ کھینچا جاوے۔ اب انگریزیت نے ہندوستان والوں کی بھی طبیعت پر گہرا رنگ چڑھایا ہے۔ اور پہلے زمانہ کی مبالغہ آمیز اور غلو سے بھرپور محض فرضی شاعری کو آجکل نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بہرکیف برگزیدہ شاعر وہی ہیں۔ جو نیچر کے دل آویز حسن کے سچے عاشق بن کر نیچر یا آفرینندہ نیچر کی تعریف میں اپنی موزون طبیعت کو کام میں لاتے ہیں۔ باقیوں کو محض تک بند سمجھنا چاہئے +

شاگرد۔ جناب من یہاں تک تو آپ نے قدرت کا سلسلہ خوب ملایا۔ مگر یہ فرمایئے کہ نہانے کے گھاٹ پر وہ کون بندۂ خدا تھا۔ جو سورج مکھی کی طرح سورج کے رخ پانی میں کھڑا نہ معلوم کیا کر رہا تھا۔

استاد۔ بظاہر ہندو مذہب کا کوئی بزرگ عامل تھا۔ جو علے الصباح آبادی سے دور نکل آیا ہے۔ زاہدوں اور عابدوں کو بستیوں کے شور و شغب میں اپنے دل کے ارمان نکالنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ تو خاموش نیچر سے ہم آغوش ہو کر تسکین خاطر پاتے ہیں۔ گیان دھیان کے لئے ایسا مقام اختیار کرتے ہیں۔ جہاں طبیعت کی یکجہتی سے اپنے مالکِ حقیقی اور پروردگار عالم سے دل لگا سکیں۔ اس اہم فرض کے ادا کرنے کے لئے صبح کا وقت نور کا تڑکا خنداں و شاداب نیچر موزون ترین سماں ہے۔ یہ شخص اپنے بزرگوں کے طریق پر عمل کرتا تھا۔ آب رواں پریم کی حرارت کے لئے موجب تسکین ہے۔ اور آفتاب جہانتاب کی اول شعاعوں سے قلب مورد انوارِ الٰہی بن رہا ہے۔ آفتاب جو تمام عالم کو منور کرتا ہے۔ ان کے نکتہ خیال

سے ان کا مسجود الیہ ہے۔ مگر دراصل اسی صانع قدرت کی لگن میں مالا جپ رہا ہے۔ جس کی قدرت کا آفتاب بھی ایک نمونہ ہے۔ عجب نہیں۔ کہ آفتابی عمل میں مصروف ہو۔ اور سورج سے وہ اندرونی روشنی و حرارت پیدا کر رہا ہو۔ جس سے رفتہ رفتہ خورد و نوش سے بھی انسان مستغنی ہو جاتا ہے۔

شاگرد۔ عالیجناب معاف رکھیں۔ یہ دقیق مسایل انشاءاللہ پھر سیکھوں گا۔ شہر قریب آگیا۔ ذرا اس پیر مرد کی نسبت بھی اپنی رائے ظاہر فرماویں۔ جس نے سر کوہ اپنا مسکن بنا رکھا ہے ÷

استاد۔ یہ ان بندگان خدا میں سے نظر آتے ہیں۔ جنکی قوت متخیلہ و استدلال نے دنیا کی تمام ملذات اور نعمتیں ہیچ ثابت کر دکھائیں۔ اور آخر کو معبود حقیقی کے قربان ہو کے کنج عافیت اختیار کیا۔ اگر ان کی زندگی کے حالات کا ابتدا سے پتہ لگایا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اول سے سراپا شیدائے قدرت تھے۔ ایسے لوگوں کا ابتداء عمر سے یہ شیوہ ہوتا ہے۔ کہ تخلیہ میں مظاہر قدرت پر نظر غایر ڈالتے ہیں۔ گویا عجائبات عالم سے فریفتہ ہو کر اس احسن الخالقین کے عاشق زار بنتے ہیں۔ جس نے یہ تمام نظام عالم پیدا کیا۔ اب اسکے سوا کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ جدھر نظر ڈالتے ہیں اسی کا جلال یا جمال جلوہ گر پاتے ہیں۔ خدا کے رنگ میں اپنی ذات کو ایسا مٹاتے ہیں۔ کہ عالم تحیر میں فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔ لباس عریانی میں خوش اور نعاقہ مستی میں مگن۔ نہ زندہ رہنے کا شوق نہ مرنے کا غم بلکہ لوگوں کی اصطلاح میں جسے موت کہتے ہیں۔ وہ ان کے نزدیک عین وصال ہے۔ ان کا دل مورد انوار الٰہی بنکر عرش معلے کا ہمپایہ ہو جاتا ہے اندرونی انوار اور جذبۂ عشق حقیقی بشرہ سے ہویدا۔ سبحان اللہ یہ انسانیت کا اعلےٰ مقام مشاہدہ قدرت کی بدولت ملا۔ جو فرشتوں کو بھی نصیب نہیں جب یہ خدا ہو گئے۔ تو خدائے رحیم نے بھی انکو اپنی رحمت خاص سے وہ سرور اور طمانیت قلب اور وہ صبر و قناعت عطا فرمایا۔ جو ہفت اقلیم کے شہنشاہ کو بھی نصیب نہیں۔

حافظا صبر و قناعت گنج است + کہ بہ شمشیر میسر نہ شود سلطان را

میاں صاحبزادے۔ اب تم سمجھ گئے ہو گے۔ کہ دین و دنیا کی ترقی کا راز قدرت کی دائم زندہ اور شاداب نیچر میں مضمر ہے۔ عالم ہو یا عامل۔ طبیب ہو یا حکیم۔ شاعر ہو یا فقیر۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ قدرت کے دلدادہ عشاق ہیں۔ اور قدرت انکی حقیقی ہمدم و ہمراز۔ کوئی ایک درجہ کم ہے۔ کوئی ایک درجہ زیادہ۔ مگر ابتداءً یہ سب قدرت کے طفل دبستان اور اعلےٰ مدارج میں بھی اسی گلستان کے گلچین بنتے ہیں +

شاگرد۔ حضرت آپکا تہ دل سے مشکور ہوں۔ آپ کی بدولت آج یہ بات ذہن نشین ہوئی۔ کہ کارخانہ عالم ہمارے لئے قدرتی مکتب ہے۔ اور ہم اس کے طفل دبستان۔ عجائبات قدرت پر غور کرنا ہماری دینی و دنیاوی ترقی کا زینہ ہے۔ افسوس ہے کہ اس سے پہلے اب تک ہمارے خیالات مدرسے کی چار دیواری تک ہی محدود تھے۔ کسی نے آنکھیں کھول کر قدرت کی زندہ کتاب کو دیکھنا نہ سکھایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بی۔ اے۔ ایم۔ اے بھی جب تک اس کا مطالعہ نہ کریں۔ کبھی اصلی اور مفید تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ کی بدولت آج یہ راز معلوم ہوا۔ انشاء اللہ آئندہ اسپر عمل کرونگا +

عبدالواحد۔ بی۔ اے

موعظات برائے متعلمین

از جناب مولوی احمد سعید صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع میانوالی

جناب مولوی احمد سعید صاحب بی۔ اے نہایت روشن خیال افسران تعلیم میں سے ہیں۔ اور چونکہ عرصہ سے کئی اضلاع مثلاً راولپنڈی۔ میانوالی وغیرہ میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور قائمقام ڈسٹرکٹ انسپکٹر رہ چکے ہیں۔ اس لئے آپکا تجربہ بھی بہت وسیع ہے۔ ذیل کے مضمون میں آپ نے جس دلچسپ اور دلاویز پیرایہ میں چند ایک ضروری نصائح کی ہیں۔ وہ حرف آپکا ہی حصہ ہے۔ امید ہے۔ کہ نہ حرف طلبار بلکہ مدرسین بھی ان نصائح کو نہایت دلچسپی سے پڑھ کر فائدہ اٹھائینگے

اڈیٹر

مکرم بندہ اڈیٹر صاحب رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

تسلیم۔ ایک دن میرے ہاں ایک بڑا خوش مزاج مہمان فروکش ہوا۔ دوران گفتگو میں اس نے اپنے طالب علمی کے زمانہ کا حال ایک دلکش پیرایہ میں سنایا۔ چونکہ اس کی سرگذشت پند و نصائح سے مملو اور ایام طالب علمی کا پورا پورا فوٹو تھی۔ اور عملی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اس میں کچھ مختصر سی بحث بھی تھی۔ اس لئے جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع میانوالی کے ایماء سے اسکی گفتگو کو میں نے قلمبند کیا۔ اور اب آپ کے رسالہ کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر نمبر کے لئے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ تاکہ

آپ اسے اپنے مذکورہ بالا نمبر کے ذریعے جملہ متعلمین اور معلمین تک پہنچا کر مشکور کریں۔ وہو ہذا +

ایک زمانہ میں ہمارے شہر کی کرکٹ ٹیم نہایت زبردست تھی اسکا ہر ایک ممبر دیگر اضلاع کی اچھی سے اچھی ٹیموں کے کپتانوں سے بھی بڑھ کر کرکٹ میں ید طولےٰ رکھتا تھا۔ جس طرف سے ٹیم گذرتی تھی انگلیاں اٹھتی تھیں۔ ٹورنیمنٹوں کے ایام میں ان کی کھیل دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آیا کرتے تھے۔ عورتوں تک ان کے نام سے واقف تھیں۔ چنانچہ نٹلین اور ماشکن کو بھی پتہ ہوتا تھا۔ کہ آج شوکت نے اتنا سکور کیا ہے اور رفیق نے اتنی کیچ۔ سوائے تعلیم کے کمروں کے ان کی ہر جگہ تعریف ہوتی تھی کئی استادوں کا قاعدہ ہے کہ جس طالب علم کی خیرخواہی ان کو زیادہ مطلوب ہو۔ اس کو جماعت میں زیادہ ڈانٹتے ہیں۔ کرتے تو یہ نیک نیتی سے ہیں لیکن طلبا اس سے بددل اور ڈھیٹھ ہو جاتے ہیں اور جو استاد ان کو طعنہ زدگی کا نشانہ بنائے رکھے اس سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب ٹیچر میں طعن و تشنیع کی قبیح عادت ہو۔ وہ ہرگز ہر دلعزیز نہیں ہو سکتا۔ اور جتنا وہ اس عادت کو بڑھائے گا۔ اتنی ہی اس کی تعلیم میں برکت کم ہو جائے گی۔ ایک دن فیلڈ میں میں نے ٹیم کے سب ممبروں کو جمع کر کے کہا۔ کہ یارو ہم سب کھیل میں تو دوسروں سے گوئے سبقت لے گئے لیکن ہمارے والدین کا ہمیں مدرسہ بھیجنے کا یہ مطلب نہ تھا۔ ان کا منشا تو یہ تھا۔ کہ ہم علم حاصل کر کے اپنی روزی کمانے۔ کش مکش دنیا کا مقابلہ کرنے اور اعلےٰ درجہ انسانیت حاصل کرنے کے قابل ہو جاویں۔ نہ اس لئے کہ تمام دن کھیلتے رہیں۔ اور تعلیم کو بالکل طاق نسیاں پر رکھ چھوڑیں۔ کوئی کام حد سے زیادہ اچھا نہیں۔ ع

ہو جاتے بدمزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں

وہی استاد جو ہماری ہٹوں پر تالیاں بجاتے ہیں۔ اور میچوں میں ہماری حمایت پر آمادہ ہوتے ہیں۔ جماعت میں ہمیں کس قدر تنگ کرتے ہیں۔ اب تو ان سے کسی کوچہ یا بازار میں دوچار ہونا ایک آفت کا سامنا نظر آتا ہے۔ کل رفیق کو کس قدر مار پڑی۔ ماسٹر صاحب نے اس کو سبق نہ آنے پر صرف اتنا کہا۔ کہ یا غزبز گنیجے کے ساتھ پھرا کرو۔ یا پڑھو۔ دونو کام تو نہیں ہو سکتے۔ یہ بات رفیق کو بری معلوم ہوئی۔ اور اس نے جواب دیا۔ کہ ماسٹر صاحب جناب لڑکپن میں نہیں پھرا کرتے تھے۔ اسپر ماسٹر صاحب کو طیش آگیا۔ اور انہوں نے اس کو خوب زدوکوب کیا۔ استادوں کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ وہ طلبار کو طعنے دیں۔ لیکن رفیق نے کونسی شرافت کی۔ کہ آگے سے بول پڑا۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جس نے ایک سبق پڑھایا۔ اس نے تمام عمر کے لئے غلام کر لیا۔ لیکن جس نے کئی سال تعلیم دی ہو اس کے حقوق کا بار شاگرد کی گردن پر کس قدر ہے۔ گو ماسٹر صاحب کے کہنے کا طریق بھی درشت سا تھا لیکن انہوں نے رفیق کے فائدے کے لئے ایسا کیا۔ اگر وہ چپ رہتا۔ تو بات اتنا طول نہ پکڑتی۔ فارسی والے مولوی صاحب بھی کل اس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ لہو ولعب بغیر پڑھنے کے اور پڑھنا بغیر اصول تندرستی نگاہ رکھنے کے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے بھی کل اکبر کو جماعت سے گرا دینے کی دھمکی دی تھی۔ اسلئے میری صلاح یہ ہے۔ کہ کھیلنا کم کر دیا جائے۔ اور کوشش کر کے ہر ایک اپنی تعلیمی کمی پوری کرے۔ کیونکہ ہمارا حال اس شخص کی مانند ہے۔ جسکا ایک بازو بڑا موٹا ہو۔ اور دوسرا سوکھ گیا ہو۔ ہم پڑھنے سے نفور ہو گئے ہیں۔ آئے دن کے میچ ہمارا وقت نگل رہے ہیں ہمارے بستوں کا عجیب حال ہے۔ کبھی بشن کے گھر پڑے ہیں۔ اور کبھی مادھے کی دکان پر۔ فوراً اس بات کی سعی کی جاوے۔ کہ ہم اصلی معنوں میں بلایق طالبعلم بن جاویں۔ اور والدین۔ استاد۔ اور آشناؤں کی خوشنودی حاصل کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔ غرض اسی طرح کی پند و نصائح کی گئیں۔ لیکن بگڑی ہوئی

طبیعتیں ایک گھنٹہ میں تو سدھر نہیں سکتیں۔ ہر ایک نے ان باتوں کو تسلیم کیا لیکن دوسرے دن وہی حال۔ اصل میں کسی بری عادت کا چھوڑنا نہایت مشکل ہے۔ اور جوان مرد وہی ہے۔ جو ایک عادت کو کسی بزرگ کے کہنے پر یکدم ترک کر دے۔ اس واقعہ کو ایک زمانہ گذر گیا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ان ساتھیوں میں سے میں نے بہت تھوڑوں کو اچھے عہدوں پر یا بڑا فارغ البال دیکھا ہے۔ دسہرے کی رخصتوں کا ذکر ہے۔ کہ میں وطن گیا۔ اسٹیشن سے اتر کر شہر جا رہا تھا۔ کہ سڑک کی دائیں جانب چھوٹے چھوٹے بچے وکٹوں کی جگہ جوتیاں کھڑی کر کے کرکٹ میچ کھیل رہے تھے۔ ان کا امپایر ایک سفید پوش سا معلوم ہوا۔ میں نے جو غور سے دیکھا۔ تو اپنا دیرینہ دوست رفیق نکلا۔ کسی اینٹوں کے ٹھیکہ دار کے پاس منشی ہے۔ اور چونکہ ان کا مکان نزدیک تھا اس لئے وہ دل بہلانے کی خاطر امپائری کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ شوق ہو تو ایسا ہو۔ اس نے جواب دیا کہ یونہی فارغ تھا۔ اس جگہ آ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ کہ جو شخص ایام طالب علمی میں پڑھنے سے غفلت کرے۔ اور ایسے شوق میں لگ جاوے۔ جو اسکو فارغ البال ہو کر کرنا چاہیئے تھا۔ اور اپنی آیندہ زندگی کی فلاح و بہبودی کے متعلق تجربہ کار داناؤں کے صلاح و مشورے سے پورے طور پر غور و خوض نہ کرے۔ اس کا اس زمانے میں برا حال ہے۔ ہمارے مولوی عتیق اللہ صاحب گجراتی پانچ نصیحتیں کیا کرتے تھے (۱) قول و فعل میں ایماندار رہنا۔ بڑے عہدہ پر ہو کر ماتحتوں سے سلوک احسن کرنا۔ ماتحت ہو کر افسروں کا مطیع رہنا۔ ہر رتبہ لوگوں کے ساتھ پیار اور الفت سے پیش آنا۔ اپنا فرض منصبی محنت اور جانفشانی سے سرانجام کرنا خوش خلقی بردباری اور پرہیزگاری کے اوصاف حمیدہ حاصل کرنیکی کوشش کرنا ہر حالت میں اصول صحت و تندرستی پر عمل پیرا ہونا ایسی باتیں ہیں جنپر عمل کرنیوالا سدا سکھی رہیگا۔ جس استاد میں یہ صفات نہ ہوں طلبا کیلئے اسکی زندگی کا نمونہ قابل تقلید نہیں۔ اور جو طالبعلم انکے حاصل کرنیکی کوشش نہ کرے وہ بھی ناقص

رہتا ہے۔ (دوم) اکتساب علم کا مدعا یہ ہونا چاہئے۔ کہ اس سے اپنے آپکو اور دیگر لوگوں
کو فایدہ پہنچے۔ کسی صنعت و حرفت کے حاصل کرنیکا کوئی موقعہ ملے۔ تو اسکو
ہاتھ سے نہیں کھونا چاہئے۔ اور فی زمانہ تجارت سب پیشوں سے اعلےٰ ہے (سوم)
جو زبان سیکھی جاوے۔ اسکے لکھنے اور بولنے پر پوری قدرت حاصل کرنا ازحد
ضروری ہے۔ اور اس زمانے میں جبکہ انگریزی کے بغیر کام نہیں چلتا۔ ہر انگریزی کے
طالبعلم کو چاہئے۔ کہ وہ اسکی انشا پردازی میں خاص کوشش کرے۔ سوہ اپنے ایک
دوست کا ذکر کیا کرتے تھے۔ جو ایک دفتر میں سیکنڈ کلارک تھا۔ لیکن چونکہ انگریزی
اچھی طرح قلم برداشتہ نہیں لکھ سکتا تھا۔ اسلئے وہ ہر ایک لمبی رپورٹ کیواسطے
کبھی اس لایق انگریزی خوان کے پاس دوڑا پھرتا تھا۔ اور کبھی دوسرے کی منت
خوشامد کرکے رپورٹ لکھواتا تھا۔ اس سے وہ لوگوں کا محتاج رہتا۔ اور اپنے کام
پر حاوی نہ ہونیکی وجہ سے دفتر میں اسکا ضبط بھی نہ تھا۔ (چہارم) خدا کی بندگی
اسکے بندوں کیساتھ ہمدردی۔ اور شاہ وقت کیساتھ وفاداری دنیا و آخرت کی
بہتری کیلئے ازحد ضروری ہیں (پنجم) اولاد کی پیدایش اور کشمکش دنیا میں داخل ہونے
پر انسان کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمانے میں جس شخص کے پاس روپیہ نہیں اسکی ہستی
کالعدم ہے۔ کیونکہ بغیر روپیہ کے آجکل ایک قدم بھی اٹھانا محال ہے۔ اسلئے ضروری
ہے۔ کہ ہر شخص شروع ہی سے اپنی آمد سے کچھ روپیہ پس انداز کرنیکی عادت سیکھ لے
تاکہ مشکل کیوقت اس کے کام آئے۔ اور قرض کی خوبصورت بلا سے اسکا واسطہ نہ پڑے
افسوس ہے۔ کہ مولوی صاحب کی ان قابل قدر نصایح پر کان نہ دھرنے سے میں
اس حالت کو پہنچا۔ میں نے کہا۔ کہ کل شام کا کھانا میرے ہاں کھائیں۔ رفیق نے منظور
فرمایا۔ اور وقت مقررہ پر تشریف لے آئے۔ اور پھر لڑکپن کے گذرے ہوئے زمانے
کی دلچسپیوں پر گفتگو شروع ہوئی۔ رفیق نے پوچھا۔ معلوم نہیں۔ شہاب الدین
اب کہاں ہوتا ہے۔ وہ اور میں اکٹھے مدرسہ داخل ہوئے تھے۔ ہماری اور انکی
دنیاوی حالت تو یکساں تھی۔ لیکن وہ شروع سے ہی بڑا دوراندیش واقع ہوا تھا

اور اسنے اپنی نیک عادات کیوجہ سے اتنی ترقی حاصل کر لی ہے۔ پہلی جماعت میں ہی وہ مونیٹر ہو گیا تھا۔ لیاقت میں تو کئی اس سے اچھے تھے۔ لیکن صاف ستھرے کپڑے پہننے۔ دستار گفتار اور رفتار میں دوسروں پر سبقت لیجانے اپنا مدرسہ کا کام محنت سے کرنے اور نیک سیرت ہونیکی وجہ سے وہ استادوں کے نزدیک زیادہ معتبر ہو گیا تھا مجھے اسکا گرمیوں کا ٹائم ٹیبل یاد ہے۔ جسکا دہرانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ الصبح سویرے اٹھکر نماز گذارتا۔ پھر کپڑے پہنکر اپنے ایک غریب جماعتی عبدالرزاق کو اسکے گھر سے بلاتا۔ جو اسکا بستہ اٹھا کر اسکے ہمراہ سول سرجن صاحب کے مکان پر جاتا جہاں شہاب الدین ڈاکٹر صاحب کے لڑکے کیساتھ بگھی میں بیٹھکر مدرسہ جاتا۔ تو عبدالرزاق بھی پائدان سے ٹنکا جاتا تھا)۔ رخصت ملنے پر گھر آکر سب کو سلام کرنا کھانے وغیرہ سے فراغت پاکر تھوڑا سا سونا اور پھر چار پانچ بجے تک مدرسہ کے کام سے فارغ ہو کر چھڑی ہاتھ میں لیکر باہر کھیل کیلئے نکلنا۔ کھیل کے بعد نماز مغرب ادا کر کے اپنی برادری کے چند بزرگوں کیخدمت میں حاضر ہونا۔ شہر میں ایک مولوی صاحب تھے۔ ہر اتوار کو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر پند و نصائح لینا اور ان پر کاربند ہونیکی کوشش کرنا۔ علاوہ ازیں اگر کوئی لڑکا بیمار ہو تو اسکو بھی ضرور پوچھنے جاتا بازار میں کم پھرتا۔ اور محلہ والوں سے رابطہ و اتحاد بڑھانے کی کوشش کرتا رہتا +

اب ہمارا حال سنئے۔ مدرسہ سے رخصت ملی تو سیدھا منڈی سبزی فروشوں کے ٹوکروں کا جریں جھپٹ کر بھاگتا۔ گھر پہنچکر کھانا کھاکر شیخو عرضی نویس کے دروازہ کے نزدیک لڑکے اکٹھے کر کے رُوپے والے تالاب پر نہانے کیلئے چلا جاتا۔ اور چار پانچ بجے کے قریب شہاب الدین کی گلی میں آبیٹھتا اور اسکے باہر نکلنے کا منتظر رہتا۔ جس وقت وہ باہر نکلتا ہم اسکا گیند بلا اٹھا کر باہر لیجاتے۔ رات کو پلوں پر بیٹھ کر پنجابی بیت بولتے۔ اور دیر سے گھر آتے کچہری کے نزدیک جو امرودوں کے درخت ہیں ان پر بھی تیسرے چوتھے ایک حملہ ضرور ہوتا تھا۔ نہار سویرے اٹھکر مدرسہ کے راستہ میں کسی بند دوکان کے آگے بیٹھ کر کاپی سلیپ کا صفحہ لکھتا۔ گھنٹہ بجنے سے پہلے

مدرسہ جاکر موٹے جھیلے کی کاپی سے سوالات حساب اور پیر حیدر کی کاپی سے ترجمہ نقل کرنا۔ بٹیریں رکھنا۔ کنکوے اڑانا۔ جسنے پتنگ ساز کی دوکان پر گھنٹوں بیٹھنا ہمارا کام تھا۔ میں نے کہا۔ یار واقعی شہاب الدین ہم سے اس لئے بڑھ گیا کہ اسکی عادات اچھی ہیں۔ مجھے بھی کبوتر رکھنے کا شوق ہے۔ اب میں خدا کے فضل سے ڈیڑھ سو روپیہ تنخواہ پاتا ہوں۔ لیکن کل میں گھر سے نکلا۔ تو استاد چنّا کا نانا کہنے لگا میاں جی ذرا یہ کبوتر دیکھنا کیسا عجیب ہے۔ لیکن شہاب الدین گذرا تو اسنے کبوتر بغل میں چھپا لیا۔ اور اسکو جھک کر سلام کر دیا۔ ایک اور روز کا ذکر سنو۔ میں اسکے ساتھ ایام طالبعلمی میں ایک جلسہ پر گیا۔ لکچر ہال میں وہ تو گذر گیا۔ لیکن چپڑاسی نے مجھے اندر جانیسے روک دیا اور کہا کہ اندر پڑھے ہوئے آدمی جاتے ہیں۔ میرے کپڑے اصل میں بڑے میلے تھے۔ میں سخت مایوس ہو کر گھر چلا آیا۔ اور آکر سخت لڑا۔ کہ ہمارے ہاں تو گوشت اور حلوے پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ لیکن لڑکوں کی لباسی حالت کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔ اور کل سرگذشت کہ سنائی۔ اب میں اچھے کپڑے پہننے کی صلاح کرتا ہوں۔ سلاتا بھی ہوں لیکن صندوق میں پڑے رہتے ہیں۔ پہن کر باہر نکلنے کی جرات نہیں۔ آگے سادہ مشہور ہوں۔ اب لوگ کہینگے۔ کہ کوٹ پتلون پہننے لگ پڑا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہننا ایک عادت ہے جو شروع سے سیکھنی پڑتی ہے۔ آپ کئی بڑے عہدوں والے اصحاب کی لباسی حالت نہایت ردی دیکھتے ہونگے۔ اور حیران ہو کر انکی اس حالت کو کفایت شعاری پر محمول کرتے ہونگے اور کہتے ہونگے۔ کہ پورانی میلی پگڑی۔ اور گاڑھے شاہی تیل سے لتھڑی ہوئی جوتی ایسے افسران کو زیبا نہیں۔ لیکن اب انکے اختیار سے یہ بات گذر گئی ہے۔ چسٹر فیلڈ کوٹ اور ہلتھ کا بوٹ پہننے کا لڑکائی لگانیکی خواہش بسا اوقات انکے دل میں بھی آتی ہوگی۔ لیکن جنکی عادت بچپن سے صاف ستھرا رہنے کی نہیں۔ وہ سن رسیدہ ہو کر اس کو نہیں سیکھ سکتے۔ تمام عمر جس شکل میں لوگوں کی نظروں کے سامنے ایک شخص آتا ہے۔ اس کے برخلاف اپنے آپ کو پیش کرنا وضع داری

کے خلاف سمجھتا ہے۔ شہاب الدین نے بچپن سے ہی یہ عادات سیکھ لیں۔ اور ساتھ ہی اسکے چونکہ وہ نیک سیرت بھی تھا۔ اس لئے وہ اعلےٰ سے اعلےٰ سوسائٹی میں شامل ہوتا۔ کوئی دعوت یا کارِ خیر نہیں جسپر وہ موجود نہ ہو۔ لوگ ہر معاملہ میں اسکا مشورہ لیتے تھے۔ روپیہ والا بھی ہے۔ ایک لڑکے کو ولایت بھیج چکا ہے۔ رفیق کہنے لگا۔ یار مجھے اسوقت اپنے بچوں کا خیال آیا ہے۔ عجیب بے تمیز ہیں۔ ایک کو بازار دہی لینے بھیجا۔ تو نصف راستہ میں چٹ کر آیا۔ روٹی کے ٹکڑوں پر شکر ڈال لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو دکھا دکھا کر لقمے ہڑپ کرتے ہیں۔ اور مجھے تو اسطرح مخاطب کرتے ہیں جیسے وہ میرے باپ ہیں میں نے کہا۔ آپکی لیاقت کا اثر ان پر پڑا ہے ہم یہ باتیں کر رہے تھے۔ اور کھانا کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے۔ کہ گورنمنٹ سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب تشریف لے آئے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ آج اخبار میں عابد حسین کے امتحان ای۔ اے۔ سی میں پاس ہونیکی خبر شائع ہوگئی ہے۔ میں نے کہا وہ اتنا محنتی نہ تھا۔ جتنا ذہین تھا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے فرمایا۔ وہ وقت کا بڑا پابند تھا یہی صفت اسکو اس درجہ تک لے گئی۔ امتحان کے نزدیک جب لڑکے راتوں جاگتے تھے وہ کہا کرتا تھا۔ کہ رات خدا نے آرام کے لئے بنائی ہے۔ جو دن کو نہیں پڑھتے وہ رات کو کیا پڑھینگے۔ راتوں جاگنے سے انسان کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ ہاں البتہ تین ساڑھے تین گھنٹہ ہوں تو اتنی بات نہیں۔ وہ ہر رات باقاعدہ اتنا وقت ہی نہایت عمدہ صاف لیمپ کے سامنے پڑھ کر سو رہا کرتا تھا۔ اور جب امتحان میں تین چار دن رہ جاتے۔ تو وہ ایک عجیب حرکت کرتا کتابیں ایک الماری میں بند کر کے تالا لگا کر چابی کوٹھے پر کھڑا ہو کر زور سے پھینک دیتا۔ اور پڑھنا وغیرہ چھوڑ کر باغوں کی سیر کرتا اور خوب سوتا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ اسکے دادا راجہ لال خان صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ اس طرح کرنے سے پڑھی سنی اور دیکھی ہوئی چیزیں یاد آجاتی ہیں۔ اور دماغ آرام سے تازہ ہو کر سوچنے کے اچھی طرح قابل ہو سکتا ہے۔ اور اگر ان ایام میں جاگا جاوے تو دماغ بے چین اور مضطرب ہو جاتا ہے۔ جس سے قوت حافظہ

معطل ہوجاتی ہے۔ ایک بڑے شخص نے مجھے ایک دفعہ بتلایا۔ کہ امتحان سے پہلی رات جاگنے کی وجہ سے اسے کمرۂ امتحان میں اپنا نام بھول گیا۔ اور وہ پرچہ کے باہر اپنا نام لکھنے کے لئے بہت دیر ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ اور پھر رو کر ایک نگران کمرہ سے اپنا نام پوچھا۔ عابد حسین کے مطالعہ کا طریق بھی بڑا عجیب تھا۔ وہ ایک کتاب کو اسطرح پڑھتا کہ پہلی دفعہ ختم کرنے پر کوئی مشکل جگہ ایسی نہ رہ جاتی جسکو وہ اچھی طرح نہ سمجھ لے۔ پروفیسران کی مدد سے ہر لفظ۔ جملہ اور عبارت کے معانی و مطالب پہ حاوی ہو جاتا تھا اور پھر اس کتاب کو دوسری دفعہ صرف اسکا مضمون یاد میں تازہ کرنے کیلئے پڑھتا تھا۔ اسی واسطے وہ کبھی فیل نہیں ہوا۔ کئی لڑکے یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم نے فلاں کتاب چھ دفعہ دہرائی ہے۔ اور مشکل جگہوں پر نشان لگا چھوڑتے ہیں۔ بدیں خیال کہ کسی سے حل کروالینگے۔ لیکن وہ ایسا کرنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ امتحان کے نزدیک جب اس بات کا تردد کرنے لگتے ہیں۔ تو اس وقت دوسرے لایق طلبا کو خود فرصت نہیں ہوتی۔ کہ انکے ساتھ جان کھپائیں۔ جلدی میں کسی سے مشکل موقعوں کی تشریح ادھوری سی پوچھ کر خیال کر لیتے ہیں کہ وہ سمجھ گئے ہیں۔ لیکن انکا یہ طریق مطالعہ انکو دھوکا دے جاتا ہے۔ امتحان کے نتیجہ پر فیل ہو جاتے ہیں۔ ممتحنوں کے برخلاف رائے لگانے لگ پڑتے ہیں۔ اور اپنے پرچے دوسری دفعہ دکھلانے کے متعلق لوگوں سے مشورہ کرتے پھرتے ہیں۔ اگر آپ میری شخصی رائے پوچھتے ہیں تو میں تو یہ بات ماننے کے لئے طیار ہی نہیں کہ کوئی لڑکا ایک کتاب سمجھ کر پڑھے اسکے مضمون کا پورا نقشہ اسکے دل نشین ہو جاوے اور پھر وہ امتحان میں ۱۰۰ میں سے ۳۰ یا ۳۳ نمبر لینے کے بھی قابل نہ ہو سکے۔ اور جو طلبا کہتے ہیں کہ وہ پڑھ پڑھکر فیل ہو گئے انکا کہنا بالکل قابل اعتبار نہیں۔ اس اثنا میں جو میں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ تو رفیق بدارد ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا۔ کہ ان سے ڈر کر بھاگ گیا کہ کہیں وہ اسکے بچوں کی تعلیم کے متعلق نہ پوچھ بیٹھیں۔ اسکے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب بھی رخصت ہو گئے۔ اور میں جا کر اخبار پڑھتے پڑھتے سو گیا +

احمد سعید۔ بی۔ اے

چند
قابلِ قدر مضامین
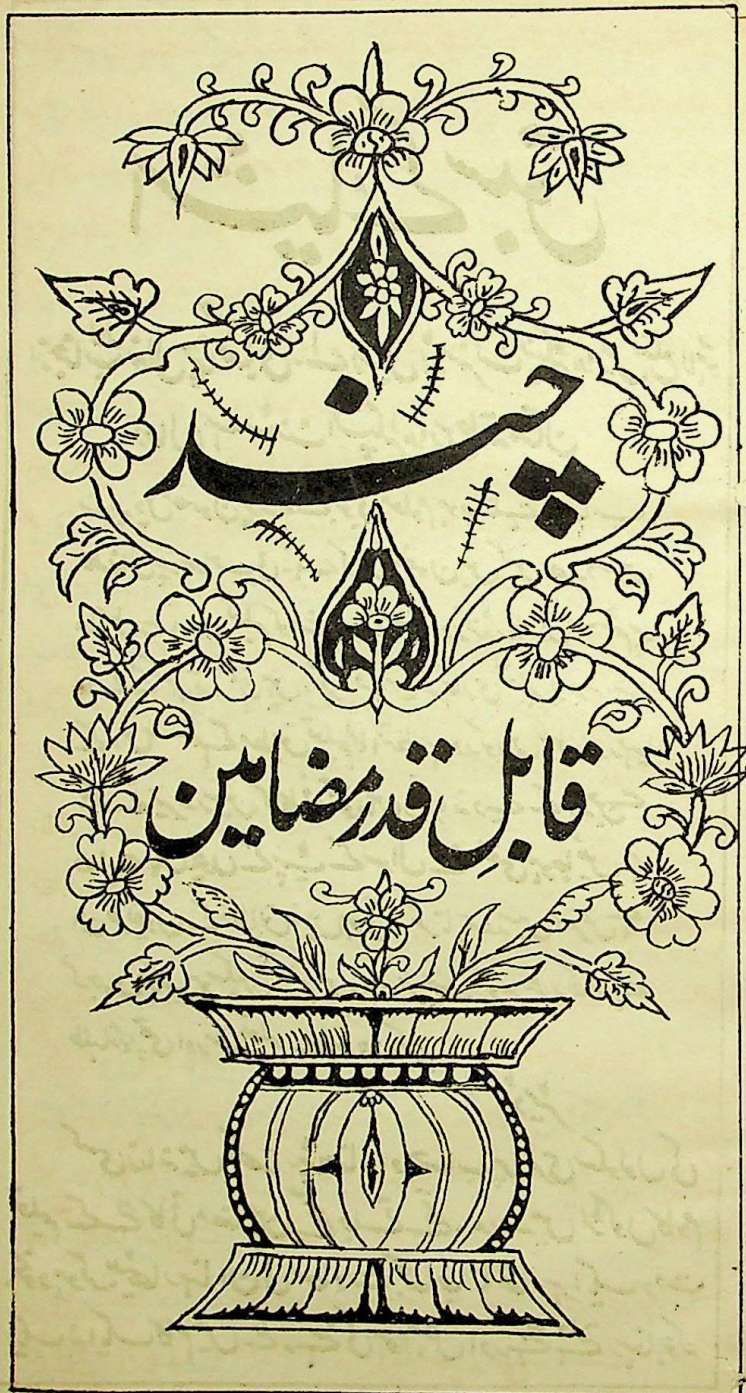
از جناب لالہ نہال چند صاحب بی۔ اے (سابق ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع لاہور

حال) اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ ملتان

مندرجہ ذیل مضمون پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ جناب لالہ نہال چند صاحب بی۔ اے کو اس مضمون میں کس قدر دسترس حاصل ہے۔ اور وہ تعلیم کو اشیاء کے سبق اور کنڈرگارٹن سسٹم پر لانے کے کس قدر متمنی ہیں۔ مگر افسوس کہ ہماری تعلیم بوجہ سررشتہ کے اس سسٹم کے مطابق تعلیم کا انتظام اور کورس مکمل اور مہیا نہ کرنے نیز مدرسین کو کافی تنخواہیں وغیرہ نہ دینے کے (کہ جن سے وہ اپنے بال بچوں کے پیٹ کے سوال سے مستغنی ہو جائیں۔) ان طریقوں کے مطابق نہیں ہوتی۔ مگر تاہم مدرسین کا فرض ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکیں تعلیم میں ان طریقوں کو مد نظر رکھ کر اپنے طلباء کو اچھی اور مفید تعلیم سے بہرہ ور کریں۔

ایڈیٹر

کسی زمانہ میں لکھنا پڑھنا۔ اور حساب پرائمری سکولوں کی تعلیم کے لئے کافی مضامین سمجھے جاتے تھے۔ مدرسہ میں لڑکوں کا دم بخود ہو کر بیٹھا رہنا ان کی سعادت سمجھا جاتا تھا۔ ہر ایک وقت ایک نہ ایک کام میں لگے رہنے کی خواہش اور ہلتے جلتے رہنا جو کہ

بچوں کا خاصہ ہے۔ زیانکار اور ناقابل اصلاح خو کی علامت گنا جاتا تھا۔ جوں جوں تعلیم کے بارے میں انسان کے خیالات بدلتے گئے محض الفاظ اور فقرے ٹھوس کر بھرنے کے بجائے بچوں کے حواس کی تربیت۔ قوائے عقلیہ کی ترقی اطوار کی آراستگی۔ حصول علم۔ بدنی قابلیت کی افزونی۔ الغرض تندرست جسم میں تندرست رائے (Sound mind in a sound body) تعلیم کا مدعا قرار پایا۔ تو پڑھانے کے ڈھنگ میں بھی فرق آیا۔ دائمی حرکت بندش میں بے قراری۔ رازجوئی۔ جو عجائبات جو ہر ایک تندرست بچہ میں پائے جاتے ہیں۔ اب سخت قصور نہیں سمجھے جاتے۔ بلکہ ان باتوں کے لئے حوصلہ بڑھایا جاتا ہے۔ اور باقاعدہ طور سے انہی کو کام کا وسیلہ بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ راگ۔ مارچنگ ان سٹیپ اور ورزش جسمانی پڑھائی کا ضروری جز سمجھے جاتے ہیں۔ زمانہ گذشتہ کے طالب علم آزادی کا نام تک نہیں جانتے تھے۔ اب جو تعلیم کا ڈھنگ رواج پا رہا ہے۔ اُس میں آزادی کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے۔ مگر تعلیم کا کوئی ڈھنگ اختیار کرنے سے پہلے اس بات کو دیکھنا ضروریات سے ہے۔ کہ ہم کو اشیاء خارجیہ کا علم کیونکر حاصل ہوتا ہے۔

اشیاء خارجیہ کا علم ہم کو کیونکر حاصل ہوتا ہے

جب کبھی کسی شے کا اثر ہمارے اعصاب پر پہنچتا ہے۔ اس اثر کو اعصاب تار برقی کی طرح دماغ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور اُس سے نفس پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جس کو ہم گرمی سردی وغیرہ سے موسوم کرتے ہیں۔ مثلاً اگر برف کی ڈلی اُنگلی پر

رکھ دی جائے تو اعصاب کے ذریعے اس کا اثر دماغ تک پہنچ جائیگا اور اس سے نفس پر سردی کی کیفیت طاری ہوگی۔ اس طرح کی کیفیت کو جو نفس پر طاری ہوتی ہے حس کہتے ہیں۔ نوزاد بچہ میں حس ہوتی ہے۔ اشیا کے اثر اس کے دماغ پر اپنا کام کرتے ہیں مگر وہ ان کے اسباب یعنی اشیاء خارجیہ کو نہیں جانتا۔ چنانچہ ڈاکٹر مورل صاحب لکھتے ہیں :۔

To him the inward world is every thing,
The outward world is nothing.

ترجمہ۔ "اس کے لئے اندرونی دنیا سب کچھ ہے۔ بیرونی دنیا کچھ بھی نہیں"۔

آہستہ آہستہ جب نفس میں کوئی کیفیت گرمی سردی وغیرہ کی پیدا ہوتی ہے۔ وہ اُس کے اسباب کو جاننا چاہتا ہے۔ اور کسی خارجی شے کو اس کا باعث گردانتا ہے۔ اس عمل کو ادراک کہتے ہیں۔ اور ادراک سے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ ان کو مدرکات۔ جب مدرکات کی تعداد نفس میں جمع ہو جاتی ہے۔ نفس ان کو ترتیب دیتا ہے اور اشیا کی ذہنی صورتیں نفس میں بن جاتی ہیں۔ جب ذہنی صورت کسی شے کی نفس میں بن گئی۔ تو گویا اس کا علم ہم کو حاصل ہوگیا۔ کیونکہ اب جہاں کہیں وہ شے ہمارے سامنے آئیگی۔ ذہنی صورت کی مدد سے ہم اُسے پہچان لینگے۔ اس ابتدائی علم کو لیکر طائر خیال زمین و آسمان پر پرواز کیوں نہ کرتا پھرے۔ معمار عقل کیسے ہی عالیشان مکانات کیوں نہ بنائے۔ یا اہل فلسفہ کیسے ہی پیچیدہ مسئلے کیوں نہ گھڑیں۔ سب کا ماخذ یہی علم ہوگا۔ جو حواس کے ذریعے حاصل ہوا ہے۔ جن اعصاب کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ انسان کے

فنون مفیدہ پر بھی سبق دیئے جاتے ہیں۔ اور ان سے زیادہ تر غرض بھی قوت مشاہدہ کی تربیت یا بچوں کو مختلف علوم کی باقاعدہ تعلیم کے لئے تیار کرنا ہوتی ہے۔ اِن میں زبان اور حساب کے ابتدائی سبق بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر اس پہلو سے دیکھا جائے۔ تو ایسے سبقوں کے لئے اشیاء کے سبق کی نسبت مشاہدے کے سبق یا عام واقفیت کے سبق۔ زیادہ مناسب نام معلوم ہوتے ہیں۔ اِس قسم کے سبق مختلف اشیاء پر ہو سکتے ہیں۔ مثلاً

(۱) خانہ داری کا سامان۔ کھاٹ۔ میز۔ چاقو۔ چمٹا۔ قینچی وغیرہ۔

(۲) خوراک اور پوشاک کی چیزیں۔ روٹی۔ کرتہ۔ جوتا وغیرہ۔

(۳) حیوانات۔ کُتّا۔ بلّی۔ گھوڑا۔ شیر وغیرہ۔ اور اِن سے جو اشیاء حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً پوستین۔ پر وغیرہ

(۴) پودے اور ان کی پیداوار۔ درخت۔ انار۔ نارنگی۔ شیشم وغیرہ

(۵) معدنیات۔ سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ تانبا وغیرہ

(۶) لکھنے پڑھنے کا سامان۔ قلم۔ دوات۔ کاغذ وغیرہ

(۷) انسان کے اعضاء۔ ہاتھ۔ پیر۔ کان۔ ناک وغیرہ

(۸) فنون مفیدہ۔ روٹی پکانا۔ مکان بنانا۔ لوہار کی دوکان۔ جلاہے کا کرگہ۔

(۹) عام ظہورات طبعی۔ اور اجرام فلکیہ۔ ہوا۔ بادل۔ چاند۔ سورج۔

آجکل سکولوں کی سکیم میں جو سبق درج ہیں۔ وہ اسی بنا پر مرتب ہیں۔ کہ مختلف علوم اور موجودات کے مختلف طبقوں کے ابتدائی سبق ہوں۔ آپ خیال فرمائیے۔ کہ اِن اشیا میں سے خواہ کوئی ایک لیں۔ اس پر مختلف پہلوؤں سے سبق دیا جاسکتا ہے۔ مثلاً شیشہ کے ٹکڑے پر حسب ذیل سبق ہو سکتے ہیں۔

(۱) رنگ۔ شکل۔ اور موٹی موٹی خاصیتیں۔

(۲) شیشہ بنانے کی ترکیب۔

(۳) شیشہ کا حال علم مناظرہ کے رو سے۔

(۴) شیشہ کی تواریخ۔

(۵) شیشہ کا استعمال۔

(۶) شیشہ کی موٹی موٹی خاصیتوں کا دوسری اشیاء کے ساتھ مقابلہ

(۷) شیشہ کے اجزا۔

ہر سبق میں بچوں کی عمر اور ان کی استعداد کا خیال رکھ لینا ضروری ہے۔

لہذا ایسے سبقوں کو چار درجوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلے درجہ میں اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ بچے اشیاء خارجیہ کو پہچان سکیں۔ ان کی موٹی موٹی خاصیتوں شکل۔ رنگ۔ قد وغیرہ سے واقف ہوجاویں۔ اور ان سب باتوں کو لفظوں میں ادا کر سکیں۔ دوسرے درجہ میں غیر صریح خاصیتیں اور ان کے استعمال آنے چاہئیں۔ تیسرے درجہ میں ایک نئی قسم کی اشیاء کو گروہوں میں تقسیم کرنا سیکھیں چوتھے درجہ میں اشیاء کے اسباب و نتائج پر غور کرنے کی عادت پیدا ہو۔ مثلاً جانوروں کی بناوٹ کا ان کی عادات و خوراک سے کیا تعلق ہے۔ یا جانوروں کے سینگ کھوکھلے اور مضبوط کیوں اور کیونکر ہوتے ہیں۔ یہاں ہم بچہ کے تجربہ کی ہی تصدیق نہیں کرتے۔ بلکہ آگے بڑھتے ہیں۔ موجودات ایزدی کو دیکھنے بھالنے کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ اور عجائبات کا عشق اور شوق حصول علم پیدا کرتے ہیں۔ گویا کہ اشیاء کے سبق۔ علم طبعی۔ علم کیمیاگری۔ علم نباتات۔ علم حیوانات علم جمادات وغیرہ کے لئے راہ صاف کرتے ہیں۔ جغرافیہ۔ تواریخ وغیرہ

سے اسی طرح مربوط ہوتے ہیں۔ بلکہ جغرافیہ کے سبق تو اشیاء کے سبقوں کا تسلسل ہی ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ سبق آئندہ کی تعلیم کی بُنیاد ہوتے ہیں۔ لہذا ان کے پڑھانے میں بڑی احتیاط چاہئے۔ یہ پیچھے کہا گیا ہے۔ کہ اشیاء کے سبق پڑھانے کا طریق۔ کل طریقہ تعلیم کی بُنیاد ہے۔ ایک ہی وقت میں بہت کچھ پڑھا دینا۔ یا ایسی باتیں بتا دینا جو طالب علم پہلے سے جانتے ہیں۔ یا ایسی باتوں پر جن باتوں کو وہ جلدی اپنے مشاہدہ سے یا اپنے ہمجولیوں کے ساتھ رہنے سہنے سے سیکھ سکتے ہیں۔ بہت سا وقت ضائع کر دینا غیر مفید ہے۔ نیز بچوں کے لئے جو باتیں مشکل ہیں۔ اُن کو اس خیال سے پڑھانے سے بھی بچنا چاہئے۔ کہ آئندہ تعلیم کے لئے ضروری ہیں۔

اشیاء کے سبق اور سبقوں کی طرح تعلیم کے اصول عامہ کے مطابق ہونے چاہئیں۔ مگر ہر مضمون کی تعلیم میں خاص باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ان سبقوں کی تعلیم میں مندرجہ ذیل قواعد کو مدنظر رکھنے سے بہت کچھ کامیابی کی اُمید ہو سکتی ہے۔

(۱) ہر سبق کو پہلے سے تیار کر لیا جائے۔ چونکہ ہر شے کے متعلق بہت سی باتیں کہی جا سکتی ہیں۔ اس واسطے پہلے سے سوچ لینا چاہئے کہ ان باتوں میں سے بچوں کو کیا کیا بتلایا جاویگا۔ اور کس ترتیب اور کس طریق سے سکھایا جاویگا۔

(۲) جو جو سبق بچوں کو پڑھانے ہوں۔ ان کی ترتیب پہلے سے سوچ لی جاوے کہ کس کس سبق کے بعد کون کون سے سبق پڑھانا مفید ہوگا۔ اس طرح سے طالب علموں کا پہلا علم نئی باتوں کے سیکھنے میں کام آئیگا۔

(۳) شروع میں سبق ایسی اشیاء پر ہوں۔ جن کو بچے شروع سے جانتے ہوں۔ آہستہ آہستہ احاطہ اشیاء بڑھتا جاتا ہے۔

(۴) ابتدائی جماعتوں میں جس شے پر سبق ہو۔ وہ شے ضرور موجود ہونی چاہیئے۔ ورنہ وہ سبق اُس شے پر نہیں سمجھا جائیگا۔ بلکہ ان الفاظ پر جو اس شے کے سبق میں استعمال ہو سکتے ہیں۔

(۵) بچے اپنے حواس سے کام لیں۔ چیزوں کو خود دیکھیں بھالیں۔ کیونکہ ان سبقوں سے بڑی غرض حواس کی تربیت ہوتی ہے مشاہدہ ہی تمام کامیابی کی بنیاد ہے۔ چنانچہ ہربرٹ سپنسر صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ "اگر ہم غور کریں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ پورا پورا مشاہدہ ہی ہر قسم کی بڑی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ یہ کاریگر۔ علم خواص الاشیاء دان یا کسی علم طبعی کے اُستاد کے لئے ہی ضروری نہیں طبیب کو ہی مرض کی تشخیص کے لئے درکار نہیں۔ انجنیر کے لئے ہی ضروری نہیں کہ اُسے چند سال ورک شاپ میں گذارنے پڑتے ہیں۔ بلکہ اہل فلسفہ بھی چیزوں کے بہت سے تعلقات کو دیکھنا بھالتا ہے۔ جو کہ اور لوگوں نے نظرانداز کر دیئے تھے۔ اور شاعر بھی قدرت کے کرشموں کو سمجھتا ہے۔ اور جب اُن کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تو سب لوگ حظ اُٹھاتے ہیں۔ گو پہلے اُن کو ان باتوں کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ سب سے زیادہ زور اسی بات پر دیا جانا چاہیئے۔ کہ روشن اور صاف تصورات ضروری ہیں۔ بوسیدہ اور کچے مصالحہ سے کوئی عمدہ چیز تیار نہیں ہو سکتی۔"

(۶) حتے الوسع بچوں کے سب حواس سے کام لیا جائے۔ چیز کو حسب موقعہ دیکھیں۔ سونگھیں۔ چکھیں۔ آواز سنیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ایک حس کا کام دوسری سے لیا جائے۔ مثلاً اگر کسی

چیز کے نرم یا سخت ہونے کا تصور دلانا ہو۔ تو بچے اسے چھو کر دیکھیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ صرف دیکھنے پر ہی اکتفا کریں۔

(۷) مدرس صرف رہنمائی کرتا جائے۔ اور اُن کی مشکلات کو حل کرے کام بچے خود کریں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ان کے حواس کے بجائے مدرس اپنے حواس سے کام لینے لگے۔ پس ضروری ہے کہ بچے خواص خود دریافت کریں۔

(۸) جوں جوں احاطۂ اشیاء بڑھتا جائیگا۔ اشیاء کا بہم پہنچنا مشکل ہوگا۔ اِس صورت میں تصویر یا نقشہ یا نمونہ موجود ہونا چاہئے۔ اس طرح قوّت متخیلہ پر بھی زور پڑیگا۔

(۹) مشاہدہ چیزیں پاس رکھ کر یا ان کی طرف اشارہ کرکے خواص کا مقابلہ کرایا جائے۔ فرق اور مشابہت دریافت کرنے کی قابلیت بڑھائی جائے۔ کیونکہ علم کا یہ ایک بڑا ضروری جزو ہے۔

(۱۰) جوں جوں خواص دریافت ہوتے جائیں۔ لڑکے ان کو الفاظ میں ادا کریں۔ جس کے لئے الفاظ نہ جانتے ہوں۔ مدرس بتلاتا جائے دو تین لڑکے اس کا اعادہ کریں۔ اور بورڈ پر لکھ دیا جائے۔ گویا یہ ڈھنگ زبان سیکھنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ اس سے قوت بیانیہ کو بھی ترقی ہوتی ہے۔

(۱۱) سبق پڑھانے میں مضمون کی منطقی ترتیب کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

(۱۲) جب دو تین ابتدائی سبق ہو چکیں۔ تو شکل۔ رنگ۔ اور قد پر اسباق دیئے جائیں۔ یہ سبق اشیاء محسوسہ کے ذریعہ اور کنڈرگارٹن کے اصولات کے مطابق ہوں۔

(۱۳) اشیاء کی ایک ہی کی طرح کی متواتر خاصیتوں کا تکرار ٹھیک نہیں ایسے سبق لا حاصل ہیں۔ نئی نئی باتوں کی طرف بچوں کو متوجہ

کرنا چاہئے۔ تاکہ وہ مختلف پہلوؤں سے دیکھنا بھالنا سیکھیں۔ ہمارے مدارس میں یہ ایک عام غلطی ہے۔ کہ جب کبھی کوئی شے پیش کی جاتی ہے۔ ہر درجہ میں پہلے اس کے رنگ اور شکل وغیرہ پر بحث شروع ہوتی ہے۔ اور بہت ساوقت رائگاں جاتا ہے۔

(۱۴) تختہ سیاہ سے بے تکلف کام لیا جائے۔

اَ۔ اشیاء کے نام اور خواص اور سبق کا خاکہ ساتھ کے ساتھ تختہ سیاہ پر لکھا جائے۔ اس طرح کان۔ آنکھ۔ ہاتھ۔ اور زبان اشیاء کے سبقوں میں سب اپنا اپنا کام دینگے۔

بَ۔ اشیاء کے پیچیدہ اور مخفی اجزا کی تصویر کھینچکر دکھائی جائے۔ اس سے بچوں کو نقشہ کشی کی طرف بھی ترغیب ہوگی۔

(۱۵) سبق اس طرح ہو۔ کہ گویا اُستاد اور بچے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

(۱۶) قدرتی مناظر کا مشاہدہ یوں اچھا آتا ہے۔ کہ اُستاد یا کوئی مربی بچے کو کبھی سیر کے لئے لے جائے۔ اور رستہ میں جو جو اشیاء آویں اُن کا علم باتوں میں بتاتا جائے۔

(۱۷) جلاہے کے کرگہ یا کسی اور فنِ مفیدہ پر سبق پڑھانا ہو۔ تو موقعہ پر جانا چاہئے۔ جب میں نورمل سکول راولپنڈی میں کام کرتا تھا۔ تو جولاہے کا ایک لڑکا نورمل سکول مذکور میں تعلیم پاتا تھا۔ اس کے ساتھ نورمل سکول کے لڑکوں کو لے کر مجھے سبق کی خاطر جلاہے کے کرگہ پر جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے خود کئی نئی باتیں سیکھیں۔ اور لڑکوں نے بڑے شوق سے اُس کے مختلف آلات کی ساخت اور اُن کے فوائد پر بحث کی۔

(۱۸) ابتدائی جماعتوں میں چیزوں کے وزن حتے الوسع تول کر۔ اور قد۔ طول۔ وغیرہ ماپ کر اور نیز اور اشیاء کے ساتھ مقابلہ کر کے سکھانا

مناسب ہے۔

(۱۹) سبق کے اخیر میں اگر ممکن ہو۔ تو کوئی مفید نصیحت بطور نتیجہ کے نکالی جائے۔ ان باتوں پر پورا پورا عمل تب ہی ہو سکیگا۔ جبکہ مدرس سامان پہلے سے مہیا کرے۔ کیونکہ ان سبقوں میں فی الحقیقت سامان اور تجربے بڑا جُز ہوتے ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ ہر مدرسہ میں موجودات ایزدی کے تین بڑے طبقوں اور فنون مفیدہ کے متعلق اشیاء کا ذخیرہ جمع ہو۔ اور خوشنما چیزیں۔ کھلونے اور مقامی صنعتوں کے نمونے موجود ہوں۔ مدرس اس قسم کی بہت سی چیزیں بچوں سے ہی اکٹھی کرا سکتا ہے۔ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکے کئی جگہ ایسے سبقوں کے لئے مختلف قسم کی تصویریں کھلونے اور کئی ایک نمونے کپڑے وغیرہ کے خوشی سے لے آئے پنساری کا لڑکا۔ گرم مصالح اور مشہور دواؤں کے نمونے لے آیا۔ اناج بیچنے والے کا لڑکا مختلف قسم کے اناج کے بیج۔ اور زمیندار کا لڑکا درختوں پر سے پُرانے گھونسلے اور کئی ایک جانوروں کے انڈے اُٹھا لایا۔ تو ایک خاصہ عجائب خانہ بن گیا پکانے پگھلانے۔ ناپ اور تول کے آلات مدرسہ میں ضرور ہوں تصویروں کے بجائے اگر کلوں وغیرہ کے نمونے ہوں۔ تو اچھا ہے کیونکہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے پرزوں کا کام بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے مختلف قسم کے سبقوں میں مضمون کی ترتیب و تقسیم الگ الگ ہوگی۔ بعض کے نمونے ذیل میں درج ہیں۔ مگر ان نمونوں کو پیش کرنے سے میرا مدعا یہ ہرگز نہیں ہے۔ کہ ہم لوگ کسی خاص ترتیب کے بالکل پابند ہو جائیں۔ بعض وقت اس میں سے کوئی سُرخی چھوڑنی پڑے گی۔ اور بعض وقت کوئی نئی سرخی قائم

کرنی پڑے گی۔ سرخیوں کی ترتیب بھی حسب موقعہ بدلی جا سکتی ہے۔

(۱) پودہی۔ درخت یا جھاڑی پر سبق پڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل سُرخیاں کار آمد ہو سکتی ہیں۔

ا۔ قسم۔ یہاں عام گروہ کا ذکر ہو جس سے پودا متعلق ہو۔ ایک عام نام عموماً کافی ہو سکتا ہے۔ مثلاً روئی کا پودا۔ دستکاری کا پودا ہے۔ گیہوں کا پودا خوراک کا پودا ہے۔ جن مدرسوں میں علم نباتات کی باقاعدہ تعلیم ہوتی ہو۔ وہاں اصطلاحی نام استعمال کئے جائیں۔

ب۔ پودے کا بیان۔ اس کی عام شکل۔ قد۔ تنہ۔ پتے۔ پھول چھلکے۔ بیج۔ اور نشو و نما کا حال اِس حصہ کا طریق تعلیم نہایت ضروری ہے۔ مخالفت اور مشابہت نکلوانے کے لئے عموماً مقابلہ سے کام لیا جائے۔

ج۔ بوتا اور کاٹنا۔ خود رَو ہے یا نہیں۔ کونسی قسم کی زمین میں اور کس موسم میں اچھا پھلتا ہے۔

د۔ مقامات۔ کہاں پایا جاتا ہے۔ کس کس جگہ کاشت زیادہ ہوتی ہے۔

ر۔ استعمال اور فائدے۔ اِس سرخی کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ مختلف طریقوں کا بیان جس سے پودا خاص خاص کاموں میں لگانے کے قابل ہوا۔ بعض پودوں کے چھلکے۔ زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً دارچینی۔ بعض کی لکڑی مثلاً شیشم بعض کے پتے مثلاً چاء اور نیم۔

س۔ تواریخ۔ یہ پودا کب دریافت ہوا۔ خاص خاص کاموں میں کیونکر استعمال ہونے لگا۔ اور بعض ملکوں میں کب اور

کس طرح لایا گیا۔

نوٹ۔ نباتاتی اشیاء کے خواص اور اُن کا انسان کے کارآمد ہونا۔ پودوں کی بناوٹ اور اُن کے نشو و نما پر موقوف ہوتا ہے۔ اس لئے اِن باتوں کا علم اُستاد کے لئے نہایت ضروری ہے۔

(۲) پھل کے سبق میں مندرجہ ذیل سرخیوں پر توجہ رکھنی چاہئے۔

(۱) صورت اور بناوٹ اَ۔ کچا۔ بؔ پکا

(۲) حصے۔ چھلکا۔ گودا۔ گُٹھلی وغیرہ

(۳) استعمال اور فائدے۔ اَ کچا۔ بؔ پکا

(۳) نباتاتی شے کے سبق کی ترتیب یوں ہو سکتی ہے۔ مثلاً ربڑ، کافو

اَ۔ خاصیتیں۔

بؔ۔ استعمال اور فائدے۔

جؔ۔ حاصل کرنے کی ترکیب۔

(۴) جانور کے سبق۔ کے اشارے اس طرح ہو سکتے ہیں۔

اَ۔ قسم

بؔ۔ صورت اور بناوٹ۔ پہلے مجموعی طور پر۔ پھر اجزاء کی خصوصیتوں پر بہت زور دینا چاہئے۔ مثلاً اونٹ کی گردن اور کوہان۔ بلی کے پنجے۔ گائے کا معدہ۔

جؔ۔ عادات و خوراک۔ اِن کا تعلق صورت اور بناوٹ سے ظاہر کرنا چاہئے۔ مثلاً اونٹ کی گردن کیوں لمبی ہوتی ہے۔ گھوڑے کی آنکھیں کیوں بڑی بڑی اور ابھری ہوئی ہوتی ہیں۔ بکری کی ٹانگیں مضبوط اور پتلی کیوں ہوتی ہیں۔ جانوروں کے سینگ کیا کام دیتے ہیں۔

دؔ۔ استعمال اور فائدے۔ اَ۔ زندہ۔ بؔ مردہ۔

ح۔ مقامات ۔ صرف ملک کا نام ہی نہیں ۔ بلکہ یہ کہ جانور میدان میں ملتاہے۔ یا پہاڑ پر تری میں یا خشکی پر۔

(۵) کسی معدنی شے پر سبق دینے کے لئے مندرجہ ذیل سرخیوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) **قسم**۔ علمی قسمیں بتلانے کی ضرورت نہیں ۔ نباتات کی طرح استعمال کے خیال سے قسمیں گھڑی جاسکتی ہیں۔

(۲) **بیان** ۔ مختلف حالتوں میں کسی دھات وغیرہ کا رنگ ۔

(۳) **خاصیتیں**۔ معدنیات میں یہ نہایت ضروری سرخی ہے ۔ ایک شے کا باقی اشیاء سے مقابلہ کرنا چاہیئے ۔ کہ کیا کیا مشابہت ہے ۔ معدنی چیز کی کئی ایک خاصیتوں کا مجموعہ ہی اس کو کسی خاص کام میں لگانے کے قابل کرتاہے۔ مثلاً لوہے کے انجن اور خانہ داری کی ضروری چیزیں کیوں بنتی ہیں۔

(۴) **کس طرح حاصل ہوتاہے**۔ اس کو عام استعمال میں لانے کے لئے کیونکر تیار کرتے ہیں۔

(۵) **مقامات اور استعمال**۔ استعمال پر خاص توجہ دینی چاہیئے ۔ بعض وقت استعمال کو پہلے لے کر اس سے خواص نکلوانے چاہیئیں ۔ اس طرح سے بچوں کو غور کرنے کی مشق ہوگی ۔

نوٹ۔ مختلف اشیاء پر کئی پہلوؤں سے سبق دیئے جاسکتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مدرس کو کس قدر مطالعہ اور مشاہدہ کی خود ضرورت ہے۔ پیشتر اس کے کہ وہ کسی شے پر سبق دینے کے لئے تیار ہو۔

سکولوں کی سکیم میں جو سبق مختلف جماعتوں کے لئے مقرر ہیں۔ اُن کی نسبت کم از کم اتنا معلوم ہونا ضروری ہے۔ کہ ہر سبق کو کن کن

باتوں میں محدود رکھا جائے۔ تاکہ سب جگہ اُن کی تعلیم یکساں ہو۔ اور نیز امتحان کے لئے۔ حد مخصوص ہو جائے۔ اگر ان کتابوں کے ساتھ ضمیمے لگائے جائیں۔ جن میں مختلف اشیاء کے متعلق لڑکوں کی ضروریات سے بڑھکر حالات درج ہوں۔ تو شک نہیں کہ وہ مدرسوں کیلئے بہت کارآمد ہو سکتے ہیں۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے سکولوں میں بہت کم کتابیں پائی جاتی ہیں۔ جن سے مختلف اشیاء کے متعلق مدرس مصالح لے سکے۔ اور ایسے سکولوں کے واسطے تو ضروری ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اشیاء کے سبقوں کے متعلق کتابیں مہیا کی جائیں۔ خاص خاص اشیاء پر سبق پڑھانے کے لئے خاص خاص ڈھنگ ہوتے ہیں۔ جن کے اگر الگ الگ نمونے بھی لکھے جائیں۔ تو دفتر بھر جائے۔ لہذا ان سبقوں کے پڑھانے سے جو جو فائدے متصور ہیں۔ انکو مختصر طریق پر قلمبند کر کے اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

فوائد

(۱) اشیاء کی خاصیتیں حواس کے ذریعہ نکلوائی جاتی ہیں۔ اور سب حواس سے کام لیا جاتا ہے۔ اس سے حواس کی تربیت ہوتی ہے۔

(۲) اشیاء کے خواص کا ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں فرق و مشابہت دریافت کرنے کے لئے غور کرتے ہیں۔ اس سے توجہ دینے کی عادت ہوتی ہے۔ اور قوت مشاہدہ کو ترقی ہوتی ہے۔

(۳) اشیاء کا علم یقینی ہوتا ہے۔ مبہم اور مشکوک نہیں ہوتا ہے۔

(۴) معلومات بڑھتے ہیں۔

(۵) جن اشیاء اور خواص کے نام نہیں جانتے ان کے لئے الفاظ سیکھتے ہیں۔ اس لئے زبان سیکھنے کا عمدہ ذریعہ ہیں۔

(۶) اپنے خیالات کو الفاظ میں ظاہر کرنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ اور اس سے قوت بیانیہ کو ترقی ہوتی ہے۔

(۷) ساتھ کے ساتھ قوت استدلال اور نتیجہ نکالنے کی طاقت بڑھتی ہے۔

(۸) موجودات ایزدی کے مطالعہ کرنے اور مختلف علوم کو سیکھنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اور نیز اُن کے سیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

(۹) جس قدر اشیاء کا علم بڑھتا ہے۔ اُسی قدر اچھے اچھے خلقی سبق سیکھتے ہیں۔ جس سے خدائے تعالےٰ کی صنعت اور حکمت نظر آتی ہے۔

نہال چند بی۔ اے

تعلیم کا اصلی مدعا

از جناب پنڈت ہیمراج صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع امرتسر

ہم جناب پنڈت ہیمراج صاحب بی۔ اے کے (جو ایک نہایت قابل اور تجربہ کار ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہیں) از حد مشکور احسان ہیں۔ کہ آپ نے تعلیم کا اصلی مدعا حاصل ہونے کا انحصار مدرسین کے پیٹ کا سوال حل ہونے پر ظاہر کیا ہے۔ اور درحقیقت جب تک مدرسین کو کافی مشاہرے نہیں دیئے جاتے۔ عمدہ تعلیم کا ہونا ناممکن ہے ہمیں کافی امید ہے۔ کہ اگر آپ کے خیال کے ساتھ جملہ صاحبان ڈسٹرکٹ انسپکٹر کلی طور پر متفق ہو جائیں۔ تو مدرسین کا بیڑا چشم زدن میں پار ہو جائے۔

اڈیٹر

عام طور پر تعلیم کا مدعا صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ لڑکوں کو پڑھنا لکھنا حساب۔ جغرافیہ وغیرہ سکھا دیا جائے۔ اور اگر لڑکے چند منتخب سوالوں کا جواب فرفر ممتحن کو سُنا دیں۔ تو بس اُستاد اپنی محنت سپھل سمجھ لیتا ہے۔ لیکن ہماری رائے میں یہ تعلیم کا صرف تہائی حصہ ہے۔ اصل تعلیم وہ ہے کہ جس میں قوائے انسانی کی سہ گونہ نشوونما ساتھ ساتھ پائی جاوے دماغی تعلیم کے ساتھ ہی بچوں کی جسمانی اور اخلاقی تربیت بھی ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ اعلےٰ دماغ بالکل فضول اور نکمّا ہے۔ جب کہ اس کا

جسم دُبلا اور کمزور اور بُری عادات کا عادی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ علم ایک طاقت ہے جس کو خواہ بُرے کام پر لگاؤ خواہ اچھے پر۔ جہاں ایک طرف علم کے ذریعے بڑی بڑی مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ جیسے بغیر تار کے تار برقی اور گراموفون و دیگر ایجادات وغیرہ انسان کے لئے خوشی کا باعث ہوئی ہیں۔ وہاں دوسری طرف علم کی طاقت سے خطرناک اور مہلک اوزار نکلتے ہیں جس سے انسان کی زندگی کا چند منٹ میں خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے ایسے پوڈر ایجاد ہوئے ہیں جن کو اگر کوٹھے کی چھت پر چھڑک دیا جائے تو کمرے کے اندر کے آدمی ہلاک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جہاں علم کی روشنی سے انسان کے دماغ کو منور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ جسمانی اور اخلاقی تعلیم کا ہونا بھی ضروری ہے۔ تاکہ انسان تعلیم یافتہ ہو کر اپنے آپ کو اور اپنے ہم جنسوں کو بھی فائدہ پہنچا سکے۔ طالب علموں کے اوضاع واطوار اور اُن کی نشست و برخاست رفتار و گفتار غرضیکہ اُن کے ہر فعل کی ایسی غور و پرداخت ہونی چاہئے۔ جس سے ان کی تعلیمی ادبی اخلاقی جسمانی تعلیم کا منشا اچھی طرح پُورا ہو سکے۔

تعلیم و تربیت

یہ بتایا جا چکا ہے کہ تعلیم کی اصلی غرض یہ نہیں ہے کہ طلباء طوطی کی طرح کتابیں ازبر یاد کر لیں۔ بلکہ اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ اگر دو لڑکے لئے جاویں۔ جن میں سے ایک مدرسہ کا طالب علم ہو اور دوسرا تعلیم کی روشنی سے بے بہرہ ہو تو دونوں میں معمولی عقل کا آدمی بھی فوراً تمیز کر سکے کہ یہ مدرسہ کا طالب علم ہے اور یہ بازار کا لڑکا۔ مدرسہ کے لڑکے کی رفتار گفتار کردار وغیرہ میں عام لڑکوں کی نسبت زمین و

آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ پھر یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ خالی کتابوں کا رٹ لینا یا حساب کے چند قاعدے یاد کر لینا ہی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی تعلیم اور تربیت کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے۔ ان میں سے ایک ذہنی تعلیم ہے۔ لیکن محض تعلیم سے کچھ فائدہ نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ جسمانی اور اخلاقی تربیت نہ کی جائے۔ ذہنی تعلیم کے لئے سکولوں کی سکیم میں کافی مصالح موجود ہے۔ اور گورنمنٹ کی مہربانی سے جسمانی تعلیم کا سامان بھی کم و بیش ہر مدرسہ میں مہیا ہے۔ اسی طرح اخلاقی تعلیم کے لئے بھی گو کورسوں میں کسی قدر انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی اس بارہ میں اور بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ سب سے پہلے مدرّس ایسے ہونے چاہئیں کہ جو لڑکوں کے لئے اخلاق کا نمونہ ہوں۔ یہ اُمید اُس وقت تک پوری ہونی محال نظر آتی ہے۔ جب تک کہ اس صیغہ میں جو در اصل دیگر صیغوں کی ماں ہے۔ اور دیگر ایوانِ ترقی کا بُنیادی پتھر ہے۔ اعلےٰ درجے کے لوگوں کو کھینچ لانے کے لئے ایک زبردست کشش پیدا نہ کی جائے۔ اس میں شک نہیں کہ پُرانے وقتوں کی نسبت مدرسوں کی تنخواہ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ اس کے ساتھ ہی ضروریات زندگی بھی اُسی نسبت سے گراں ہو گئی ہیں۔ اس لئے عملی طور پر بیچارے مدرس وہیں ہیں جہاں اس اضافہ سے پہلے تھے۔

آجکل جاہل مزدوروں کی اُجرت میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ ایک معمولی مزدور کی روزانہ اُجرت بھی اکثر دیہاتی مدرسین کی روزانہ تنخواہوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے تعلیم یافتہ مدرس جب اپنے آپ کو معمولی مزدوروں کے مقابلے میں بھی کم حیثیت پاتا ہے تو حسرت بھرا دل لے کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا علاج صرف یہی ایک ہے کہ ان بیچارونکی

تنخواہیں اسقدر بڑھادی جائیں۔ کہ ان کی ضروریات زندگی اطمینان سے پوری ہوسکیں۔ اور اُمید ہے کہ آہستہ آہستہ گورنمنٹ کی توجہ اور مہربانی سے ایک نہ ایک دن یہ ضرور ہو جائیگا۔ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ عام لوگوں میں علم کا اس حد تک مذاق پیدا کیا جائے کہ انہیں مدرسین کی قدر کرنی پڑے۔ اور وہ ہر حالت میں اُن کی جانب جُھکنے اور اُن کی عزّت کرنے پر مجبُور رہوں۔ اس کے بعد بجا طور پر ہم توقع رکھ سکینگے کہ مدرس لوگ نہ صرف ذہنی تعلیم کے ذمہ وار رہوں۔ بلکہ لڑکوں کی جسمانی اور اخلاقی تربیت کو بھی اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ موجودہ صورت میں بیچارے شکستہ دل مدرس کیا کیا کریں۔ اور کیا نہ کریں۔ ان کے فرائض بہت بڑے ہیں۔ اور تنخواہیں بہت کم۔ بلکہ ہمیں مشکور ہونا چاہیئے کہ اس قدر قلیل اُجرت پر بھی وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ ورنہ یہ ایک مشہور ضرب المثل ہے۔ کہ ؎

کہ مزدور خوش دِل کند کار بیش

ہیمراج بی۔اے

پرائمری تعلیم ملک میں کس طرح زیادہ سے زیادہ پھیل سکتی ہے

از جناب مولوی عبداللطیف صاحب بی اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گجرات

حیوانیت سے انسانیت کے درجہ پر پہنچنے اور انسانیت سے اعلےٰ مدارج پر پہنچنے کے لئے تعلیم لابدی ہے - اور چونکہ جرمنی وغیرہ اول درجہ کے ترقی یافتہ ممالک کو پرائمری تعلیم کی بدولت موجودہ ترقی حاصل ہوئی ہے - اس لئے پبلک اور گورنمنٹ ہند کی یہ تجویز بہت مستحسن ہے کہ ہندوستان میں بھی پرائمری تعلیم کو عام کیا جائے گورنمنٹ کا جو یہ خیال ہے کہ اگر اسقدر پرائمری سکول کھولے جائیں کہ ہر ایک موضع سے زیادہ سے زیادہ دو میل کے فاصلہ پر کوئی نہ کوئی پرائمری سکول ہو تو پرائمری تعلیم عام ہو سکتی ہے - اور ملک کے بعض عالی دماغ لیڈروں کی جو یہ خواہش ہے - کہ پرائمری تعلیم فری (   ) کی جائے - تو اس سے چونکہ ہر ایک غریب بچہ بھی پڑھ سکیگا - اس لئے پرائمری تعلیم عام ہو جائے گی یہ دونوں تجاویز اور خواہشیں کچھ زیادہ مفید نہیں - کیونکہ جن دیہات میں پرائمری سکول واقع ہیں - وہاں کے قابلِ تعلیم

لڑکوں سے زیادہ سے زیادہ بیس فیصدی لڑکے سکولوں میں داخل
ہوتے ہیں۔ حالانکہ علاوہ کاشتکاروں اور کمینوں کے دس فیصدی اور غریب طلبار کی فیس بھی معاف
ہوتی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ پرائمری تعلیم کے عام ہونے میں
نہ تو سکولوں کی تعداد کی کمی۔ نہ فاصلے کی زیادتی۔ اور نہ ہی فیس
کا بوجھ مانع ہے۔ بلکہ تعلیم کے حقیقی شوق کا نہ ہونا اس کا بڑا
باعث ہے۔ اور اگرچہ اب افسرانِ تعلیم کے شریفانہ اور مدبرانہ
سلوک کے سبب سے تعلیمی شوق بڑھ رہا ہے۔ مگر جس رفتار
سے یہ شوق بڑھ رہا ہے۔ اگر اسی رفتار سے بڑھتا رہے۔ تو
حد تک پہنچنے کے لئے کم از کم ستو سال کا عرصہ درکار ہوگا ۔
پس چونکہ ہندوستانی لوگ جبر پسند واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے
جب تک اس ملک میں پرائمری تعلیم کو جبری اور لازمی نہ کیا جائیگا
یہاں اس تعلیم کا عام ہونا ناممکن ہے۔ جبری تعلیم کے ساتھ ہی
یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی سے دو سکولوں کے درمیان دو میل سے
زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ اتنی تعداد میں پرائمری سکول کھولنے کی حالت
میں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کس قسم کے پرائمری سکول زیادہ تر
کھولے جائیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ یا امدادی۔ ڈسٹرکٹ بورڈ جاری
کرنے میں خرچ بہت ہوگا۔ اس لئے اگر امدادی سکول زیادہ کھولے
جائیں۔ اور ان کی اور ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں کی سکیم اف سٹڈی
(   ) بھی یکساں کردی جائے
تو اس حالت میں تیز طبع اور اعلےٰ تعلیم کے خواہان طلبار کا بھی
نقصان نہ ہوگا۔ کیونکہ موجودہ حالت میں تو امدادی سکولوں کے
پانچویں جماعت پاس کردہ لڑکوں کو ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں میں
جاکر ایک سال نیچے ہٹنا پڑتا ہے۔ جو نہایت تضیع اوقات ہے۔

سہ جب [illegible] تعلیم [illegible] میں بھی تعلیم جبری ہے - ایڈیٹر

اور ڈسٹرکٹ بورڈ اور امدادی سکولوں کی سکیم آف سٹنڈرڈ اسی حالت میں یکساں ہو سکتی ہے۔ جبکہ امدادی سکولوں کے مدرسین کی قابلیت کا لحاظ جو اس وقت بالکل موروم ہے۔ فرائض میں داخل ہو۔ اور امدادی سکولوں کے اجرائے کے لئے اور امداد حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہو کہ امدادی سکولوں کا مدرس علمی لیاقت کے علاوہ طریقہ تعلیم سے بھی واقف ہو اور کم از کم ٹریننگ کلاس پاس کردہ کے سوائے کوئی مدرس نہ تو امدادی سکول جاری کر سکے اور نہ ہی امداد کا مُستحق مانا جائے۔"

یہ خلاصہ ہے ان خیالات کا جن کا اظہار جناب مولوی عبداللطیف صاحب موصوف الصدر نے ذیل کے مضمون میں نہایت قابلیت سے اور دلچسپ طرز میں کیا ہے۔ اور فی الواقع جب تک پرائمری تعلیم کو جبری اور لازمی نہ کیا جائے گا ہندوستان میں پرائمری تعلیم کا عام ہونا ناممکنات سے ہے۔ بعض لیڈروں کا جو یہ خیال ہے کہ تعلیم فری ( ) تو کر دی جائے۔ مگر جبری نہ ہو۔ در اصل وہ پرائمری تعلیم کے عام ہونے کے فوائد سے ہی منکر ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں ظاہر کیا ہے۔ فری ہونا پرائمری تعلیم کے پھیلانے میں کچھ زیادہ ممد نہیں۔

الغرض جناب مولوی صاحب نے پرائمری تعلیم کے عام ہونے کے بارہ میں جو رائے ظاہر کی ہے۔ وہ نہایت صائب ہے۔ اور امید ہے۔ کہ اگر اس امر کو پختہ طور پر یقین کر دیا گیا کہ ہندوستان کی ترقی کا انحصار پرائمری تعلیم کے عام ہونے پر ہے۔ تو اس حالت میں جبری تعلیم کے عام کرنے" سے اتفاق رائے کرینگے

سوا چارہ نہ ہوگا۔

اڈیٹر

مندرجہ بالا سوال کی طرف توجہ کرنے سے پہلے زمانہ سلف کے کچھ حالات تحریر کئے جاتے ہیں۔ تواریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدیم گذشتہ زمانے میں انسان کی موجودہ حالت مانند خواب تھی۔ انسان ایک حیوان لایعقل تھا۔ آہستہ آہستہ اس قدرتی مادے نے جو کہ اس کے اندر ایک حالت جمود میں پڑا تھا۔ ترقی کے میدان میں قدم رکھا اور انہوں نے اپنی گرد و پیش کی چیزوں سے واقفیت پیدا کرنی شروع کی۔ بڑھتے بڑھتے یہاں تک ترقی کی کہ ان کی مثال یورپ اور دیگر مہذب ممالک کے باشندوں سے دی جا سکتی ہے۔ یہ موجودہ علم و فضائل جو کہ لا انتہا درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ہمارے لئے خدا نے طیار کر کے نہیں بھیجے یہ انہیں سلیم و یکسو خیال روحوں کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ وہ قومیں جنہوں نے ترقی کے میدان میں قدم مار رہے۔ یا درجہ اعلےٰ حاصل کئے ہیں وہ وہی قومیں ہو سکتی ہیں جنہوں نے علم جیسی نعمت لازوال حاصل کی۔ چند صدیاں گزریں کہ انگلستان کے لوگوں کی حالت پہلے وہی تھی جو افریقہ اور اسٹریلیا کے باشندوں کی اس وقت ہے جنگلوں میں وحشیانہ پھرتے تھے۔ نہ بدن پر کپڑا تھا نہ رہنے کو مکان۔ آج انکی حالت دیکھنے سے یقین نہیں آتا کہ یہ قوم کبھی بھی اس حالت میں رہ چکی ہے۔ لیکن تاہم کئی تاریخی واقعات ایسے ہیں جو ہمیں اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ یہ قوم ترقی کے میدان میں پیچھے اور گری ہوئی حالت میں تھی۔ یہ علم ہی کا کرشمہ ہے کہ ان کی موجودہ صورت نظر آرہی ہے۔ کسی ملک کی ترقی اس بات پر منحصر ہے کہ اس میں اعلےٰ خیالات کے انسان پیدا ہوں۔ کیونکہ اگرچہ نیچر کے تمام ممکنات کا دارومدار قدرت پر ہے

لیکن ان ممکنات کا وجود میں لانا تعلیم ہی کا کام ہے - ایک درخت میں جس قدر بیج پیدا ہوتے ہیں ان سے پیدا ہوئے ہوئے درخت ان بیجوں کی تعداد سے بہت ہی کم ہوتے ہیں - اس کی وجہ نامناسب گرد و نواح اور نامناسب تربیت ہے - ایسا ہی بہت سے بچوں میں یہ مادہ پایا جاتا ہے - کہ وہ ایک اعلےٰ درجہ کے انسان بن سکتے ہیں - لیکن ان میں سے چند ہی بنتے ہیں - یہ ممکنات چند ہی صورتوں میں وجود میں آتی ہیں - اس کی وجہ عدم تعلیم ہے - گویا اعلےٰ مدارج پر پہنچنے کے لئے تعلیم ایک لازمی شے ہے - اور اس لحاظ سے ابتدائی تعلیم کی اشاعت ملک میں ضروری ہے -

یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے - کہ ابتدائی تعلیم کا عام ہونا نہایت ضروری ہے - اور ملکی ترقی کا انحصار اسی پر ہے - جرمنی وغیرہ ترقی یافتہ ممالک کی مثالیں پیش نظر رکھنے سے اس خیال کو کافی تقویت مل سکتی ہے - اس ملک کے لئے بھی اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ ابتدائی تعلیم ایسی عام ہونی چاہئے کہ تعلیم کے قابل طلباء سب کے سب ابتدائی تعلیم سے بہرہ ور اور مستفید ہو سکیں -

گورنمنٹ کی یہ تجویز کہ ہر ایک موضع سے زیادہ سے زیادہ دو میل کے فاصلے پر ایک پرائمری سکول ہونا چاہئے - اس امر کی متقضی ہے کہ ملک کا کوئی تعلیم پانے کے قابل لڑکا تعلیم پانے سے محروم نہ رہ سکے اور ساتھ ہی اس کے بعض عالی دماغ لیڈروں کی یہ خواہش ہے کہ پرائمری تعلیم جبری ہونے سے یہ مدعا حاصل ہو سکتا ہے - لیکن تجربہ ہمیں یہ دکھاتا ہے - کہ جن گاؤں میں پرائمری سکول واقع ہیں وہاں کے قابل تعلیم لڑکوں سے زیادہ سے زیادہ بیس فیصدی لڑکے سکولوں میں داخل ہوتے ہیں - باقی میں کوئی احساس پیدا نہیں ہوتا کہ وہ تعلیم

کی طرف متوجہ ہوں - حالانکہ کاشتکاروں کے لڑکے فیس نہیں ادا کرتے -
اس سے ظاہر ہے کہ نہ تو سکولوں کی تعداد کی کمی اور نہ فاصلہ کی زیادتی بکلی اشاعت تعلیم میں حارج ہے - اور نہ ہی فیس کا بوجھ تعلیم حاصل کرنے میں مانع ہے - بلکہ اصل بات یہ ہے - کہ عوام میں تعلیم کا حقیقی شوق بہت کم ہے - اگرچہ یہ شوق دن بدن ترقی کر رہا ہے - اور افسرانِ تعلیم کے شریفانہ اور مدبرانہ سلوک سے لوگوں میں احساس بڑھ رہا ہے - لیکن اسی رفتار سے ترقی کی مطلوبہ حد تک پہنچنے کے لئے کم سے کم ایک سو سال کا عرصہ درکار ہوگا - جو کہ بہت لمبا عرصہ ہے -

بنائے علیہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم جبری اور لازمی ہو - کیونکہ اس ملک کے باشندے جبر پسند واقع ہوئے ہیں - اگر ابتدائی تعلیم کو جبری اور لازمی کیا جاوے اور ابتدائی مدارس کی تعداد کو اس قدر بڑھایا جاوے - کہ کوئی سے دو سکولوں کے درمیان دو میل سے زیادہ فاصلہ نہ ہو تو اس صورت میں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے - کہ آیا پرائمری سکولوں کی تعداد بڑھانے میں ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں کی تعداد بڑھانی چاہئے - یا کہ امدادی سکولوں کی تعداد بڑھانے سے ہم اس مدعا کو حاصل کر سکتے ہیں -

جب ابتدائی تعلیم ایسی عام ہو جاوے - کہ کوئی قابل تعلیم لڑکا تعلیم سے خالی نہ رہے - تو جن لڑکوں کی دماغی قابلیت اچھی امید دلانے والی ہوگی - وہ ضرور اعلےٰ تعلیم کی طرف رجوع کریں گے اور تعلیم سے سچا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے - اور باقی طلباء ابتدائی تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے آبائی پیشے میں لگ جاویں گے - امدادی سکولوں کی موجودہ سکیم کے مطابق پانچویں جماعت پاس کردہ لڑکے کو ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں میں جا کر ایک سال پیچھے ہٹنا پڑتا ہے اور یہ

تضیع اوقات میں داخل ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں اور امدادی سکولوں کی سکیم اوف سٹڈی کو ایک سطح پر رکھا جاوے۔ اگر امدادی سکول اس قسم کے ہو سکیں تو بمقابلہ ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں کے امدادی سکولوں کی تعداد کا بڑھانا مالی پہلو سے ڈسٹرکٹ بورڈوں کے لئے زیادہ سستا پڑتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ کہنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امدادی سکولوں کے مدرسین کی قابلیت کا لحاظ جو اس وقت بالکل معدوم ہے۔ فرائض میں داخل ہو۔ امدادی سکولوں کے اجراء کے لئے اور امداد حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہو کہ امدادی سکول کا مدرس علمی لیاقت کے علاوہ طریقہ تعلیم سے بھی واقف ہو۔ کم سے کم ٹریننگ کلاس پاس کردہ کے سوائے کوئی مدرس امدادی سکول جاری نہ کر سکے اور نہ ہی وہ امداد کا مستحق مانا جاوے۔

عبداللطیف بی۔اے

دیہات میں پرائمری تعلیم کس طرح زیادہ پھیل سکتی ہے

از جناب راجہ احمد خان صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع جہلم

تعلیم پھیلانے کے لئے گورنمنٹ عالیہ نے جو تجاویز کی ہیں۔ وہ ایسی ہیں کہ ان کے لئے اس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے۔ کم ہے۔ بالخصوص سٹاف ٹرینڈ بہم پہنچانا۔ اس کی تنخواہیں بڑھانا۔ سامان مدرسہ عمدہ اور مناسب مہیا کرنا۔ فیس میں کئی قسم کی رعائتیں کرنا ایسی باتیں ہیں۔ جن سے پرائمری تعلیم کے پھیلنے کے متعلق خاصی کامیابی ہو سکتی ہے۔ لیکن جیسا کہ جناب راجہ صاحب نے اپنے مضمون کے آخیر میں ظاہر کیا ہے۔ گورنمنٹ کے کرنے کا ابھی بہت سا کام باقی ہے۔ اور بہت سی ابھی ایسی رعایتیں ہیں۔ جو مدرسین اور غریب طلباء کو دینی چاہئیں۔ امید ہے۔ کہ ہماری مہربان گورنمنٹ ضرور ان باتوں کی طرف پوری پوری توجہ دیگی جن سے اسقدر پرائمری تعلیم پھیلے۔ کہ یوروپ کے بعض ممالک کی طرح یہاں بھی ننانوے فیصدی باشندے تعلیم یافتہ ہو جائیں۔ نہ کہ اُلٹے ننانوے فیصدی بے علم رہیں۔

پرائمری تعلیم کے پھیلانے کے متعلق جناب راجہ صاحب نے جو نتائج

مدرسین کو کی ہیں۔ ہم زور سے اپنے ناظرین مدرسین کو ان پر عمل کرتے ہوئے۔ جناب راجہ صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انھوں نے اپنے خیالات کا اظہار فرما کر مدرسین اور ہم کو نہایت مشکور احسان کیا ہے۔

اڈیٹر

جہالت ایک تاریکی ہے۔ جو انسان کے دل و دماغ میں عقل کی روشنی نہیں پہنچنے دیتی۔ اور اس تاریکی میں بد قسمتی سے ہندوستان کے چورانوے فیصدی کے قریب باشندے مبتلا ہیں۔ جن میں سے ۸۰ فیصدی کاشتکار اور زمیندار ہیں۔ جو لوہے کے ہل سے زمین کی چھاتی پھاڑ کر غلہ پیدا کرتے۔ اور اپنا خون پسینہ ایک کر کے غریب سے لیکر امیر تک کے عیش و عشرت کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ لیکن اِن بیچاروں پر جہالت کا اس قدر پردہ پڑا ہوا ہے۔ کہ ان بھولے بھالے سیدھے سادے لوگوں کو سلسلۂ کاروبار یا معمولی لین دین میں ہزاروں دھوکے روزانہ ملتے ہیں۔ خدا جانے ہند کے مختلف صوبوں میں اس بے زبان اور سادہ لوح فرقہ کی جان پر کیسے کیسے ظلم ٹوٹتے ہونگے۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ زمینداروں اور کاشتکاروں کو تعلیم کی کیسی ضرورت ہے۔ اور اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ زمینداروں کے مسئلۂ تعلیم پر خصوصیت سے توجہ کی جاوے۔ صرف یہی ایک ایسا فرقہ ہے کہ جس کی گاڑھی کمائی سے اگر ایک طرف کروڑوں روپیہ سے سرکاری خزانے پُر ہوتے ہیں (کیونکہ ہند ایک زراعتی ملک ہے) تو دوسری طرف رعایا اور برایا کی حفاظت کے لئے فوجوں میں بھی زیادہ تر یہی بھرتے ہوتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ گورنمنٹ ایسے مفید اور کارآمد فرقہ کی تعلیم کی طرف خاص توجہ کرے۔ اور اس کے واسطے

مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

مدارس کی تعداد میں ترقی

زمیندار اور کاشتکار اسی صورت میں زیور علم سے آراستہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ گورنمنٹ ہر سال سکولوں کی کافی تعداد کھولے۔ اور مختلف دیہات میں سکول نزدیک نزدیک ہوں تاکہ ایک جگہ سے بچوں کو زیادہ سے زیادہ زائد فاصلہ طے نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ گورنمنٹ عالیہ پنجاب نے کمال مہربانی سے یہ انتظام کرنا شروع کیا ہے۔ کہ مدرسے اتنے قریب قریب کھولے جائیں کہ کسی جگہ سے بھی بچوں کو ڈیڑھ دو میل سے زیادہ فاصلہ طے نہ کرنا پڑے۔ اور اس اصول پر عمل پیرا ہو کر دیگر اضلاع کی طرح ضلع ہذا میں بھی نئے پرائمری سکول کھولے گئے ہیں۔ اور انشا اللہ آئندہ بھی جب تک کہ ضلع بھر میں پرائمری سکولوں کا ایک جال نہ پھیل جاوے کھولے جاتے رہینگے۔ اس کے علاوہ کمال مہربانی سے گورنمنٹ نے زمینداروں کے بچوں کو پرائمری کے درجہ تک فیس سے بھی بری کر دیا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ کمینوں کو بھی معاف کر دیا ہے۔ نیز پرائمری حصوں میں ۲۵ فیصدی بوجہ مفلسی معاف کر دینے کی بھی اجازت دے دی ہے۔ غرض سب امور پر غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حال میں گورنمنٹ کی طرف سے تعلیم پھیلانے کے لئے بہت سی آسانیاں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اور اگر اب بھی لوگ تعلیم نہ حاصل کریں۔ تو اُن کی بدنصیبی ہے۔

سٹاف کا بہم پہنچانا

جب سکولوں کی تعداد بڑھنی شروع ہوئی تو اس کے واسطے

ٹرینڈ سٹاف کی ضرورت بھی لازمی تھی - تاکہ لائق اور طریقہ تعلیم جاننے والے اُستاد مل سکیں - جو کہ بچوں کو نرمی اور ان کے طبعی میلانوں کے مطابق تعلیم دے سکیں - اس ضرورت کے پورا کرنے کے واسطے گورنمنٹ نے نہایت مہربانی فرما کر نارمل سکولوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا ہے - چنانچہ حال میں ہی نارمل سکول لائل پور سرگودھا کرنال وغیرہ کھل گئے - اور اور جگہ کھل رہے ہیں - علاوہ بریں ہر ایک ضلع میں لوکل ٹریننگ کلاسیں کھولی گئی ہیں - جن میں پرائمری پاس شدہ طلبا کو طریقہ تعلیم سکھا کر پرائمری سکولوں کے لئے نائب مدرسین تیار کئے جاتے ہیں - نیز مدرسین کی حوصلہ افزائی کے لئے گورنمنٹ نے ٹیچروں کی تنخواہوں میں بھی معقول اضافہ کر دیا ہے - چنانچہ جہاں پہلے زمانے میں نارمل پاس مدرس کی تنخواہ چھ روپے سے لے کر دس روپے تک ہوتی تھی - وہاں آجکل اس کا شروع گریڈ پندرہ روپے ہے جس سے ترقی کر کے وہ تیس روپے کے گریڈ تک پہنچ سکتا ہے - اور جہاں نائب مدرسوں کو شروع میں دو دو روپے تنخواہ دی جاتی تھی - وہاں آجکل نائب مدرس چودہ روپے - بارہ روپے مشاہرہ لیتے ہیں -

مکان اور سامان کا بہم پہنچانا

جب سکولوں کی تعداد کافی ہو گئی - اور اساتذہ بھی مل گئے - تو تیسری ضرورت مکان اور سامان کی باقی رہ جاتی ہے - یعنی مکان اس قسم کا ہو - کہ ہر ایک طرح سے موزوں - مناسب اور ارزاں ہو اور سامان بھی اس قدر ہو - کہ تعلیمی ضرورت کو پورا کر سکے - چنانچہ اس ضرورت کو مدِ نظر رکھ کر ہماری مہربان گورنمنٹ ہر سال ایک کثیر رقم پراونشل فنڈ میں سے خاص تعمیرات اور سامان کے واسطے

ڈسٹرکٹ بورڈوں کو بطور امداد عطا فرماتی ہے۔ ان تمام امدادوں کے ساتھ اگر گورنمنٹ عالیہ جہاں غریب طلبا کی فیس معاف کرتی ہے۔ وہاں نادار طلباء کو سامان نوشت وخواند میں بھی مدد عطا کرے۔ تو امید ہے کہ اس سے غریب لوگوں میں تعلیم بہت پھیل جائے گی۔

اوقات تعلیم کو دیہاتی زندگی کے مطابق رکھنا

قبل ازیں سکولوں کا وقت ایسا مقرر تھا۔ کہ بچوں کو صبح سے لیکر شام تک سکول میں بٹھائے رکھتے تھے۔ جس قدر عرصہ لڑکے تمام دن سکول میں بند رہیں۔ اس صورت میں ان کے خانگی کام کاج میں ہرج ہوتا ہے۔ اس واسطے ضروری تھا۔ کہ تعلیم کے لئے کوئی ایسا وقت مقرر کیا جاوے۔ کہ بچے پڑھ بھی سکیں۔ اور اپنے آبائی پیشے میں بھی حصہ لے سکیں۔ اس اصول کو مدنظر رکھکر افسران سررشتہ تعلیم نے وقت تعلیم میں تخفیف کر دی ہے۔ یعنی پرائمری حصہ لوئر ۳½ گھنٹے روزانہ اور اپر ۴½ گھنٹہ روزانہ مدرسہ میں تعلیم حاصل کرے۔ اور وقت بھی ایسا مقرر کیا ہے۔ کہ جس وقت بچوں کو گھر کے کام سے فراغت ہو۔ اسی وقت سکول میں آکر تعلیم حاصل کریں۔ یعنی خواہ ۷ سے ۱۱ تک خواہ ۸ سے ۱۲ تک خواہ ۱۰ سے ۲ تک مقامی ضرورتوں کے لحاظ سے اور سکول سے فارغ ہونے کے بعد باقی تمام دن اپنا آبائی پیشہ سیکھیں اور کام کاج میں اپنے والدین کی امداد کریں۔ اس بارے میں خاص طور پر سرکلر شائع کئے گئے ہیں۔ کہ مقررہ وقت تعلیم سے زیادہ بچوں کو بٹھایا جاوے۔ اور ان کو ترغیب دی جاوے۔ کہ گھر جاکر اپنے آبائی پیشے کا کام کریں۔ جن کی تعمیل قریباً ہر جگہ کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اب یہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ اس بارے میں مدرسین کی ذمہ داری

کہاں تک ہے۔ اور مندرجہ بالا اخراجات کے باوجود ابھی گورنمنٹ کو اور کیا کرنا چاہئے۔

(۱) مدرسین کا فرض۔ جب سرکار کی طرف سے مکان سامان اور ہر ایک چیز مہیا ہو گئی ہے۔ تو اس کے بعد مدرسین کا فرض ہے کہ وہ بہمہ صفت موصوف ہوں۔ تاکہ استادی اور روحانی باپ کے لفظ کا ان پر پورا پورا اطلاق ہو سکے۔ وہ اپنے فرائض پر جان دینے والے ہوں۔ بچوں کے اخلاق سدھارنے اور ان کو نیک بنانے کا ان کو پورا احساس۔ اور سکول کو بارونق بنانے کا ان کو پورا پورا خیال ہو۔ میرے خیال میں اس مطلب کے حصول کے واسطے انکا مندرجہ ذیل امور پر کاربند ہونا ضروری ہے۔

ا۔ مدرس سکول میں حاضری کا پابند ہو۔ کیونکہ سکول کی ترقی کی بنیاد معلم اور متعلم کی حاضری پر ہوتی ہے۔ استاد کے وقت پر حاضر نہ ہونے سے طلباء کے دلوں میں باقاعدہ حاضری کا مطلق خیال نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ استاد کی آمد کے وقت کو مدنظر رکھکر سکول پہنچنے کی کوشش کرینگے۔

ب۔ تعداد طلباء کا زیادہ کرنا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مدرس کو ہمیشہ اہالیان دہ و رؤسائے شہر سے ملاقات رکھنی چاہئے۔ اور عام لوگوں کو تعلیم کے فوائد اور جہالت کے نقصانات پر لکچر دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اصلیت سے آگاہ ہو کر اپنے فائدہ اور نقصان کو سمجھ لیں۔

ج۔ اوقات تعلیم کا تقرر۔ مدرس کو چاہئے۔ کہ مدرسے کا وقت مقامی ضرورتوں کے مطابق مقرر کرے۔ بشرطیکہ ان کو اس طرح اوقات تعلیم مقرر کرنے کا اختیار ان کے صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس

دیں۔ یعنی باجازت افسران بالا اگر بچے صبح سویرے حاضر ہو سکیں تو ایک وقت سکول لگائے۔ اور ان کو مقررہ وقت سے زیادہ دیر تک سکول میں نہ بٹھائے رکھے۔ اگر ایک وقت صبح حاضر نہ ہو سکیں۔ تو وقت صبح و شام دو حصوں میں منقسم کر لیا جائے۔ اور دونوں وقت تھوڑا تھوڑا عرصہ تعلیم دے۔

د۔ مدارس میں مختلف کھیلیں اور ورزشیں بھی دیہاتی تعلیم کی ترقی میں بہت کچھ مددگار ثابت ہوئی ہیں۔ جب دیہاتی بچے کئی نئی نئی کھیلیں احاطہ سکول میں ہوتی دیکھتے ہیں۔ تو ان کو سکول میں داخل ہونے کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ احاطہ سکول اور کمروں کا صاف رکھنا اور سکول کے احاطہ میں چھوٹا سا باغیچہ لگانا وغیرہ ایسے امور ہیں۔ جو کہ طلباء مدرسین اور عام لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہو کر سکول کی رونق میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ہ کارکردگی۔ مدرس کو چاہیئے کہ اپنے فرض کو فرض سمجھ کر نیک نیتی سے سکول میں کام کرے۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھے کہ طلبا سکول سے نکل کر قوم کے مفید ممبر بن سکیں۔ اور ان کو اس بات کا خوگر بناوے۔ کہ وہ ہمیشہ طالب علم رہیں۔ اور دوسروں کے لئے باعث رشک ہوں۔ کیونکہ مثل مشہور ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ جب ایک طالب علم کامیابی حاصل کرنے کے بعد کچھ فائدہ حاصل کرتا ہے۔ تو دوسروں کو خواہ مخواہ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔

(۲) مندرجہ بالا امور کے مطالعہ سے معلوم ہو گا۔ کہ گورنمنٹ نے لوگوں کی تعلیم کے لئے بہت سی رعایتیں اور مہربانیاں فرمائی ہیں۔

لیکن اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے کہ پرائمری تعلیم عام ہو۔ ابھی بہت سی دریا دلی درکار ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے یہ امر ضروری ہے کہ پرائمری تعلیم مفت اور لازمی کر دی جائے۔ اور اس کے علاوہ بچوں کو سامانِ درسی میں خاص امداد دی جائے۔ نیز ڈسٹرکٹ بورڈ کو بھی حال سے زیادہ امداد ملنی ضروری ہے۔

ان تمام تجاویز پر عمل کرنے کے بعد بھی اگر پوری پوری کامیابی نہ ہو۔ تو پھر جبری پرائمری تعلیم کرنے کے سوا مفر نہیں ہے۔

احمد خاں بی۔ اے

جسمانی سزا

از جناب بھائی گیان سنگھ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی اسسٹنٹ
ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع امرتسر

جہاں ہر خطا کے ساتھ سزا لازمی ہے۔ وہاں جیسی "خطا ویسی سزا" بھی ایک کلیہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ع "جورِ استاد بہ زمہر پدر" سے بھی چشم پوشی نہیں ہو سکتی۔

اگرچہ جناب بھائی گیان سنگھ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی نے مندرجہ بالا اصولوں سے انحراف نہیں کیا۔ مگر بدنی سزا کی انہوں نے اسقدر مخالفت کی ہے۔ کہ شائد بعض حالتوں میں اسے مبالغہ سمجھا جائیگا۔ اس حقیقت سے کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ بعض حالتوں میں بدنی سزا ناگزیر ہوتی ہے۔ اور جہاں کئی حالتوں میں بدنی سزا سے طلباء یا دیگر بچے بگڑ گئے ہیں۔ وہاں کئی دفعہ بعض بچے صرف بدنی سزا سے ایسے سدھرے ہیں۔ کہ شائد اگر انکو وہ مناسب موقعہ بدنی سزا نہ ملتی۔ تو وہ کسی صورت میں بھی نہ سدھرتے اگر کوئی طالب علم سبق یاد نہ کرے یا گھر کا کام کر کے نہ لائے تو بیشک بدنی سزا کا نہیں بلکہ دیگر اُن سزاؤں کا جن کا مندرجہ ذیل مضمون میں ذکر کیا گیا ہے۔ مستوجب سمجھا جانا چاہئیے لیکن جب کوئی لڑکا ایسی گستاخانہ شرارت کرے۔ کہ جو سکول یا جماعت کے نظام کو بگاڑنے کا موجب ہو سکے۔ تو اس حالت میں شائد

اس کی درستی کے لئے بدنی سزا سے بہتر اور کوئی علاج نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ سررشتہ تعلیم نے بھی سکولوں کے ہیڈ ماسٹران کو بعض شرائط پر اس کا اختیار دے رکھا ہے۔

ہاں یہ سزا نہ تو اس قدر وحشیانہ ہونی چاہئے۔ کہ قصور کی مقدار سے بڑھ جائے۔ اور نہ ہی اس قدر کم کہ قصور کی مقدار سے نہایت خفیف ہو۔ اور نہ ہی سزا دینے میں اُستاد ایسی حرکات کا اظہار کرے۔ جس سے کسی ذاتی بغض کا اظہار ہوتا ہو۔

بدنی سزا کے ضروری ہونے کو ثابت کرنے سے میری یہ مراد نہیں۔ کہ معلمین ضرور سزا دیا کریں۔ بلکہ میں خود اس کا سخت مخالف ہوں۔ اور فی الواقعہ بھائی گیان سنگھ جی کے خیال کے مطابق اصلی مدرس اسی کو سمجھتا ہوں۔ جسے کبھی بھی سزا دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ لہذا امید ہے کہ مدرس اصحاب بھائی جی کی ہدایات کے مطابق بدنی سزا سے حتے الامکان ضرور پرہیز کرینگے۔

اڈیٹر

محکمہ تعلیم کے سب آدمی اس بات کا بڑے زور سے پرچار کرتے ہیں۔ کہ سکول کی بہتری کے لئے دستور العمل کا قائم رکھنا لازمی امر ہے۔ اگر دستور العمل باقاعدہ قائم رہے۔ تو سکول بڑی اچھی طرح سے چلتا ہے اور اگر دستور العمل کا استعمال ڈھیلا ہو جائے تو روحانی۔ اخلاقی۔ جسمانی ترقی ناممکن ہے۔ سکول میں قاعدے قائم رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ سختی کا استعمال کیا جائے بلکہ سب سے اعلےٰ درجہ کے قاعدوں کا جاری رکھنا حلیمی کے ساتھ ہی ممکن ہے۔ سکول میں قاعدوں کے ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ صرف بُرا یا اچھا کرنے والوں کو ٹھیک سزا یا انعام دینا ہی اس کا کام ہے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ طاقت

حق پر غالب نہ آئے۔ اور اس سے کمزور آدمی مضبوط آدمی سے بچتا ہے
یہ قاعدہ کلیہ تسلیم کرنا چاہئے۔ کہ جن کو حکومت دی گئی ہے۔ وہ محض
اس لئے ہے کہ وہ زیادہ تر کمزوروں کا بچاؤ کریں۔ اچھا دستور العمل حاصل
کرنے کے لئے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ جو طریقے استعمال کئے جاویں
وہ ہر ایک لڑکے کا چال چلن بنانے کے لئے ایک بڑا اثر رکھیں۔
جہاں سختی سے کام لیا جاوے گا وہاں سستی اور دھوکے باز طبائع
عام ہو جائیں گی۔ چنانچہ اکثر کہا جاتا ہے کہ سختی کا نتیجہ ڈر ہوتا ہے۔
اور ڈر سے بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ اور بزدل آدمی جھوٹا ہوتا ہے۔ مگر
جہاں سچائی۔ عزت۔ غور پر زور دیا جائیگا۔ وہاں نہ صرف سبق ہی
اچھی طرح سے سکھلائے جائیں گے بلکہ لڑکوں کو بالکل سچی تعلیم دی جائیگی۔
کسی اُستاد کو اپنے کام پر تب تک اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک
اسے نیچے لکھے ہوئے سوالوں کا اطمینان کے ساتھ ہاں میں جواب نہ
مل سکے۔

(۱) کیا میں اپنے لڑکوں سے عزت کرنے پر اعتماد کر سکتا ہوں؟

(۲) کیا میرے لڑکے عام طور پر مجھ سے سچ بولتے ہیں؟

(۳) کیا لڑکے میرے لئے چھوٹے سے چھوٹا کام خوشامد کے طور پر نہیں
بلکہ پوری عزت کے ساتھ کرنے کو تیار رہتے ہیں؟

اُستاد کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو سکے سکول
کے کام کو بغیر بیت کی سزا دینے کے انجام دے۔ اگر کوئی اُستاد معمولی
معمولی باتوں میں سزا دیتا ہے۔ تو سمجھنا چاہئے کہ اُستاد متلون مزاج
ظالم اور ناقابل ہے۔

یہ قدرتی قاعدہ ہے کہ ہر قسم کے قصور کے عوض سزا ملتی ہے۔ گو
بعض حالتوں میں جلدی اور بعض حالتوں میں دیر سے ہی کیوں نہ ملے۔

مگر ہر حالت میں اس کا ملنا ضروری اور لابدی ہے۔

چنانچہ اگر کوئی لڑکا اپنی انگلی میں سوئی چبھوتا ہے تو اس کا نتیجہ درد ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنا ہاتھ آگ میں ڈالتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ جلن ہوتا ہے۔ اسی طرح سے اگر وہ کوئی ایسا کام کرتا ہے۔ جس سے کہ سکول کا عام دستور العمل بگڑے تو یہ ضروری ہے کہ اُس لڑکے کے تمام اُستاد اور ہم جماعت اُس سے نفرت کریں۔ اور حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ پس اگر کوئی لڑکا سُستی سے سکول کے وقت میں اپنے کام کی تیاری نہ کرے تو وہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے سکول کے وقت کے بعد ٹھیرایا جانا چاہئے۔ اور اگر وہ تفریح کی چھٹی کے وقت بے ضابطگی کرتا ہے۔ تو اسے اس چھٹی سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ سکول کی رعایتوں کی بھی پرواہ نہیں کرتا تو وہ سکول سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سزا دینے سے حتے الامکان پرہیز چاہئے۔ کیونکہ اس سے لڑکوں کی عادت بجائے سنورنے کے بگڑتی ہے۔ اور وہ ضدی اور کاہل ہو جاتے ہیں۔

لڑکوں کو اپنے سبق بھولنے پر بیت کی سزا دینا بھی معیوب ہے۔ اگر لڑکا اپنا سبق ٹھیک وقت پر یاد نہیں کرتا تو یہ اُستاد کا فرض ہے کہ وہ صبر سے دیکھے کہ لڑکا کب تک اپنا سبق یاد کر لیتا ہے۔

جس قدر کوئی اُستاد معمولی تعلیم میں زیادہ سزا دیتا ہے وہ اسیقدر زیادہ ناقابل ہے۔

کسی اُستاد کا کم سزا دینا اس کا اعلے اُستاد ہونا ظاہر کرتا ہے اور اگر کوئی مکمل اُستاد ہو تو اسے کبھی بھی سزا دینے کی ضرورت نہیں پڑنی چاہئے۔ سزا دینے میں زیادہ تر شاگرد پر الزام لگایا جاتا ہے۔ اور اس بات کو فراموش کیا جاتا ہے۔ کہ اُستاد بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ونیز

اس کا کیا سبب ہے کہ بعض اُستاد بغیر سزا دینے کے پڑھا سکتے۔ اور دستور العمل قائم رکھ سکتے ہیں۔ جبکہ بعض دوسرے اُستاد بغیر سزا دینے کے نہ تو پڑھا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی انتظام قائم رکھ سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہ کچھ شاگرد ایک اُستاد کے ماتحت تو بغیر سزا ملنے کے اچھی طرح سے کام کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے اُستاد کے ماتحت اُن کی تمام محنت رائگاں جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اُستاد اور شاگردوں میں سے کس کو غلطی پر سمجھا جائے گا؟ ایسی حالت میں صاف کہا جائیگا کہ اس حالت میں اُستاد پر بہ نسبت شاگرد کے زیادہ الزام آتا ہے۔

گیان سنگھ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی

کان۔ آنکھ۔ ناک۔ زبان اور انگلیوں میں کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور جان بنیین صاحب نے لکھا ہے۔ کہ حواس خمسہ علم کے پانچ دروازے ہیں۔

حواس کی تربیت اور اشیائے سبقوں کی ضرورت

جس قدر حواس تیز ہونگے۔ اُسی قدر نفس کو زیادہ علم آسانی سے حاصل ہوگا۔ جب تک خوب مشق سے حواس کو تیز نہ کیا جاویگا۔ وہ سُست اور کاہل رہینگے۔ اور ان کے ذریعے جو علم حاصل ہوگا۔ وہ ہرگز قابل اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً ہم لوگوں کے حواس سامعہ کی بالعموم تربیت نہیں ہوتی۔ تو سُریلے پن اور بے سریلے پن میں تمیز بھی کم کرسکتے ہیں۔ جن بچوں کے حواس کی تربیت نہیں ہوتی اُن کی تمام آئندہ تعلیم و تربیت پر اندھیر اچھایا رہتا ہے۔ ان کی قوت استدلال اور نتیجہ نکلنے کی طاقت بھی اچھی نہیں ہوتی۔ حواس اچھے اُس صورت میں کہلاتے ہیں۔ کہ جو علم اُن کے ذریعے حاصل ہو۔ وہ صاف اور روشن ہو۔ اور اُس کا اثر دل پر تیز اور گہرا ہو۔ علم کو سُرعت کے ساتھ حاصل کریں۔ اور کسی شے کی نسبت بڑی بڑی باتوں کا ہی علم حاصل نہ کرسکیں۔ بلکہ اس شے کے متعلق جزئیات کا علم حاصل کرنے میں بھی تیز اور طرار ہوں۔ کسی شے کا علم تیز اور گہرا اُسی وقت ہوسکتا ہے۔ جبکہ اُس کو توجہ سے حاصل کیا جاوے اور چونکہ بچپن میں توجہ کی طاقت بہت کم ہوتی ہے۔ اور حواس اپنا کام کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ سبق دلچسپ اور بچوں کی استعداد کے مطابق ہو۔ اور تربیت حواس کے لئے چونکہ ضروری ہے کہ اُس میں سے ہر ایک کی مشق کی جاوے۔ مشق کے لئے مسالہ

یعنی اشیائے محسوسہ موجود ہونی چاہئیں - اور اشیاء کے ذریعے تعلیم دینے کے ڈھنگ کو اشیا کے سبق کہتے ہیں - پس اشیا کے سبقوں کا پرائمری سکولوں میں ہونا ضروری ہوا -

بچپن کی تعلیم اور اشیاء کے سبقوں کی نسبت چند عالموں کی رائیں

قریباً تین سو برس کا عرصہ گزرا ہے - لیڈی جین گرے اور اڈورڈ ششم اور ملکہ الزبتھ کے اتالیق راجر اسچم صاحب نے مروجہ تعلیم کی خرابیوں کی طرف دوسرے اتالیقوں کو متوجہ کیا - صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ "بعض مدرس اپنے شاگردوں کو علم سے متنفر کر دیتے ہیں - اور بعض اپنے شاگردوں میں سواری کا شوق پیدا کرتے ہیں" - یہ شخص سزاء بدنی کے برخلاف تھا اور اس بات پر زور دیتا تھا کہ "طلبا کے امزجہ میں تمیز کر لینا ضروریات سے ہے" - اُس نے ایک جگہ لکھا ہے - کہ "تیز اور طرار بچہ چاقو کی تیز دھار کی طرح ہوتا ہے - جو جلدی مڑ جاتی ہے - اور اس کے برخلاف دھیما بچہ پکی دھار والے مگر کھب جانے والے ہتھیار کی مانند ہوتا ہے" - استادوں کی نسبت ایک جگہ یوں اشارہ کیا ہے کہ "لوگ گھوڑے سدھارنے کے لئے ہوشیار آدمی کی تلاش کرتے ہیں - مگر بچوں کی تعلیم کے لئے کچھ بھی سوچ بچار نہیں کرتے - چابک سوار کو دو سو کرون تنخواہ ملتی ہے تو مدرس کو دو شلنگ"

لوک صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے - کہ "تعلیم سے مراد حصول علم ہی نہیں - بلکہ طلبا کے قوائے عقلیہ کی ترقی اور اطوار کی آراستگی بڑا مدعا ہونا چاہئے - تعلیم بدنی بھی نظر انداز نہ کی جاوے - تعلیم بچپن میں شروع ہو اور بچوں کی مزاج اور قابلیت کا لحاظ رکھا جاوے" -

چار پانچ سال میں بچہ گھر اور بازار کی معمولی چیزوں کو جان جاتا ہے۔ یہ ہئیت مجموعی ہی نہیں بلکہ ان کے بہت سے خواص میں فرق و مشابہت معلوم کرنے لگتا ہے۔ اشیاء کی شکل۔ قد۔ رنگ گرمی۔ ذائقہ وغیرہ پہچاننے لگتا ہے۔ اور جو الفاظ اشیاء اور ان اشیا کی حرکات اور خاصیتوں وغیرہ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمیز کرنے کی طاقت کہاں تک بڑھی ہوئی ہے۔ یہ سب کچھ قدرت سے ہی سیکھتا ہے۔ کسی لائق پروفیسر کے لکچر سننے کے بعد ہی علم طبعی اور علم نباتات کی موٹی موٹی باتیں اور بہت سا حصہ علم حیوانات کا جان جاتا ہے۔ انسان کے مزاج وغیرہ سے خصوصاً واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔ دیکھو گریمر۔ لغت کی کتاب یا باقاعدہ تعلیم کے بغیر ہی مادری زبان کیسی صحت کے ساتھ اور جلدی جلدی بولنے لگتا ہے۔ اخلاق اور مذہب کی موٹی موٹی باتوں سے بھی بے بہرہ نہیں ہوتا۔ یہ علم بچے قدرت سے کیونکر حاصل کرتے ہیں۔ اس سوال کا جواب اشیا کے سبق میں یوں لکھا ہے۔ کہ وہ (قدرت) آسان آسان باتوں سے شروع کرتی ہے۔ ضرورت کے موافق تھوڑا تھوڑا بتلاتی ہے۔ ان کی طاقت کا خیال رکھتی ہے جلدی کبھی نہیں کرتی۔ بہت سی باتیں ایک ہی دفعہ اُنکے دل میں نہیں بھرتی۔ بڑے صبر اور استقلال سے ہر روز سبقوں کو دھراتی ہے۔ علم کو عملی طور پر آزمانے کے لئے وقت دیتی ہے۔ نئی باتیں پُرانی باتوں کے تعلق سے بتاتی ہے۔ ان کو کہتی ہے۔ کہ اپنے حواس سے کام لو۔ اس بات کا خیال رکھتی ہے۔ کہ ان کی طبیعت نہ گھبرا جائے۔ اُن کا جی نہ اُکتا جائے۔ جب ایک چیز کو دیکھتے دیکھتے کسی کا دل ہٹ جاتا ہے۔ تو کہتی ہے جا مرے بچے سو جا۔ آرام کر اور کل پھر پڑھیو

روسو۔ کمی نی ایس وغیرہ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے
کہ بچوں کے حواس کی تربیت بڑی احتیاط سے کی جاوے۔ پانچویں
کی تواریخ میں تعلیم اشیاء کو ابتدائی تعلیم کا ایک خاص ڈھنگ
بنانے کا کریڈٹ (   ) یعنی حق پسٹی لوگزی صاحب کو
دیا جاتا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل قوانین کو مدنظر رکھتے تھے۔

(۱) اشیا کا علم حواس کے علم سے پہلے ہونا چاہئے۔

(۲) اس علم کے حصول کے واسطے دماغی ترقی کے ابتدائی درجوں
میں مؤثر کارکن حواس ہیں آنکھ سب کی سردار ہے۔

(۳) پہلے پہل۔ بچہ کو آس پاس کی اشیا ان کی نہایت سادہ
صورتوں اور تعلقات کے لحاظ سے مطالعہ کرنی چاہئیں۔

(۴) ان اشیا کے مشاہدے سے بڑھتا جانا چاہئے۔ لہذا اِس
ڈھنگ کے بموجب پہلے پہل محسوس اشیاء کا مشاہدہ اس طرح
ہونا چاہئے۔ کہ اشیاء خارجیہ کے تصورات حتے الامکان صاف
صاف اور قدرتی قوانین کے مطابق ہوں۔

پسٹی لوگزی کو اس ڈھنگ کی عمدگی اور ضرورت پر ایسا یقین
تھا کہ اُس نے ایک جگہ لکھا ہے۔ تعلیم کے بارے میں جو کچھ میں نے
کیا ہے۔ اس کا خلاصہ اس اصول کو قائم کرتا ہے۔ کہ تمام علم کی اصل
بُنیاد بیرونی اور اندرونی حواس کی تربیت ہے۔

کنڈر گارٹن سسٹم

اوائل کی مصیبتوں اور پسٹی لوگزی کے قوانین پر غور کرنے سے
فربیل صاحب کی یہ رائے قائم ہوئی کہ انسان کی تعلیم کا سب سے
عمدہ وقت سات برس کی عمر سے پہلے ہے۔ یہ شخص تعلیم کے ایک

ڈھنگ کا موجد ہوا ہے۔ جس کو کنڈر گارٹن سسٹم کہتے ہیں۔ اس سسٹم پر بچوں کو اشیاء محسوسہ کے ذریعے تعلیم دی جاتی ہے۔ انکے حواس اور ہاتھ پاؤں کی حرکات سے کام لیا جاتا ہے۔ بچوں کو کام بالکل کھیل سا معلوم ہوتا ہے۔ اور ساتھ کے ساتھ تعلیم ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ اس میں کام کے مصالح کو گفٹ (Gifts) یعنی انعام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور تعلیم یا کام کو پلے (Play) یا کھیل کہتے ہیں۔ ان باقاعدہ کھیلوں کو اس خیال سے شروع کرایا جاتا ہے۔ کہ بچہ میں کام کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اور شک نہیں کہ اس کام کا بانی اپنے مفید کام کے اس حصہ میں تعریف کے ساتھ کامیاب ہوا ہے۔ تادیب کا ہر درجہ پہلے کا منطقی نتیجہ ہوتا ہے۔ اور کام کے مختلف وسائل قدرتی ترتیب میں بتدریج مشکل ہوتے جاتے ہیں۔ سب کھیلیں مل کر بچہ کی تعلیم عقلی وبدنی کے لحاظ سے سب ضروریات پورا کرتی ہیں۔ اور مدرسہ اور زندگی کی آئندہ تعلیم کے لئے محکم بُنیاد ڈالتی ہیں۔ اس سارے سسٹم کو یہاں بیان کرنا باعث طوالت ہوگا۔ مگر "مُشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر ان کا مختصر ساذکر کر دینا خالی از فائدہ ودلچسپی نہ ہوگا۔ **گِفٹ نمبر ۱۔ گیند۔** جماعت کے ہر ایک لڑکے کو ایک ایک گیند دی جاتی ہے۔ سب گیندیں جسامت میں برابر اور یک رنگ ہوتی ہیں۔ پہلے لال۔ پھر پیلی۔ پھر نیلی۔ ان کے ایک سرے میں ڈوری لگی ہوتی ہے۔ اِس گِفٹ کا منشاء نظر کی تربیت ہے۔ سادگی کی وجہ سے اور نیز ایک ہی قسم کا تصور پیدا کرنے کے لحاظ سے پہلے پہل گیند لیجاتی ہے۔ یہ نرم چیز کی بنی ہوتی ہے۔ پہلے رنگ وغیرہ کا تصور دلایا جاتا ہے۔ پھر اِس سے کئی طرح کے حرکات کرائے جاتے ہیں۔ ......

.... اوپر - نیچے - دائیں - بائیں - آہستہ - جلدی بچے حکم کی تعمیل کرتے ہیں - اور سب مل کر کام کرتے ہیں - ساتھ ساتھ بولتے جاتے ہیں - چونکہ گیند بچپن کا ایک کھلونا ہے - اس لئے بچہ کی ابتدائی تعلیم کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے -

گفٹ نمبر ۲ - بیلن اور پاسہ - ان سے شکلوں کا اختلاف پہلو کنارے - کونہ کا تصور دلاتے ہیں - یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے - کہ ایسے تین نشان پتھر کے نراشے ہوئے فربیل صاحب کی یادگار میں لگے ہوئے ہیں - بے شک یہ بات مفہوم ہے کہ اس قسم کے سادہ مگر علمی سبق تمام اشیا کے سبقوں کے واسطے راہ صاف کرتے ہیں - سوائے اس کے آئندہ کو علم ہندسہ کی تعلیم میں بہت آسانی ہوتی ہے -

گفٹ نمبر ۳ - یہ ایک بڑا پاسا یا لکڑی کا مکعب ٹکڑا ہوتا ہے - جو کہ آٹھ چھوٹے چھوٹے پاسوں سے بنا ہوتا ہے - اس سے منشا یہ ہے - کہ عملی طور پر نسبت اور کسر کا تصور بچوں کو دلایا جاوے - اور اس مطلب کے واسطے یہ سامان نہایت موزون ہے - ایسی ترکیب کے بغیر کسر کا تصور بچوں کے ذہن نشین کرنا آسان بات نہیں -

کنڈر گارٹن سسٹم میں بڑی بات یہ ہے - کہ جو چیزیں پہلے کھلونے سے معلوم ہوتی ہیں - وہ بتدریج بچہ کے قوائے عقلیہ پر زور ڈالتی جاتی ہیں - اور یہ سب سامان قدرت کی تعلیم پر غور کر کے تیار کیا گیا ہے - فربیل صاحب نے دیکھا - کہ بچوں کو جو کھلونا یا کوئی اور چیز ہاتھ لگتی ہے - وہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں - اور پھر جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں - اس سے اس کی یہ رائے ہوئی -

کہ بچے صرف نقصان پہنچانے کی غرض سے ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ ایسی رغبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جس کو روکنے اور سزا دینے کی بجائے ترقی دینا چاہیئے۔ اور جس کی مشق کا باقاعدہ موقعہ ملنا چاہیئے۔
اس بخشیش کو فریبل صاحب نے لکھا ہے۔ کہ بچے کی خوشی کا باعث ہے۔ اور شک نہیں۔ کہ اس سے بہت کچھ فائدہ کی صورت ہو سکتی ہے۔ سارا پاسا بچوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ اس کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں۔ اور پھر ان کو مختلف ترکیبوں سے جوڑتے ہیں۔ ساتھ کے ساتھ مدرس ہر ایک ترکیب کے نمونہ پر گفتگو کرتا جاتا ہے۔
الغرض اس طرح سے بیس گفٹ ہیں۔ مٹی۔ بتی۔ موم۔ لکڑی کا چاقو۔ چکنا کاغذ وغیرہ مصالح دیئے جاتے ہیں۔ بچے مدرسہ میں یا گھر پر اس سے طرح طرح کی چیزیں بناتے ہیں۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا۔ کہ یہاں دیہات میں بچے جوہڑ وغیرہ سے مٹی لے آتے ہیں۔ یا شہروں میں جب کبھی کسی مکان کی تعمیر یا مرمت شروع ہوتی ہے گیلی مٹی کس شوق سے کھلم کھلا یا چوری چوری جیسے داؤ لگے لے بھاگتے ہیں۔ اس سے طرح طرح کی چیزیں بناتے ڈھاتے ہیں۔ اور باغ باغ ہوتے ہیں۔ میں نے دیہات میں کئی بار دیکھا ہے۔ کہ دس بارہ بچے لڑکے اور لڑکیاں کسی جوہڑ کے کنارے علیحدہ علیحدہ مکان بنائے بیٹھے ہیں۔ جن کی چھوٹی چھوٹی دیواریں خشک یا گیلی مٹی کی ہیں۔ دیواروں میں اندر آنے اور باہر جانے کے لئے تھوڑی تھوڑی جگہ بطور دروازہ کے خالی رکھی ہے۔ اندر رسوئی کے چھوٹے چھوٹے برتن۔ رکابیاں۔ پیالیاں۔ چولہے۔ دیگچیاں وغیرہ گیلی مٹی کی بنائی ہوئی ہیں۔ کہیں مٹی کا آٹا گندھا رکھا ہے۔ کہیں فرضی دال پک رہی ہے۔ کسی کسی گھر میں کوئی کوئی جانور مثل بیل بکری

کُتے۔ بلی کے دکھائی دیتا ہے۔ الغرض دو چار چھوٹے چھوٹے گھر بس رہے ہیں۔ اور ان گھروں کے ننھے ننھے معمار اور مالک بڑی خوشی سے اور ایک دوسرے کے رشک سے اپنے اپنے سامان کی صفائی اور گھروں کی آراستگی میں مشغول ہیں۔ فریبل صاحب کا سارا سسٹم اپنے اور متقدمین کے ایسے ایسے مشاہدات پر ہی مبنی ہے۔ اور تعلیم کا ڈھنگ بچوں کی رغبتوں اور قوائے عقلیہ کی ترقی کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ یہ سسٹم اشیاء کے علم پر ہی محدود نہیں۔ بلکہ حساب۔ جغرافیہ۔ اور زبان کے ابتدائی سبقوں کی تعلیم بھی اُسی کے مطابق ہوتی ہے۔ اس ڈھنگ پر تعلیم دینے کے لئے موزوں سامان اور لائق مدرسوں کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں کہیں اس سسٹم کی آزمائش کی گئی ہے۔ اس سے بہت کچھ فائدے حاصل ہوتے ہوئے نظر آئے ہیں۔ ہمارے ملک کے خیر خواہان قوم عام مدرسے اور کالج یکے بعد دیگرے کھولتے جاتے ہیں۔ خصوصاً ایسے شہروں میں جہاں کہ اسی قسم کے کئی سکول موجود ہوتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اپنی کمائی کا کچھ حصہ بطور خیرات کے ملک کی تعلیم میں ہی لگانا چاہتے ہیں۔ تو اس قسم کی تعلیمی تحریکوں کی سرپرستی کرنے میں بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اور ایسی باتوں کا عام چرچا کرنا مدرسوں کی ہمت پر موقوف ہے۔

اشیاء کے سبقوں سے یہ مراد ہے کہ عام اشیاء پر زبانی سبق دئے جائیں۔ یعنی انکے رنگ۔ قد۔ شکل۔ خاصیتوں۔ اور ان کے آپس کے تعلقات کا علم دیا جائے۔ اگر اِن سبقوں سے مراد صرف اشیاء کی نسبت کچھ آگاہی دینے کی ہو۔ تو نام موزوں معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ سبق اشیاء میں ہی محدود نہیں رہتے۔ بلکہ مختلف طبعی ظہورات و

ضرور پڑھو　　ساری فہرست پڑھو　　اور ضرور پڑھو

چند مفید اور ضروری کتب

مجمع الاسماء } املا سکھانے کی قابل دید کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۲ر رعایتی ۱ر

کسرہی پہاڑے } نئی سکیم کے مطابق سوائے۔ ڈیوڑھے اور ریکٹ پہاڑے وغیرہ بمع گُر درج ہیں۔ قیمت فی جلد ار رعایتی -ر

گلدستہ جغرافیہ پنجاب } جغرافیہ پنجاب کا خلاصہ ایک نئے طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ اخیر پر نقشہ بھی لگایا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر رعایتی ار

فرہنگ اردو کی تیسری کتاب } سائم صاحب کی کتب جو ابھی ابھی سکیم میں داخل کی گئی ہیں۔ انہیں سے ۳۷ کا یہ ترجمہ و فرہنگ نہایت آسان الفاظ میں لکھا گیا ہے۔ قیمت ۴ر رعایتی ار

فرہنگ اردو ۴ سائم صاحب } اس میں بھی عمدہ طور پر الفاظ مشکلہ کے معانی درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر رعایتی ار

عطر التواریخ } مارسڈن صاحب کی تاریخ ہند حصہ اول کا خلاصہ نہایت عمدہ عبارت میں لکھا گیا ہے۔ اخیر پر تذکرۃ المشاہیر اور اصطلاحات کی تعریفیں بھی لکھی گئی ہیں۔ جنکو قبل از امتحان ایک نظر دیکھنے سے یقیناً کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر رعایتی ۳ر

فرہنگ اردو کورس نمبر ۱ و ۲ } نہایت آسان اور سلیس عبارتوں میں ان کورسوں کے فرہنگ لکھے گئے ہیں۔ الفاظ و فقرات مشکلہ کے معانی و ترجمے اچھی طرح سے واضح کئے گئے ہیں۔ جابجا ضروری تقصص کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ قیمت الگ الگ فی جلد ۸ر رعایتی ۲ر

خلاصہ جغرافیہ طبعی باتصویر } یہ کتاب طلبائے مڈل ونورمل اور ٹریننگ کالج کے لئے نادر تحفہ ہے۔ جتنی الوسع اس کتاب کو بذریعہ تصاویر وغیرہ عمدگی مضمون ہر پہلو سے دلچسپ بنایا گیا ہے۔ قیمت ۶ر رعایتی ۱ر

پرائمری ارتھمیٹک حصہ سوم } مروجہ مدارس سرکاری وغیرہ اتنی سستی کتاب پھر نہ ملے گی۔ قیمت اصل ۳۰ر رعایتی ۲ر

گرُ زبانی حساب بلحاظ حرفت بمع چند قواعد متفرق } نہایت مفید ذخیرہ معلومات قیمت فی پرت ۴ فی ۲۰ پرت ۹ر اکٹھے طلب کرنے پر محصول کی رعایت رہے گی۔

ترجمہ ہسٹری آف انگلنڈ بکلے صاحب۔ قیمت فی جلد عہ رعایتی ۱۲ر

رہنمائے حساب حصہ چہارم:۔ قیمت اصلی ۵ر رعایتی ۳ر

خلاصہ صرف نحو فارسی واردو:۔ قیمت اصلی ۲ر رعایتی ۱ر

توضیح المساحت پرائمری:۔ نہایت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۴ر

گورمکھ بھین } یہ گورمکھی حروف اور پنجابی زبان میں نہایت رسیلی اور دلچسپ کتاب ہے۔ ایک بار پڑھنا شروع کیا جاوے۔ تو ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس کی خوبیوں سے متاثر ہو کر معزز پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی لاہور نے اس کی سو جلدیں سکول لائبریریوں کے لئے خرید فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ پنجابی بھائی ضرور اس مفید کتاب کا مطالعہ کریں۔ یہ کتاب جہاں مردوں کے لئے اعلےٰ درجہ کا رہنما ثابت ہوئی ہے۔ یہ کتاب لڑکیوں کی سوشل۔ اور دھارمک حالت کو سنوارنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ قیمت بہت معمولی صرف ۳ر فی جلد ہے۔

کھانا پکانے کی کتاب:۔ قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

لطیفوں کی کتاب حصہ اول:۔ قیمت ۳ر رعایتی ۱ر

" " دوم:۔ قیمت ۳ر رعایتی ۱ر

منیجر پنجاب تعلیم کمپنی لاہور

رسالہ لذت طعام :- اچار مربہ چٹنی وغیرہ - قیمت ۲ر رعایتی ۸؍ر

گھر کا درزی اُردو :- قیمت ۵ر رعایتی ۲۰ر

راج ترنگنی اُردو } تاریخ کشمیر مفصل و مکمل - نہایت دلچسپ اور مزیدار عبارتوں میں لکھی گئی ہے - اس کتاب کی اشاعت پر بھی پبلشر کو سرکار سے درجہ اول کا انعام مل چکا ہے - یہ کتاب بھی کوئی دو ہزار صفحوں پر دو جلدوں میں ختم ہوئی ہے - قیمت مکمل جلد ؎ رعایتی ؏

مکمل مہابھارت } مجلد اُردو ۱۰۳۶ صفحہ مصنفہ منشی دوارکا پرشاد اُفق سوانح مہابھارت نہایت دلچسپ پیرایہ میں مندرج ہیں - قیمت فی جلد اصلی ؎ رعایتی ؎

راجستھان اُردو } تاریخ راجپوتانہ مکمل مجلد دو جلدوں میں ۲۰۶۸ صفحے - اس کتاب کی اشاعت پر پبلشر کو سرکار سے انعام بھی مل چکا ہے - قیمت فی ہر دو جلد مجلد ؎ رعایتی ؎

رامائن بالمیکی اُردو } اس دلچسپ اور مفید کتاب میں رامائن کی تمام کتھائیں نہایت عمدگی اور دلچسپی کے ساتھ بیان کی گئی ہیں - پڑھنے سے ایک بار زمانہ رامائن کا سماں بندھ جاتا ہے - اور نہایت لطف حاصل ہوتا ہے - قیمت اصلی ؎ رعایتی ۱۲ر

منوسمرتی پاکٹ سائز - قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر

رسالہ کرکٹ :- مضمون نام سے ظاہر ہے - قیمت ۵ر رعایتی ۳ر

اُردو انگریزی محاورات :- حصہ اول قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

〃 〃 〃 〃 دوم 〃 ۴ر 〃 ۳ر

〃 〃 〃 〃 سوم 〃 ۴ر 〃 ۳ر

لیٹر رائٹر اُردو انگریزی :- قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

مکتوبات احمدی :- قیمت فی جلد ۱ر ۶ پائی رعایتی ۱ر

منیجر تعلیمی بکڈپو لاہور

سلسلہ اتالیق انگریزی نمبر ۱تا۱۲ } نہایت عمدہ کتابیں ہیں۔ انگریزی سیکھنے کے شائقین ضرور انکو منگوا کر فائدہ اُٹھاویں۔
قیمت نمبر ۱ تا ۴ اور نمبر ۱۰ و ۱۱ فی ۵ر اور نمبر ۵ ار۔ نمبر ۶ ۸ر نمبر ۷ و ۸ و ۱۲ فی ۴ر نمبر ۹ ۳ر

گلدستہ حساب ۱ } نہایت ضروری و مفید سوالات کا ذخیرہ ہے پرائمری جماعتوں کے لئے عمدہ کتاب۔ قیمت فی جلد ۳ر

انگلش ماسٹر۔ ڈائرکٹ میتھڈ کے ساتھ ساتھ ہر اردو دان انگریزی سیکھ سکتا ہے قیمت ۱۲ر

رہنمائے جغرافیہ } یہ نورمل سکولوں کے جغرافیہ کی کتاب کا ایک عمدہ اور دلچسپ خلاصہ ہے۔ قیمت فی جلد ۵ر رعایتی ۴ر

خلاصہ باغبانی و زراعت } نورمل سکولوں اور مڈل مدارس کے لئے نہایت عمدہ کتاب ہے آخیر پر سالانہ امتحانات کے پرچے بمعہ حل سوالات جواباً مندرج ہیں۔ قیمت فی جلد ۵ر رعایتی ۴ر

مختصر جغرافیہ عالم حصہ اول } مسٹر نولٹن صاحب بہادر کے جغرافیہ کا عمدہ خلاصہ ہے جو نورمل ٹریننگ کالجوں کے لئے مقرر ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر رعایتی ۲ر
ایضاً حصہ دوم:۔ قیمت فی جلد ۸ر رعایتی ۲ر

خلاصہ رسالہ زندگی روشنی و صفائی } جو حال ہی میں سکیم میں داخل ہوا ہے۔ قیمت فی جلد ۲ر رعایتی ار

شرح اُردو کورس ۳ لگ } اس میں علاوہ فرہنگ کے مشکلات کی شرح بھی دی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر رعایتی ۶ر

ترجمہ کنگ ریڈر ۲ بمع الفاظ انگریزی } کیا کہنا ہے۔ انگریزی شروع کرنے اور سیکھنے والوں کے لئے نہایت مفید ترجمہ ہے۔ قیمت فی جلد ۶ر رعایتی ۳ر

ہر قسم کے رجسٹر حاضری و زانہ:۔ اُردو۔ گورمکھی اور دیواری نقشے روغنی پر ولاتی سکولوں کے لئے موجود ہیں۔ طلب فرماویں۔

منیجر پنجاب تعلیمی بک ڈپو لاہور

مفید التشریح } فارسی کے الفاظ مشکلہ کی تشریح و معانی عمدہ طور پر دلچسپ پیرائے میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۶ر رعایتی ۴ر

ترجمہ سرمایہ خرد:۔ قیمت فی جلد عہ رعایتی ۴ر

خلاصہ جامع القواعد:۔ قیمت ۴ر

تسہیل الترجمہ فارسی حصہ اول ۔ قیمت ۳ر

" " " دوم :۔ " ۴ر

ترجمہ گلدستہ دانش:۔ قیمت ۸ر رعایتی ۲ر

شری مد بھاگوت اُردو کلاں مجلد:۔ قیمت فی جلد ۱۰؍ رعایتی ۸؍

کلام مہر } (تصنیفات منشی سورج نرائن صاحب مہر دہلوی) اس میں جناب مہر کا اپنا پاکیزہ کلام مجتمع ہو کر نہایت نفاست اور آب و تاب سے منطبع ہوا ہے۔ جن کو جناب مہر صاحب کے پاک خیالات سے ذرا بھی محبت ہے وہ اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ حجم ۳۲۴ صفحہ قیمت مجلد عار رعایتی عہ

مخزن جبریہ } علم الجبرا کے متعلق اس سے بڑھکر کوئی بھی بسیط اور عمدہ کتاب ذخیرہ نہیں ملے گی۔ قیمت عار رعایتی عہ

اُردو قاعدہ دیہاتی:۔ سرکاری دیہاتی مدارس کے لئے۔ قیمت فی جلد ۶ پائی

ہر قسم کی کاپیاں:۔ قیمت فی کاپی ار درجن ۱۰ر

امتحان پاس کرنیکے گر:۔ مضمون و فائدہ نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

علم کی مکمل تعریف:۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ؍

اخلاقی حقیقی امتحان کی تیاری } نہایت دلچسپ پر از نصائح کتاب ہے قیمت ۲ر رعایتی ار

قصائد تہنیت شہنشاہ معظم:۔ اکثر جلسوں اور عام میٹنگوں میں گانے کیلئے اچھا مجموعہ نظموں کا ہے۔ جنکے گانے سے بادشاہ سلامت اور سلطنت انگلشیہ کی سچی عقیدت و فرمانبرداری کی جھلک آتی ہے۔ قیمت ۴ر رعایتی ار

مینیجر رہنمائے تعلیم بک ڈپو لاہور

سوانح عمری شہنشاہ معظم جارج پنجم و ملکہ میری:۔ باتصویر مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت فی جلد ۶ر رعایتی ۱ر ۶ پائی

کلام نذیر } اس کتاب میں جناب منشی نذر محمد صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس لاہور ڈویژن نے اپنا تمام نیچرل دلچسپ اور پسندیدہ کلام جمع کرکے طبع کروایا ہے۔ ہمارے رسالہ کے ناظرین بخوبی جانتے ہیں کہ صاحب ممدوح کا کلام سلاست بے ساختگی۔ برجستگی۔ بلند پروازی اور اظہار خیالات کی صفائی میں نظیر نہیں رکھتا۔ بالخصوص قدرتی مناظر کی ہو بہو لفظوں میں تصویر کھینچنے کی جو خداداد قابلیت خداوند نے آپکو عطا کی ہے۔ بہت کم کسی شاعر کو نصیب ہوئی ہوگی قیمت

فن انشا:۔ انشاپردازی کے متعلق عمدہ کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر رعایتی ۴ر

منشی طالب علی صاحب پابند اڈیٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کی کتب

معلم البرق } علم طبعیات میں برق کا حصہ بہت مشکل ہے۔ جناب منشی طالب علی صاحب پابند اڈیٹر رسالہ ہذا نے اس کتاب میں اجسام متاثر البرق کے حصہ کے باترتیب اسباق کے نوٹ (اشارے) درج کرکے نہ صرف اس حصہ کو سہل بنادیا ہے۔ بلکہ اس کے پڑھانے کے ایسے تجربے بھی داخل کئے گئے ہیں۔ جو درسی کتب میں نہیں ہیں۔ کثیر التعداد سائنس کے پروفیسروں۔ استادوں اسسٹنٹ انسپکٹر صاحبان و ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان سررشتہ تعلیم اور ملک کے سربرآوردہ اخبارات نے اسکی بیحد تعریف کی ہے۔ قیمت جلد ۴ر

مرات الاشعار } ان دنوں گورنمنٹ عالیہ اور پبلک کی توجہ بڑے زور کے ساتھ اس امر کی طرف مبذول ہو رہی ہے۔ کہ سکولوں میں اخلاقی تعلیم دی جائے۔ اور صبح کو مدرسہ کھلنے پر پہلے کوئی بھجن یا خدا کی تعریف میں کوئی نظم یا کوئی اور اخلاقی سبق آموز نظم طلبا گایا کریں لیکن چونکہ اب تک کوئی ایسی بھجنوں و نظموں کی کتاب تیار نہ ہوئی تھی۔ کہ طلباء

اس کی مندرجہ نظمیں سکولوں میں گا سکیں۔ اس لئے متعدد کتب اور رسالجات کی مدد سے اڈیٹر صاحب رسالہ رہنمائے تعلیم نے اسی کمی کو رفع کرنے کے لئے یہ کتاب تیار کر کے چھپوائی۔ قیمت فی جلد ۴ر ہے۔ لیکن اگر مدرسین طلباء کے لئے کافی تعداد خریدینگے۔ تو ان کو معقول کمیشن بھی دیا جائیگا۔

خلیق دوست لقمان حکیم سے سب لوگ واقف ہیں۔ یہ ایک نہایت دانشمند اور فاضل اجل شخص ہو گذرا ہے۔ اسکی بے شمار کہاوتیں اور حکایات زبان عربی میں لکھی ہوئی ہیں۔ جن کا قریباً دنیا بھر کی سب زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور یہ حکایات بچے سے لیکر بوڑھے تک نہایت مزے لیکر پڑھتے۔ اور ان سے عمدہ عمدہ نصیحتیں حاصل کرتے ہیں۔ اب جناب منشی طالب علی صاحب پابند اڈیٹر رہنمائے تعلیم لاہور نے اردو خوان طلباء کے لئے چند نہایت نصیحت آموز حکایات کو بمعہ نتیجہ نہایت دلچسپ اردو نظم میں لکھکر طبع کرایا ہے۔ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ قیمت صرف ۱ر فی جلد ہے۔

کنڈرگارٹن کے گیت کنڈرگارٹن کے اسباق پڑھانے میں یہ نہایت ضروری ہے کہ طلباء سبق کے ساتھ ساتھ اسکے متعلقہ گیت بھی گاتے جائیں۔ لیکن چونکہ سب اُستاد شاعر نہ ہونیکے سبب سے عمدہ گیت تیار نہیں کر سکتے۔ اس لئے اڈیٹر صاحب رہنمائے تعلیم نے اس دقت کو رفع کرنیکے لئے کلے موڈلنگ (مٹی کے نمونے بنانا) کنڈرگارٹن کے پہلی لوئر سے لیکر پنجم اپر پرائمری جماعت تک کے جملہ اسباق کے نہایت عمدہ گیت بناکر اس کتاب میں طبع کرا دئے ہیں۔ امید ہے کہ سب مدرسین ہر ایک پرائمری جماعت کے طالب علم کو اس کتاب کی ایک ایک جلد خرید کر دینگے۔ قیمت فی جلد ۲ر ہے۔

اصطلاحات علم طبعیات تعریف وہی اچھی ہوتی ہے جسکے الفاظ مختصر اور جامع ہوں۔ منشی طالب علی صاحب پابند اڈیٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور نے انہی اوصاف کو مدنظر رکھکر تمام علم طبعیات کی اصطلاحوں کی بہت

عمدہ تعریفیں تیار کر کے طبع کرائی ہیں۔ اور یہ کتاب ایسی عام ہوئی ہے کہ کہ اسکے کئی اڈیشن ابتک چھپکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب نہ صرف اُستادوں کو اس تکلیف [illegible] بچاتی ہے جو نہیں دوران سبق میں جلدی سے عمدہ تعریف بنانے میں ہوتی ہے۔ بلکہ طلباء کی ازحد معاون ہے۔ جس کی وجہ زیادہ یہ ہے کہ ہر امتحان سائنس میں تعریفوں کا کوئی نہ کوئی سوال ضرور پوچھا جاتا ہے۔ قیمت صرف ۰ر فی جلد دوم اور سوم مڈل کے لیئے بالخصوص مفید ہے۔

تعریفات علم اشیاء اول مڈل اس پاکٹ بک سائز کتاب میں اول مڈل کے جملہ اسباق سائنس کی تمام اصطلاحات کی نہایت مختصر اور کثیر المعانی الفاظ میں تعریفیں درج کی گئی ہیں۔ کسی اول مڈل کے طالب علم کو اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ مدرسین سائنس اول مڈل سے التماس ہے۔ کہ وہ یہ کتب اکٹھی منگوا کر اپنے طلباء میں تقسیم کریں۔ قیمت صرف - ر فی جلد ہے۔

منڈی اور ہُدہُد منڈی بوٹی میں کچھ ایسے جادو بھرے اثرات ہیں کہ اس سے تمام عوارض آناً فاناً میں رفع ہو سکتے ہیں اور جو جو ترکیبیں ہمنے اس کتاب میں درج کی ہیں۔ اگر انکے مطابق اس کا استعمال کیا جاوے۔ تو یہ کایا کو کلپ کر دیتی ہے۔ اسی طرح سے ہُدہُد پرندہ بھی عجیب و غریب سحر انگیز اثرات رکھتا ہے۔ جس سے ابتک اطباء بھی بہت کم واقف ہیں پس اس کتاب میں ان دونو چیزوں کا عجیب و غریب حالات۔ طبی خواص۔ استعمال اور فوائد درج ہیں۔ نہ صرف عوام بلکہ اطباء اور سنیاسیوں وغیرہ کے لئے بھی نادر تحفہ ہے۔ قیمت صرف ا ر فی جلد ہے۔

المعین اس رسالہ میں چند مفید مضامین درج ہیں۔ شائقین ہم سے صرف ۰ر قیمت میں منگوا سکتے ہیں۔